تصورِ پاکستان

بانیانِ پاکستان کی نظر میں

www.KitaboSunnat.com

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ
نواب بہادر یار جنگؒ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ
نواب زادہ لیاقت علی خانؒ چوہدری رحمت علیؒ

شریعہ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

تصوّرِ پاکستان

بانیانِ پاکستان کی نظر میں

www.KitaboSunnat.com

شریعہ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب	:	تصورِ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں
افکار و ارشادات	:	قائداعظم محمد علی جناحؒ علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ نواب بہادر یار جنگؒ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نواب زادہ لیاقت علی خانؒ چوہدری رحمت علیؒ
نظرثانی	:	ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی
ادارت	:	عرفان خالد ڈھلوں
نگران منشورات	:	حافظ حبیب الرحمٰن
سرورق	:	سیّد مبین الرحمٰن - محمد طارق اعظم
ناشر	:	شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان
مطبع	:	اظہار سنز پرنٹرز، لاہور
سال اشاعت	:	۲۳ مارچ ۲۰۰۵ء
تعداد	:	ایک ہزار

ISBN 969-8263-37-3

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

۱۔	پیش لفظ	۵
۲۔	پاکستان کا مطلب کیا	
۳۔	افکارِ قائداعظم محمد علی جناحؒ	۱۱
۴۔	علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا خطبہ الہ آباد	۳۹
۵۔	نواب بہادر یار جنگؒ کا خطاب	۷۵
۶۔	شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ کا خطبہ صدارت	۹۱
۷۔	نوابزادہ لیاقت علی خانؒ کی تقریر	۱۴۵
۸۔	مجلس دستور ساز میں شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر	۱۶۱
۹۔	چوہدری رحمت علی کا کتابچہ Now or Never	۱۷۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء وہ تاریخ ساز دن ہے جب برصغیر کے مسلمانوں کا ایک علیحدہ اسلامی ریاست کا خواب حقیقت سے شناسا ہوا اور دنیا کے نقشے پر اپنے وقت کی سب سے بڑی اسلامی مملکت معرضِ وجود میں آئی۔ انسانی تاریخ میں ہجرتِ مدینہ کے بعد ہجرتِ پاکستان غالباً سب سے بڑی ہجرت تھی جس میں مسلمانوں نے ایک نظریہ اور مقصد کی خاطر بننے والی مملکت کے لیے اپنے آبائی گھر چھوڑے اور جان و مال اور عزتوں کی لازوال قربانیاں دیں۔ پاکستان کی آئندہ تمام نسلیں اپنے ان اسلاف کی احسان مند اور مقروض رہیں گی جن کی مساعی اور بے پناہ قربانیوں کے نتیجہ میں پاکستان وجود میں آیا۔

یوں تو برصغیر کے خطہ پر مسلمانوں کے قدموں کے نشانات حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت ہی سے دیکھے جا سکتے ہیں جب مسلمان فاتحین نے مکران کے ساحل کو چھوا، یہ خطہ مسلم حکمرانی کے ثمرات سے پہلی بار اس وقت فیض یاب ہوا جب ۷۱۲ء میں محمد بن قاسمؒ کی قیادت میں مسلمان دیبل کے مقامی حکمران راجہ داہر کے مظلوم عوام کا نجات دہندہ بن کر برصغیر میں آئے۔ برصغیر نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی تک مسلمانوں کا ایک طویل دورِ حکمرانی دیکھا۔ اس دوران مسلمانوں کی روایتی رواداری اور دین اسلام کی اثر انگیزی کے نتیجہ میں لا تعداد مقامی باشندوں نے اسلام قبول کیا۔ مسلمانوں کی آمد سے پہلے برصغیر میں جو بھی مذہب آیا وہ ہندومت کے اثرات سے محفوظ نہ رہ سکا اور اس میں جذب ہو گیا یا اپنی شناخت کھو بیٹھا۔ لیکن مسلمان اپنی علیحدہ شناخت رکھتے تھے، وہ ہندوؤں میں جذب نہ ہوئے، اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کا اپنا دین اسلام ہے جس کی بنیاد پر ان کا اپنا تمدن، اپنی تہذیب، اپنی ثقافت، اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخ، اپنا تصورِ حیات اور اپنا مقصدِ حیات ہے۔ اسلام اپنے پیروکاروں کو موجودہ زندگی اور حیات ما بعد الممات دونوں کے بارے میں واضح اصول اور راہنمائی مہیا کرتا ہے۔ انہیں کسی اور نظام، ازم یا مت کے سہارے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کے پاس ہر دور اور ہر زمانہ کے تقاضوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے اور ترقی کی راہ پر گامزن رہنے کے لیے اپنا میکنزم ہے جو شریعت اسلامی ہی کا عطا کردہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہندومت سے متاثر ہونے کے بجائے اسے متاثر کیا۔ آج برصغیر میں بسنے والے مسلمانوں کی غالب اکثریت اسی اثر کا نتیجہ ہے۔

ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک اکھٹے رہنے کے باوجود مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان کوئی مشترکہ معاشرت یا واحد قومیت کا تصور فروغ نہ پا سکا۔ اس دوران ایسا مرحلہ بھی آیا جب مغل حکمران جلال الدین اکبر کے دور میں ہندو مسلم ادغام کی سرکاری سطح پر غیر فطری کوشش کی گئی۔ دونوں اکثریتی قوموں کے مابین مشترک قدریں قائم کرنے اور اختلافات کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن چوں کہ یہ ایک غیرفطری اقدام تھا اس لیے اس کا نتیجہ وہی نکلا جو نکلنا چاہیے تھا۔ اکبر کے اس لادینی اقدام کی سخت مزاحمت ہوئی۔ مسلم علماء اور بالخصوص حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تاریخی کردار اور عظیم مساعی سے اسلام اور مسلمانوں پر یہ ''حملہ'' ناکام رہا۔ پھر اورنگ زیب عالمگیرؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا خاندان، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ کی تحریک ریشمی رومال، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، پیرصاحب مانکی شریفؒ، علی برادرانؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، مولانا حسرت موہانیؒ، علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور تحریک پاکستان کے دیگر تمام قائدین وعوام جن کا ذکر تنگیٔ داماں کے باعث ممکن نہیں ہے، اس عظیم مساعی کا تسلسل تھے۔

مسلمان ایک الگ مسلم قومیت کے حامل تھے، اسی مسلم قومیت کے تصور نے ایک اسلامی مملکت پاکستان کی خواہش پیدا کی۔ جب برصغیر کے مسلمان حصول پاکستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لیے جدوجہد کر رہے تھے تو دو قومی نظریہ کی بنیاد پر ان کے اغراض و مقاصد واضح اور اہداف متعین تھے۔ تحریکِ پاکستان کے قائدین نے دورانِ تحریک اور قیام پاکستان کے بعد متعدد مواقع پر ایسے خیالات کا برملا اظہار فرمایا جس سے مملکتِ خداداد پاکستان کے اسلامی تشخص کا واضح اظہار ہوتا ہے۔ ان کے پیش نظر برصغیر کے مسلمانوں کے لیے ایک ایسی آزاد مملکت کا قیام مقصود تھا جہاں دین اسلام کے عالمگیر اور ابدی اصولوں کی روشنی میں ایک اسلامی فلاحی معاشرہ نمو پاسکے۔ اکابرین و بانیان پاکستان کے افکار و ارشادات اور کارکنانِ تحریک پاکستان کے جذبات اور قربانیاں اس امر کی شہادت ہیں کہ پاکستان کا قیام خالصتاً فکری بنیادوں پر تھا۔ وہ محض زمین کا ایک ٹکڑا حاصل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ یہ چیز تو انہیں اس وقت بھی حاصل تھی۔ برصغیر کے مسلمان معاشی استحصال کا شکار بھی اسی لیے تھے کہ وہ اپنی دینی اور تہذیبی شناخت سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں تھے۔

شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد پاکستان نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ قیام پاکستان کے مقاصد کو مزید واضح کرنے اور اس سے نئی نسل کو روشناس کرانے کے لیے ایک ایسی کتاب شائع کی جائے جس میں خود قائدین و بانیانِ تحریکِ پاکستان اپنے افکار و ارشادات کی مدد سے تصورِ پاکستان کو اجاگر کیا گیا ہو۔ چوں کہ تمام اکابرین کے افکار کا احاطہ ایک مختصر کتاب میں ممکن نہیں ہے، اس لیے قائداعظم محمد علی جناحؒ، علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ، نواب بہادر یار جنگؒ، شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ، نواب زادہ لیاقت علی خانؒ اور چوہدری رحمت علیؒ کے افکار و ارشادات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ شریعہ اکیڈمی اس انتخاب کو ''تصورِ پاکستان بانیانِ پاکستان کی نظر میں'' کے عنوان سے شائع کر رہی ہے۔

شریعہ اکیڈمی کے لیے یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ اسے یہ کتاب ۲۳ مارچ کے عظیم اور تاریخی دن کی مناسبت سے شائع کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ دن ہے جب آج سے پینسٹھ سال قبل مسلمانانِ برصغیر نے منٹو پارک (اقبال پارک) لاہور میں جمع ہو کر اپنے لیے ایک علیحدہ اسلامی مملکت کے قیام کا باقاعدہ اعلان کیا تھا۔ ان کے مضبوط ارادوں کو تائیدِ الٰہی حاصل تھی جس کی وجہ سے صرف سات سال کے اندر وہ ایک اسلامی مملکت پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

اللہ بزرگ و برتر سے دعا ہے کہ یہ کتاب اپنی اشاعت کے مقاصد کو پانے میں کامیاب ہو، اِن شاء اللہ۔

۲۳ مارچ ۲۰۰۵ء

محمد یوسف فاروقی
ڈائریکٹر جنرل
شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،
اسلام آباد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

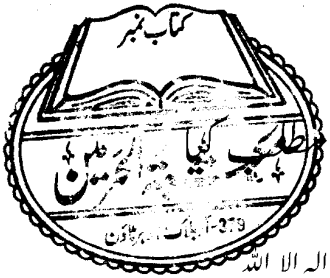

اصغر سودائی ☆

پاکستان کا مطلب کیا

پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ

شب ظلمت میں گزاری ہے
اٹھ، وقتِ بیداری ہے
جنگِ شجاعت جاری ہے
آتش و آہن سے لڑ جا

پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ

چھوڑ تعلق داری چھوڑ
اُٹھ محمود، بتوں کو توڑ
جاگ، اللہ سے رشتہ جوڑ
غیر اللہ کا نام مٹا

پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ

نغموں کا اعجاز یہی
نعرہ سوز و ساز یہی
وقت کی ہے آواز یہی
وقت کی یہ آواز سنا

پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ

تجھ میں ہے خالد کا لہو
تجھ میں ہے طارق کی نمو
شیر کے بیٹے شیر ہے تو
شیر بن اور میدان میں آ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ

جرأت کی تصویر ہے تو
ہمت عالمگیر ہے تو
دنیا کی تقدیر ہے تو
آپ اپنی تقدیر بنا

پاکستان کا مطلب کیا، لا الٰہ الا اللہ

پنجابی ہو یا افغان
مل جانا شرطِ ایمان
لے کے رہیں گے پاکستان
حکمِ نبی منشائے خدا

پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ

اے اصغر اللہ کرے
ننھی کلی پروان چڑھے
پھول بنے خوشبو مہکے
وقتِ دعا ہے ہاتھ اُٹھا

پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ

☆☆☆☆☆

☆ جناب اصغر سودائی شاعر، ماہر تعلیم، تحریکِ پاکستان کے سرگرم کارکن اور سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آپ نے یہ ترانہ ۱۹۴۴ء میں اپنے زمانۂ طالب علمی میں لکھا تھا جو بالآخر تحریک پاکستان کا نعرہ بن گیا۔ آپ علامہ اقبالؒ کالج سیالکوٹ کے پرنسپل بھی رہے۔ (مدیر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۱

افکارِ قائداعظم محمد علی جناحؒ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افکار قائداعظم محمد علی جناحؒ

۱۔ خلافت ایک ایسا منصب ہے جو اسلام کا حقیقی جزو ہے، یہ کسی ایک ملک سے تعلق نہیں رکھتا۔ یہ خاص حدود میں نہیں ہے بلکہ ساری دنیا کے مسلمان اسے حاصل کر سکتے ہیں۔

(ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندے سے گفتگو، بحوالہ زمیندار ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء)

۲۔ مجھے بحیثیت مسلمان، دوسری اقوام کے تمدن، معاشرت اور تہذیب کا پورا احترام ہے لیکن مجھے اپنے اسلامی کلچر اور تہذیب سے بہت محبت ہے۔ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ ہماری آنے والی نسلیں اسلامی تمدن اور فلسفہ سے بالکل بے گانہ ہو جائیں۔

(اسٹریچی ہال علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں تقریر، بحوالہ ''پیسہ اخبار لاہور'' ۱۷ فروری ۱۹۳۸ء)

۳۔ مسلمانوں کے لیے پروگرام تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان کے پاس تو تیرہ سو برس سے ایک مکمل پروگرام موجود ہے اور وہ قرآن پاک ہے۔ قرآن پاک ہی میں ہماری اقتصادی، تمدنی، معاشرتی اصلاح و ترقی کے علاوہ سیاسی پروگرام بھی موجود ہے۔ میرا اسی قانون الٰہیہ پر ایمان ہے اور جو میں آزادی کا طالب ہوں وہ اسی کلام الٰہی کی تعمیل ہے۔ قرآن پاک ہمیں تین چیزوں کی ہدایت کرتا ہے، آزادی، مساوات اور اخوت۔ بحیثیت ایک مسلمان کے میں بھی انہی تین چیزوں کے حصول کا متمنی ہوں۔ تعلیم قرآنی ہی میں ہماری نجات ہے اور اسی کے ذریعے ہم ترقی کے تمام مدارج طے کر سکتے ہیں۔

(میمن چیمبرز آف کامرس اور مرچنٹس ایسوسی ایشن کے سپاس نامے کے جواب میں، بحوالہ انقلاب لاہور ۱۲ جون ۱۹۳۸ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ ہمارے ہندو دوست اسلام اور ہندو دھرم کی جداگانہ نوعیت و ماہیت کو سمجھنے سے قاصر کیوں رہتے ہیں۔ اسلام اور ہندو دھرم محض مذاہب نہیں ہیں بلکہ درحقیقت مختلف اور جداگانہ معاشرتی نظام ہیں۔ یہ محض ایک خواب ہے کہ ہندو اور مسلمان کبھی مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔ متحدہ ہندوستان کی قوم کا غلط تصور حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ یہی ہماری بہت سی مشکلات اور مسائل کی اصل جڑ ہے اور اگر ہم نے بروقت اپنے تصورات میں اصلاح نہ کی تو ہندوستان تباہ ہو جائے گا۔ ہندو اور مسلمان مختلف مذہبوں، فلسفوں، معاشرتی نظاموں اور ادبیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔ نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں۔ بلاشبہ یہ بالکل مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں جن کی بنیاد ایسے افکار وتصورات پر ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں، بلکہ اکثر متصادم رہتے ہیں۔ ان کا نظریہ حیات مختلف ہے۔ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ہندو اور مسلمان اپنی اپنی تمنائیں اور آرزوئیں، تاریخ کے مختلف سرچشموں سے اخذ کرتے ہیں۔ ان کی مثنویاں مختلف، ان کے ہیرو مختلف، ان کے قصے کہانیاں مختلف، اکثر اوقات ایک قوم کا ہیرو دوسری قوم کا دشمن ہوتا ہے۔ ایک قوم کی فتح دوسری قوم کی شکست ہوتی ہے۔ ایسی دو جداگانہ قوموں کو ایک ہی ریاست کے تحت زبردستی متحد کرنے سے، جب کہ عددی اکثریت اور اقلیت کا بھی خاصا فرق ہے، لازماً بے اطمینانی پیدا ہوگی اور ہر وہ آئینی ڈھانچہ بالآخر تباہ ہو کر رہ جائے گا جو ایسی ریاست کی حکومت کے لیے بنایا جائے گا۔

لفظ ''قوم'' کی ہر تعریف کی رو سے مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں اور اس لحاظ سے ان کا اپنا علیحدہ وطن، اپنا علاقہ اور اپنی مملکت ہونی چاہئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آزاد اور خودمختار قوم کی حیثیت سے اپنے ہمسایوں کے ساتھ امن اور ہم آہنگی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی روحانی، ثقافتی، معاشی، معاشرتی اور سیاسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زندگی کو اس طریق پر زیادہ سے زیادہ ترقی دیں جو ہمارے نزدیک بہترین ہو اور جو ہمارے نصب العین سے ہم آہنگ اور ہماری قوم کے مزاج کے مطابق ہو۔ ہمارے کروڑوں لوگوں کے بنیادی مفادات ہم پر یہ مقدس فرض عائد کرتے ہیں اور ایمانداری کا بھی یہ تقاضا ہے کہ ایک باوقار اور پرامن حل دریافت کیا جائے جو سب کے لیے منصفانہ ہو۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ ہمیں دھمکیوں اور تشدد آمیز نعروں سے ہمارے مقصد اور نصب العین سے منحرف نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں ہر قسم کی مشکلات ہر طرح کے نتائج بھگتنے کے لیے تیار رہنا چاہئے۔ ہم نے اپنے سامنے جو نصب العین رکھ لیا ہے، اسے حاصل کرنے کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے ہر وقت آمادہ اور مستعد رہنا چاہیے۔

(مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء سے خطاب)

۵۔ اسلام اور ہندو دھرم محض اور فقط مذاہب نہیں ہیں بلکہ درحقیقت وہ دو مختلف اور متمیّز معاشرتی نظام ہیں۔ چنانچہ اس خواہش کو خواب و خیال ہی کہنا چاہئے کہ ہندو اور مسلمان مل کر ایک مشترکہ قومیت تخلیق کر سکیں گے۔

ہندوستان میں مشترکہ قومیت کا تصور حد سے بہت دور نکل گیا ہے اور ہماری اکثر و بیشتر مشکلات کا باعث بن رہا ہے اور بن چکا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ہم جلد ہی اس خیال کی اصلاح نہ کریں گے تو تباہ ہو جائیں گے اور ہندوستان اور مسلمان دو مختلف مذہبی معتقدات، دو مختلف ادبیات اور دو مختلف النوع معاشرتی اطوار کے ماتحت ہیں۔

یہ لوگ آپس میں شادی بیاہ نہیں کرتے، نہ ایک دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں اور یہ بھی اصرار کے ساتھ کہیے کہ وہ دو مختلف تہذیبوں سے واسطہ رکھتے ہیں۔ ان تہذیبوں کی بنیاد ایسے تصورات اور حقائق پر رکھی گئی ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اکثر متصادم ہوتے رہتے ہیں۔

حیاتِ انسانی کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں کے خیالات اور تصورات ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ یہ بھی ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ہندو اور مسلمان اپنی اپنی تمنا کے ترقیات کے لیے مختلف تاریخوں سے شغف رکھتے ہیں۔ ان کے تاریخی مسائل اور مآخذ مختلف ہیں، دو قوموں کی رزمیہ نظمیں ان کے سربرآوردہ بزرگ اور قابل فخر تاریخی کارنامے سب مختلف اور الگ الگ ہیں۔ اکثر اوقات ایک قوم کا زعیم اور رہنما دوسری قوم کے بزرگ اور برتر ہستیوں کا دشمن ثابت ہوتا ہے۔ ایک قوم کی فتح دوسری قوم کی شکست ہوتی ہے۔ ایسی دو قوموں کی ایک ریاست اور حکومت کی ایک مشترکہ گاڑی کے دو بیل بنانے اور ان کو باہمی تعاون کے ساتھ قدم بڑھانے پر آمادہ کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں کے دلوں میں بے صبری روز بروز بڑھے گی جو انجام کار تباہی لائے گی۔

(مسلم لیگ کے لاہور میں منعقد مارچ ۱۹۴۰ء کے تاریخی اجلاس میں خطبہ صدارت، ص ۲۰۴-۲۰۳)

۶۔ قومیت کی تعریف چاہے جس طرح کی جائے مسلمان اس تعریف کی رو سے ایک الگ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس لیے اس بات کے مستحق ہیں کہ ملک میں ان کی اپنی الگ مملکت اور جداگانہ خود مختار ریاست ہو۔ ہم مسلمان چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے اندر ہم ایک آزاد قوم بن کر اپنے ہمسایوں کے ساتھ ہم آہنگی اور امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ ہماری تمنا ہے کہ ہماری قوم اپنی روحانی، اخلاقی، تمدنی، اقتصادی، معاشرتی اور سیاسی زندگی کو کامل ترین نشوونما بخشے۔

(مسلم لیگ کے لاہور میں منعقد مارچ ۱۹۴۰ء کے تاریخی اجلاس میں خطبہ صدارت، ص ۲۰۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷۔ ہندوؤں اور مسلمانوں میں معاشرتی اور اقتصادی لحاظ سے کوئی چیز مشترک نہیں۔ وہ عناصر جن سے قوم بنتی ہے یہاں موجود نہیں۔

(مسلم اسٹوڈنٹس یونین کے اجلاس منعقدہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۰ء احمد آباد میں قائداعظم کی تقریر)

۸۔ پاکستان ایک خیالی منزل مقصود نہیں بلکہ عملی لحاظ سے یہی ایک چیز ہے جس کے ذریعے آپ اس ملک میں اسلام کو قطعاً فنا ہونے سے بچا لیں گے۔

(مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے اجلاس منعقدہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۱ء میں قائداعظم کی تقریر)

۹۔ میسور ہو یا دنیا کا کوئی اور گوشہ، ان دونوں مقامات کے مسلمانوں کے مابین ایک مشترک قومی مماثلت و یکسانیت اور الفت و موانست موجود ہے۔ فرزندانِ اسلام کو ملکی حد بندیوں اور انسانی پابندیوں سے کوئی واسطہ نہیں۔

(جون ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ ریاست میسور کے سپاس نامہ کے جواب میں قائداعظم کی تقریر)

۱۰۔ میں نہ کوئی مولوی ہوں، نہ ملّا، نہ مجھے دینیات میں مہارت کا دعویٰ ہے۔ البتہ میں نے قرآن مجید اور اسلامی قوانین کے مطالعہ کی اپنے تئیں کوشش کی ہے۔ اس عظیم الشان کتاب میں اسلامی زندگی سے متعلق ہدایات کے باب میں زندگی کا روحانی پہلو، معاشرت، سیاست، معیشت، غرض انسانی زندگی کا کوئی شعبہ نہیں ہے جو قرآن کی تعلیمات کے احاطہ سے باہر ہو۔ قرآن کی اصولی ہدایات اور سیاسی طریق کار نہ صرف مسلمانوں کے لیے بہترین ہیں بلکہ اسلامی سلطنت میں غیر مسلمانوں کے لیے بھی (حسن) سلوک اور آئینی حقوق کا اس سے بہتر تصور ممکن نہیں۔

(راک لینڈ کے سرکاری مہمان خانے میں طلبہ سے خطاب، بحوالہ رہبر دکن، ۱۹/اگست ۱۹۴۱ء)

۱۱۔ اسلام میں اصلاً بادشاہ کی اطاعت ہے نہ کسی پارلیمان کی نہ کسی شخص یا ادارہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی۔ قرآن کے سیاسی احکام ہی سیاست و معاشرت میں ہماری آزادی کے حدود متعین کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت دوسرے الفاظ میں قرآنی اصول اور احکام کی حکمرانی ہے۔ آپ جس نوعیت کی حکمرانی بھی چاہتے ہیں بہرحال آپ کو سلطنت اور علاقہ کی ضرورت ہے۔

(رہبر دکن، ۱۹ اگست ۱۹۴۱ء)

۱۲۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تقریباً ایک ہزار سال سے ہندوؤں نے ملک کے کسی قابل ذکر حصہ پر حکومت نہیں کی۔ ہماری تجویز کی رو سے تین چوتھائی ہندوستان ان کو دیا جا رہا ہے جہاں وہ اپنی حکومت قائم کر سکتے ہیں۔ میں نے ان سے اپیل کی کہ وہ حریص نہ بنیں لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہیر پھیر سے سارے ملک کو ہتھیا لینا چاہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں، یہ تین چوتھائی لے لو اور میری ایک چوتھائی پر حسد نہ کرو۔ مجھے اپنی اسلامی تاریخ کی روشنی میں اپنی روایات، اپنی ثقافت اور اپنی زبان کو برقرار رکھتے ہوئے زندگی بسر کرنے دو اور تم بھی اپنے منطقوں میں یہی کرو۔

(علی گڑھ مسلم یونیورسٹی یونین میں قائداعظم کا ارشاد، نومبر ۱۹۴۱ء)

۱۳۔ مسلم لیگ کا مشن اور پاکستان کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ پاکستان میں اللہ کے دین کا نظام قائم ہوگا۔

(آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس کراچی ۱۹۴۲ء سے خطاب)

۱۴۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس جو نواب محمد اسماعیل خان کی صدارت میں ۱۹۴۲ء کو کراچی میں ہوا، اس میں آئین کے حوالے سے ایک قرارداد مرتب کی گئی جس کے الفاظ یہ تھے ''رائج الوقت قوانین میں جلد شریعت کے مطابق تبدیلی کی جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی''۔ تمام لوگوں نے اس کی حمایت کی۔

آخر میں قائداعظم نے اپنی تقریر میں فرمایا ''جہاں تک اس تجویز کا تعلق ہے وہ ہر مسلمان کے دل کی پکار ہے اور پاکستان کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ پاکستان میں اللہ کے دین کا نظام قائم ہوگا''۔

(نقوش اقبال از رحیم بخش شاہین، شیخ اکیڈمی بل روڈ لاہور)

۱۵۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف بہت گہرا ہے اور اسے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ ہم ایک قوم ہیں۔ ہماری نمایاں ثقافت اور تہذیب، زبان اور ادب، فن اور تعمیرات، نام اور نام رکھنے کا نظام ہے۔ نسبت اور تناسب کا شعور، قانون اور اخلاقی ضابطے، رواج اور جنتری۔ تاریخ اور روایات، میلان طبع اور امنگوں کے اعتبار سے مختصراً زندگی اور زندگی کے متعلق ہمارا اپنا نمایاں نقطہ نظر ہے۔ بین الاقوامی قانون کے جملہ ضابطوں کے لحاظ سے ہم ایک قوم ہیں۔

(امریکی نامہ نگار سے گفتگو، بمبئی یکم جولائی ۱۹۴۲ء)

۱۶۔ ہم مسلمان اپنی تابندہ تہذیب اور تمدن کے لحاظ سے ایک قوم ہیں، زبان و ادب، فن لطیف و فن تعمیر، نام نسب، شعور اقتدار و تناسب، قانون و اخلاق، رسم، رواج، تاریخ و روایات اور رجحان و مفاسد پر ایک لحاظ سے ہمارا اپنا انفرادی زاویہ نگاہ اور فلسفہ حیات ہے۔ بین الاقوامی قانون کی ہر تعریف ہماری قومیت کو سلامی دینے کے لیے تیار ہے۔

(ایسوسی ایٹڈ پریس امریکہ، یکم جولائی ۱۹۴۲ء)

۱۷۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم یہ اعلان کرتے ہیں اور ضمانت دیتے ہیں کہ نہ صرف ہم تمہاری اقلیتوں کے ساتھ اس طرح سلوک کریں گے جس طرح کا سلوک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک مہذب حکومت کو کرنا چاہیے بلکہ اس سے بہتر کیونکہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ اقلیتوں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔

(اسماعیل کالج بمبئی کے طلبہ سے خطاب، یکم فروری ۱۹۴۳ء)

۱۸۔ ہند میں مسلمان دس کروڑ ہیں اور اگر وہ اپنے اکثریتی صوبوں میں اپنے مذہب اور اپنی ثقافت کی بنیاد پر آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں تو اس میں ایسی کون سی غلط بات ہے۔

(صوبائی مسلم لیگ سندھ کے سالانہ اجلاس سے خطاب، ۱۳ جون ۱۹۴۳ء)

۱۹۔ میرے لیے یہ بڑی حوصلہ افزا بات ہے کہ آپ کے صوبے میں ہمارے لوگوں نے خود منظم ہونا شروع کر دیا ہے۔ یہ ایسی چیز ہے جو ہمارے لیے اپنی منزل مقصود کے حصول میں مدد و معاون ثابت ہوگی اور اس طرح ہم اپنی آزادی، عزت و آبرو اور اسلام کی شان و شوکت کو برقرار رکھ سکتے ہیں جس کے لیے ہم آج کل لڑ رہے ہیں۔

(سرحد مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے نام پیغام، کراچی، ۲۰ جون ۱۹۴۳ء)

۲۰۔ آج کل ہم مسلمانوں کو ایک ملت بنانے کے عمل سے گزر رہے ہیں، ہمارا اللہ ایک ہے، ایک کتاب (قرآن مجید) اور ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ آج ہمارے پاس ایک پرچم ہے، ایک پلیٹ فارم اور لیگ کے توسط سے ہمارے لوگوں کی ایک آواز ہے۔

(بلوچستان مسلم لیگ کانفرنس سے خطاب، کوئٹہ ۳ جولائی ۱۹۴۳ء)

۲۱۔ آل انڈیا مسلم لیگ کانفرنس کے اجلاس منعقدہ کراچی مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء میں اختتامی تقریر کرتے ہوئے قائداعظم نے دریافت کیا کہ وہ کون سی چیز ہے جس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے فردِ واحد کی طرح مسلمانوں کو متحد کر دیا ہے اور قوم کا ملجا و ماوا کیا ہے؟ انہوں نے خود ہی جواب دیا ''اسلام'' اور مزید کہا ''یہ عظیم کتاب قرآن مجید ہے جو مسلمانانِ ہند کی پناہ گاہ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جیسے جیسے ہم آگے بڑھتے چلے جائیں گے، زیادہ سے زیادہ یکتائی آتی جائے گی۔ ایک اللہ، ایک کتاب، ایک رسولؐ اور ایک قوم ہیں۔

(روزنامہ ڈان، ۲۷ دسمبر ۱۹۴۳ء)

۲۲۔ ۸ مارچ ۱۹۴۴ء کو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا، جب ہندوستان میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب یہاں مسلمانوں کی حکومت بھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے، وطن یا نسل نہیں۔ ہندوستان کا جب پہلا فرد مسلمان ہوا تو وہ پہلی قوم کا فرد نہیں رہا، وہ ایک جداگانہ قوم کا فرد ہوگیا۔ ہندوستان میں ایک نئی قوم وجود میں آ گئی''۔

(قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے از حمید رضا صدیقی، کاروان ادب لاہور، ص۴۲)

۲۳۔ اب یہ محض نعرہ نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی شئے ہے جسے مسلمانوں نے سمجھ لیا ہے، اور اسی میں ان کا دفاع، نجات اور تقدیر مضمر ہے جس کی صدائے بازگشت ساری دنیا میں سنائی دے گی کہ ایک مسلم مملکت ہے جو اسلام کی عظمت رفتہ کو واپس لائے گی۔

(پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی سالانہ کانفرنس سے خطاب، ۱۸ مارچ ۱۹۴۴ء)

۲۴۔ ہمیں ہلالی پرچم کے علاوہ کوئی اور پرچم درکار نہیں۔ اسلام ہمارا رہنما ہے جو ہماری زندگی کا ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ ہمیں اور کوئی سرخ یا زرد پرچم نہیں چاہیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمیں کوئی اور فکر (ازم) مطلوب و مقصود نہیں نہ اشتمالیت نہ اشتراکیت۔

(پنجاب اسٹوڈنٹس فیڈریشن کی سالانہ کانفرنس کے اختتامی اجلاس میں تقریر، لاہور ۱۹ مارچ ۱۹۴۴ء)

۲۵۔ ہماری بنیاد اور ہماری کشتی کا لنگر اسلام اور صرف اسلام ہے۔ ذات پات کیا، شیعہ سنی کا بھی کوئی سوال نہیں ہے۔ ہم ایک ہیں اور ہمیں بحیثیت ایک متحد قوم ہی کے آگے بڑھنا ہے۔ صرف ایک رہ کر ہی ہم پاکستان کو قائم رکھ سکیں گے۔ ہمارے لیے صرف اسلام ہی کافی و شافی ہے۔

(پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی کانفرنس، منعقدہ ۱۹ مارچ ۱۹۴۴ء میں صدارتی خطبہ، لاہور)

۲۶۔ ۲۷ جولائی ۱۹۴۴ء کو قائداعظم کشمیر سے راولپنڈی پہنچے۔ قائداعظم کا رات کا کھانا، ڈھیری حسن آباد کے عبدالغنی ٹھیکیدار کے ہاں تھا۔ کھانے کی میز پر راولپنڈی مسلم لیگ کے صدر پیر بیرسٹر جان محمد نے قائداعظم سے پوچھا: ''پاکستان کا دستور کیسا ہوگا''۔

اس کے جواب میں قائداعظم نے فرمایا کہ ''یہ تو اس وقت کی دستور ساز اسمبلی کا کام ہے۔ البتہ ہمارے پاس قرآن مجید کی صورت میں تیرہ سو سال پہلے کا دستور موجود ہے۔'' بیرسٹر جان محمد نے مزید پوچھا'': اس دستور کو غیر مسلم بھی تسلیم کر لیں گے''؟

قائداعظم نے جواب میں فرمایا: ''میں قرآن مجید کا عالم ہونے کا دعویدار تو نہیں ہوں لیکن قرآن مجید کا جتنا علم مجھے ہے، اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ قرآن کا دستور تو وہ ہے، جس کے متعلق غیر مسلم خود کہیں کہ یہ ہم پر لاگو کیا جائے۔

(قائداعظم گفتار و کردار از سعید راشد۔ مکتبہ میری لائبریری، لاہور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲۷۔ میں آج آپ کو اس کے سوا کیا پیام دے سکتا ہوں کہ ساری دنیا میں مسلمانوں کو اسلام کی بہترین روایات کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہئے، وہ دین ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت سے ملا ہے۔

(میلاد النبی کی تقریب پر پیغام بمبئی، ۵ فروری ۱۹۴۵ء)

۲۸۔ ہمیں دو مورچوں پر لڑنا ہے، ایک ہندو کانگریس کے خلاف اور دوسرے برطانوی استعمار کے خلاف، یہ دونوں سرمایہ دار ہیں۔ مسلمان پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں، جہاں وہ اپنے ضابطہ حیات، اپنے تمدنی ارتقاء، روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق حکومت کر سکیں۔

(سرحد مسلم لیگ کانفرنس پشاور، ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء)

۲۹۔ مسلمان ایک اللہ، ایک کتاب اور ایک رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیگ کی کوشش یہ ہے کہ وہ اپنی جماعت کو ایک پلیٹ فارم پر ایک پرچم تلے، جو پاکستان کی قائل ہے، جمع کر دے۔

(جلسہ عام سے خطاب پشاور، ۲۱ نومبر ۱۹۴۵ء)

۳۰۔ میں نو سال بعد صوبہ سرحد میں آیا ہوں۔ اب بہت بڑا فرق ہے۔ سرحد کا پٹھان پوری طرح بیدار ہے۔ اب وہ کانگریس کے سحر سے آزاد ہے۔ لیکن آپ کو کام کرنا چاہیے اور سخت کام کرنا چاہیے اور مسلم لیگ کو مزید مضبوط تر بنا دیجیے۔ ایسا کر کے نہ صرف آپ کروڑوں مسلمانوں کے وقار کو چار چاند لگائیں گے بلکہ پاکستان کی آزاد مسلم مملکت کے حصول میں بھی اپنا کردار ادا کریں گے جہاں مسلمان اسلامی فرمانروائی کا نظریہ پیش کر سکیں گے۔

(مردان کے جلسہ عام سے خطاب مردان، ۲۴ نومبر ۱۹۴۵ء)

۳۱۔ مسلم لیگ اس بات کی قائل ہے کہ ہند میں جہاں مسلمانوں کی عددی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثریت ہے، ایسی ریاستیں تشکیل دی جائیں جہاں مسلمان اسلامی قانون کے تحت حکومت کر سکیں۔

(اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب، ۲۵ نومبر ۱۹۴۵ء)

۳۲۔ اگر ہم (قیام) پاکستان کی جدوجہد میں کامیاب نہیں ہوتے تو ہند سے مسلمانوں اور اسلام کا نام و نشان حرفِ غلط کی طرح مٹ جائے گا۔

(خواتین کے جلسے سے خطاب لاہور، ۱۷ جنوری ۱۹۴۶ء)

۳۳۔ آیئے ہم واپس چلیں اور اپنی کتاب مقدس قرآن کریم اور اسلام کی عظیم روایت سے رجوع کریں جن میں ہماری رہنمائی کے لیے ہر چیز موجود ہے۔ ہم ان کی درست طور پر تاویل و تعبیر کریں اور اپنی عظیم کتاب مقدس قرآن کریم کا اتباع کریں۔

(خواتین کے عظیم الشان جلسہ سے خطاب شیلانگ، ۴ مارچ ۱۹۴۶ء)

۳۴۔ کیبنٹ مشن کے دورہ ہندوستان کے موقع پر قائداعظم نے مسلم لیگی ارکانِ اسمبلی کا ایک کنونشن دہلی میں طلب کیا۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں کے چار سو سے زائد ممبر ۹ اپریل کو جمع ہوئے۔ دو روزہ اجلاس کے بعد ۱۱ اپریل ۱۹۴۶ء کو قائداعظم نے کنونشن کے سامنے صدارتی خطبہ دیا، جس میں انہوں نے فرمایا ''یہ سچ ہے کہ مسلمان اپنے دین کے لیے جنگ آزما ہیں۔ لیکن اتنا کہہ دینا کافی نہیں ہے۔ مسلمان اپنی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کی بقا کے لیے بھی جدوجہد کر رہے ہیں۔ بھلا سیاسی اقتدار کے بغیر آپ اپنے عقیدے اور اقتصادی زندگی کا دفاع کس طرح کر سکتے ہیں''۔

(قائداعظم معمارِ پاکستان از سجاد باقر رضوی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور)

۳۵۔ تحریکِ پاکستان کے کارکن سید بدرالدین احمد نے ۲۶ نومبر ۱۹۴۶ء کو قائداعظم سے پاکستان کے نظریاتی تشخص کے حوالے سے پوچھا۔ اس کے جواب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائداعظم نے فرمایا ''میرا ایمان ہے کہ قرآن و سنت کے زندہ و جاوید قانون پر ریاست پاکستان، دنیا کی بہترین اور مثالی ریاست ہوگی۔ مجھے اقبال سے پورا اتفاق ہے کہ دنیا کے تمام مسائل کا حل اسلام سے بہتر نہیں ملتا۔ اِن شاء اللہ پاکستان کے نظام حکومت کی بنیاد لا الہ الا اللہ ہوگی اور یہ ایک فلاحی و مثالی ریاست ہوگی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر پاکستان بن گیا تو چند دن بھی زندہ نہیں رہ سکے گا۔ لیکن مجھے پختہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ قائم دائم رکھے گا۔

مسٹر بدر! میں مطمئن ہوں کہ قرآن و سنت کے زندہ جاوید قانون پر مبنی ریاست (پاکستان) دنیا کی بہترین اور مثالی ریاست ہوگی۔ یہ اسلامی ریاست اسی طرح سوشلزم، کمیونزم، مارکزم، کیپٹل ازم کا قبرستان بن جائے گا جس طرح کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ اس وقت کے تمام نظام ہائے فرسودہ کا گورستان بنا''۔

(ڈاکٹر سیّد بدر الدین احمد کو انٹرویو، اورنگ زیب عالمگیر روڈ نئی دہلی میں (قائداعظم کی قیام گاہ پر، مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۴۶ء)

مسٹر بدر! خوب یاد رکھو! دنیا کی تمام مشکلات کا حل اسلامی حکومت کے قیام میں ہے۔ اسی قیام کی خاطر میں لندن کی پُرسکون زندگی کو رد کر کے عظیم مفکر علامہ اقبال کے اصرار پر واپس آ گیا۔ اِن شاء اللہ پاکستان کے نظامِ حکومت کی بنیاد لا الہ الا اللہ ہی ہوگی اور اس پر ایک ایسی فلاحی اور مثالی سٹیٹ قائم ہوگی کہ دنیا اس کی تقلید پر مجبور ہوجائے گی۔

اِن شاء اللہ پاکستان قائم ہو کر رہے گا اور پاکستان میں سرمایہ دارانہ نظام اور کمیونزم کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی بلکہ اسے ایک صحیح فلاحی مملکت بنایا جائے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۶۔ پاکستان سے ہمارا مطلب ہے ہند کے شمال مغربی اور مشرقی طبقے، ہمارے اوطان، جہاں ہماری تعداد سات کروڑ کے لگ بھگ ہے اور غیر مسلموں کی تعداد تقریباً تین کروڑ اور جہاں ہم صدیوں سے آباد ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان دو منطقوں کو جہاں جہاں ممکن ہو علیحدہ کر دیا جائے، ہاں ایک مسلم حکومت اپنے علاقوں پر فرمانروائی کرے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے اپنی زندگی بسر کریں اور ان تمام اقدار کا تحفظ کریں جن کا اسلام علمبردار ہے۔

(مصری ریڈیو پر نشری تقریر، قاہرہ، ۱۹ دسمبر ۱۹۴۶ء)

۳۷۔ اس وقت کوئی بھی ایسی مسلم حکومت موجود نہیں جو صحیح معنی میں آزاد ہو۔ ایران جو کئی صدیوں سے آزاد تھا، غلام ہوگیا۔ جب تک مسلمان اور عرب حکومتیں حقیقی معنوں میں آزاد نہ ہوں، اس وقت تک پاکستان قائم نہ ہوگا۔ اس لیے جو شخص ہندوستان پر اقتدار رکھتا ہے وہی مشرق وسطیٰ پر اقتدار رکھتا ہے۔ چنانچہ اگر ہندوستان میں ہندو شہنشاہیت قائم ہوگئی تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہندوستان سے اسلام ختم ہو گیا بلکہ ہندوستان سے ہی نہیں دوسرے اسلامی ممالک سے بھی۔ اس میں شبہ نہیں کہ مذہبی اور روحانی رشتے ہمیں اور مصریوں کو ایک رشتے میں باندھے ہوئے ہیں۔ اگر ہم ڈوبے تو سب ڈوب جائیں گے۔

(لندن سے واپسی پر ۲۰ دسمبر ۱۹۴۶ء کو قاہرہ میں شاہ فاروق سے ملاقات کے بعد پریس کانفرنس سے خطاب)

۳۸۔ پاکستان کی تقریب کے سلسلے میں عشائیہ کی دعوت کا بہت بہت شکریہ۔ ابھی تو تعمیر پاکستان کا عظیم تر کام باقی ہے جس کے لیے ہماری تمام تر توانائی کی ضرورت ہوگی لیکن خدا کے فضل سے ہم دنیا میں اس نئی، عظیم اور خود مختار اسلامی ریاست کی تعمیر مکمل اتحاد، تنظیم اور ایمان کے ساتھ کر سکیں گے۔

(لندن مسلم لیگ کے نام پیغام، نئی دہلی، ۷ جولائی ۱۹۴۷ء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳۹۔ جب آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اسلام کا مطالعہ نہیں کیا۔

(پریس کانفرنس میں بیان، نئی دہلی، ۱۳ جولائی ۱۹۴۷ء، ۳۵۱/۴)

۴۰۔ یہ زہریلا پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا ہے کہ پاکستان کی دستورساز اسمبلی شریعت اور قرآنی اصولوں کو نظرانداز کر دے گی، یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ تیرہ صدیوں سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اس دوران مسلمانوں کو ہر قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اس کے باوجود ہم قرآن کریم پر عمل کرتے رہے۔ اب دفعتاً ہم پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

(پیسہ اخبار، ۱۰ جولائی ۱۹۴۷ء)

۴۱۔ اب میں آپ کو اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہر شخص تک میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ وہ یہ عہد کرے کہ وہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے اور اسے دنیا کی ان عظیم ترین قوموں کی صف میں شامل کرنے کے لیے بوقتِ ضرورت اپنا سب کچھ قربان کر دینے پر آمادہ ہوگا جن کا نصب العین اندرون ملک میں بھی اور بیرون ملک بھی امن ہوتا ہے۔

(پنجاب یونیورسٹی اسٹیڈیم میں عوام سے خطاب، لاہور ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

۴۲۔ میں صاف طور سے واضح کر دوں کہ پاکستان اسلامی نظریات پر مبنی ایک مملکت ہوگی، یہ پاپائی (کلیسائی) ریاست نہیں ہوگی۔

(آل انڈیا مسلم لیگ کونسل سے خطاب، کراچی ۱۴-۱۵ دسمبر ۱۹۴۷ء)

۴۳۔ ۱۲ جنوری ۱۹۴۸ء کو قائداعظم نے اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بلکہ ہم ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں، جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں۔

(قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے از حمید رضا صدیقی، کاروان ادب لاہور)

۴۴۔ ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اسلام محض رسوم، روایات اور روحانی تصورات کا مجموعہ نہیں ہے۔ اسلام ہر مسلمان کے لیے ضابطہ حیات بھی ہے جس کے مطابق وہ اپنی روزمرہ زندگی اپنے افعال و اعمال حتیٰ کہ سیاست و معاشیات اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی عمل پیرا ہوتا ہے۔ اسلام سب کے لیے انصاف، رواداری، شرافت، دیانت اور عزت کے اعلیٰ اصولوں پر مبنی ہے''۔

(رشحات قائداز نجمہ منصور، العبد پبلی کیشنز، سرگودھا)

۴۵۔ سبی دربار بلوچستان سے خطاب کرتے ہوئے ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو فرمایا: ''میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے۔ جو قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔

(ملت کا پاسبان قائداعظم محمد علی جناح از علی سفیان آفاقی، سارنگ پبلی کیشنز لاہور)

۴۶۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ لوگوں کا ایک طبقہ جو دانستہ طور پر شرارت کرنا چاہتا ہے، یہ پروپیگنڈہ کر رہا ہے کہ پاکستان کے دستور کی اساس شریعت پر استوار نہیں کی جائے گی۔ آج بھی اسلامی اصولوں کا زندگی پر اسی طرح اطلاق ہوتا ہے جس طرح تیرہ سو برس پیشتر ہوتا تھا۔

(عید میلادالنبی کی تقریب سے خطاب کراچی، ۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء)

۴۷۔ مجھے اس بات کا تو علم نہیں کہ دستور کی حتمی شکل کیا ہوگی، لیکن مجھے اس امر کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یقین ہے کہ یہ جمہوری نوعیت کا ہوگا جس میں اسلام کے لازمی اصول شامل ہوں گے۔ آج بھی ان کا اطلاق عملی زندگی میں ویسے ہی ہوسکتا ہے جیسے کہ ۱۳ سو برس قبل ہوسکتا تھا۔ اسلام نے ہر شخص کے ساتھ عدل و انصاف کی تعلیم دی ہے۔ ہم ان شاندار روایات کے وارث ہیں اور پاکستان کے آئندہ دستور کے مرتبین کی حیثیت سے ہم اپنی ذمہ داریوں اور فرائض سے باخبر ہیں۔ پاکستان ایک ایسی مذہبی مملکت نہیں ہوگی جس پر آسمانی مقصد کے تحت پاپاؤں کی حکومت ہو۔

(امریکہ کے عوام سے نشری خطاب کراچی، فروری ۱۹۴۸ء)

۴۸۔ اب آپ کو اپنے ہی وطن عزیز کی سرزمین پر اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل اور مساوات انسانی کے اصولوں کی پاسبانی کرنی ہے۔ آپ کو ان کے لیے ہر وقت تیار رہنا پڑے گا۔ ہمہ تن ہوشیار۔

(افواج پاکستان سے خطاب ۲۱ فروری ۱۹۴۸ء)

۴۹۔ مجھے یقین ہے کہ آپ یہ بات بخوبی سمجھتے ہوں گے کہ پاکستان جیسی نوزائیدہ مملکت کے لیے جس کے دو حصے ہوں۔ باہمی اتحاد یک جہتی نہ صرف اس کی ترقی کے لیے بلکہ اس کی بقا کے لیے کس قدر ضروری ہے۔ پاکستان مسلمانوں کے اتحاد کا مظہر ہے اور اس کو ایسا ہی رہنا چاہیے۔ سچے مسلمانوں کی حیثیت سے آپ سب کا فرض ہے کہ جی جان سے اس کی پاسبانی اور حفاظت کریں۔ اگر ہم یہ سمجھنے لگیں کہ ہم پہلے بنگالی، پنجابی، سندھی وغیرہ ہیں اور مسلمان و پاکستانی محض اتفاقیہ تو جان لیجئے کہ پاکستان کا شیرازہ بکھر جائے گا۔

(ڈھاکہ ۲۸ مارچ ۱۹۴۸ء)

۵۰۔ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس اسوہ حسنہ پر چلنے میں ہے جو ہمیں قانون عطا کرنے والے پیغمبر اسلام نے ہمارے لیے بنایا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی تصورات اور اصولوں پر رکھیں۔

(شاہی دربار سبی، بلوچستان میں تقریر، ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء)

۵۱۔ جب آپ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان کی بنیاد عمرانی عدل اور اسلامی عدل اجتماعی کے اصولوں پر رکھی جائے اور بنی نوع انسان کی اخوت اور مساوات پر زور دیتے ہیں تو آپ محض میرے، اور لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہیں۔ ترقی کے ان مقاصد کے متعلق پاکستان میں کوئی اختلاف رائے نہیں۔ کیونکہ ہم نے پاکستان اس لیے طلب کیا تھا، اس کی خاطر جدوجہد کی تھی اور اس لیے حاصل کیا تھا کہ ہم اپنی روایات کے مطابق اپنے معاملات حل کرنے میں جسمانی اور روحانی طور پر قطعاً آزاد ہوں۔ اخوت، مساوات اور رواداری ہمارے مذہب، تہذیب اور تمدن کے اساسی نکتے ہیں۔ ہم نے پاکستان کے لیے اس واسطے جنگ کی تھی کہ اس براعظم میں ہمیں ان انسانی حقوق سے محروم کر دیئے جانے کا خدشہ تھا۔

(چاٹگام ۲۶ مارچ ۱۹۴۸ء)

۵۲۔ جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کے افتتاح کے موقع پر قائداعظم نے فرمایا:

میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ مجلس تحقیق، بینکاری کے ایسے طریقے کیونکر وضع اور اختیار کرتی ہے، جو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہوں کیونکہ مغرب کے معاشی نظام نے انسان کے لیے مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ ہمیں دنیا کے سامنے مثالی معاشی نظام پیش کرنا ہے جو سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔

(قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے از حمید رضا صدیقی، کاروان ادب لاہور)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵۳۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے حوالے سے ایک واقعہ نیشنل بینک آف پاکستان کے مینجنگ ڈائریکٹر ممتاز حسن نے اپنے مضمون میں درج کیا ہے۔

قائداعظم نے فرمایا کہ میں ایسی مسجد میں جانا چاہتا ہوں، جو کسی خاص فرقہ کی نہ ہو اور جس میں عام لوگ نماز پڑھتے ہوں۔

(قائداعظم محمد علی جناح از ممتاز حسین، ماہنامہ ماہ نو کراچی ۱۹۵۴ء)

۵۴۔ ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء کو قائداعظم نے ملت اسلامیہ کے نوجوانوں کو عید کا پیغام دیا۔ یہ پیغام اتنا دل نشیں اور موثر تھا کہ غیر مسلم بھی متاثر ہوئے، حتیٰ کہ گاندھی جی نے تو پڑھ کر قائداعظم کو مبارک باد کا تار دیا اور پیغام میں مذکورہ خیالات کی صداقت کا اعتراف کیا۔ ذیل میں قائداعظم کا یہ پیغام عید پیش کیا جا رہا ہے:

''کلام اللہ میں انسان کو اللہ کا خلیفہ کہا گیا ہے۔ اگر انسان کی اس تعریف میں کچھ معنویت ہے تو پھر ہم پر قرآن کی اتباع کا فرض عائد ہو جاتا ہے اور ہم پر لازم ہو جاتا ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کے ساتھ کرتا ہے۔ یہ فرض وسیع معنوں میں ''صرف محبت کرنے اور شاکر رہنے کا فرض ہے۔ یقین کیجیے کہ یہ فرض منفی نہیں بلکہ اثباتی ہے۔

ہمارے دلوں میں خلق کے لیے خواہ وہ کسی عقیدہ کے کیوں نہ ہوں، اگر کوئی محبت اور رواداری کا جذبہ ہے تو اس کا عملی اظہار ہمارے روز مرہ کے معمولی فرائض کے دوران ہونا چاہیے۔ سعادت مندی اور خدا ترسی سے ہونا چاہیے۔ صوم و صلوٰۃ کی ریاضت سے ہماری کیفیات تابندہ ہوگئی ہیں اور اس ارادے سے بڑھ کر کوئی تنگی نہیں کہ آج ہم اپنے گھر میں اپنی قوم میں اور اپنے ملک میں جہاں مختلف اعتقادات و مذاہب کے لوگ بستے ہیں، کامل ارتباط اور میل ملاپ سے رہیں اور ہم ایسے کام نہ کریں خواہ وہ خانگی ہوں یا عامۃ الناس سے متعلق کہ جن کے نتائج خود غرضی پر مبنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں بلکہ وہ اہل ملک کی فلاح و بہبود میں ساری دنیائے انسانیت کی بھلائی کے لیے ہوں گے۔

مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن مجید میں موجود ہے۔ ہم مسلمانوں پر لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں۔ قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے لیے کوئی دوسرا پروگرام نہیں پیش کر سکتی۔

رمضان المبارک کا ضبط صوم و صلوٰۃ آج خدائے لایزال کے حضور میں عجز و انکساری کے جذبات کے ساتھ اختتام کو پہنچ رہا ہے، لیکن یہ عجز و انکسار کسی مریض کے دل کے عجز و انکسار جیسا نہیں ہونا چاہیے۔ جو ایسا کریں گے وہ خدائے تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے مجرم ہوں گے۔ تمام مذہبوں میں یہ بات ایک حقیقت کے طور پر تلقین ہوتی ہے اگرچہ بظاہر یہ درست نہیں لگتی لیکن حقیقتاً بالکل نمایاں اور واضح ہے۔ اسلام، سرتا پا عمل ہے۔ ہم میں عمل کی طاقت کو جلا دینے کے لیے رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے رمضان مبارک کے ضبط و نظم کی طرح ڈالی، عمل کسی معاشرے کے وجود اور اس کی زندگی پر دلالت کرتا ہے۔ جب رسول پاکؐ نے عمل کی تلقین فرمائی تو آپ کے پیش نظر ایسی تنہا یا مجرد زندگی نہ تھی جو صرف اپنے لیے عبادت کرے یا صرف حقوق اللہ پر یقین رکھتا ہو۔ قرآن حکیم کی رو سے عبادت اور زندگی کا تعلق بہت گہرا اور بہت قریبی ہے۔ اسلام نے انسانی برادری کی خدمت کے لیے بہت سے مواقع مہیا کیے ہیں اور یہ تمام مواقع عبادات کے قیام اور ان کی ادائیگی سے وابستہ ہیں۔

دن میں پانچ مرتبہ قریبی مسجد میں جمع ہونا، ہفتے میں ایک دن جامع مسجد میں اور سال میں دوبار عیدگاہ میں اور پھر میدان عرفات میں، دنیا بھر کے مسلمان چاہے وہ کسی خطہ ارض سے تعلق رکھتے ہوں، اپنی زندگی میں کم از کم ایک بار خانہ خدا میں حاضر ہوتے ہیں اور بلاتفریق رنگ و نسل مذہبی فرائض کی یک رنگی میں شامل ہو جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تم نے دیکھا کہ اسلامی عبادت کی یہ ترتیب، عمل کا یہ طریقہ ہمیں باہمی ارتباط ہی کا موقع نہیں دیتا بلکہ مذہبی فرض کی انجام دہی میں جو سفر ہمیں درپیش ہوتا ہے، اس کے دوران وہ اس امر کا موقع بھی ہمیں فراہم کرتا ہے کہ ہم غیر مسلموں سے ملیں اور ان کے ذہنوں پر اسلام کی حقانیت کا نقش ثبت کریں۔ مجھے یقین ہے کہ اسلامی عبادات کے دوران ارتباط اور نظم و ضبط محض ایک خوشگوار اتفاق نہیں بلکہ ان کی تشکیل اسی غرض سے کی گئی ہے کہ مسلمانوں میں سماجی شعور پیدا ہو اور ان کی روحیں تسکین حاصل کرتی رہیں۔

قرآن پاک میں انسان کو اللہ کا خلیفہ کہا گیا ہے، اگر اس تعریف میں کچھ صداقت ہے تو پھر ہم پر یہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ ہم قرآن پاک کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور دوسرے انسانوں کے ساتھ سلوک اور تعلق میں وہ راہ اپنائیں جو اللہ تعالیٰ نے انسان کی خاطر روا رکھی۔ خلقِ خدا کے ساتھ محبت اور رواداری کا جذبہ اگر ہمارے دلوں میں موجود ہے تو اس کا اظہار ہمارے روزمرہ معمول سے ہونا چاہیے۔

نماز اور روزے کی ریاضت ہمارے دلوں کو منور کرتی ہے۔ اس ارادہ سے بڑھ کر کوئی اور نیکی نہیں ہوسکتی کہ ہم اپنے گھر میں اپنی قوم میں، اپنے ملک میں جہاں مختلف مذاہب کے پیرو آباد ہیں، باہمی احترام کے جذبات کو فروغ دیں، خودغرضی سے ماورا ہو کر خلوص دل کے ساتھ میل ملاپ پیدا کریں اور ہم ایسے کام کریں جس سے ملک کی فلاح و ترقی اور پوری انسانیت کی بھلائی مضمر ہو۔

فرقہ وارانہ تنازعات کے باعث مسلمان و ہندو راہنما پریشان ہیں۔ میں اس کے اسباب اور وجوہ کی تاریخ نہیں دہراؤں گا۔ کچھ لمحات ایسے آئیں گے جب عوام کے دل مکدر ہوں گے ان کے اختلافات، تصادم کی راہ پر چل نکلیں گے۔ میں تم سے کہوں گا کہ تم ایسے وقت عید کی نماز کو یاد کر لیا کرو اور قرآنی ہدایات کی روشنی میں اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس عظیم جذبے کی خاطر جو سراسر اسلام ہے، تھوڑی دیر کے لیے غور کر لیا کرو، کیا ہم اسلامی جذبۂ اخوت کو نظرانداز کر سکتے ہیں؟ خلق خدا کی خدمت اور رواداری سے بڑھ کر کوئی جذبہ ہمارے پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب نہیں تھا۔ یہی زندگی کا اصل مفہوم ہے اور یہی صداقت روحِ اسلام ہے بلکہ عین اسلام ہے اور اسی پر ہماری سیاسی و سماجی کامرانی منحصر ہے۔

بڑے بڑے جلسوں اور لمبی چوڑی تقریروں سے سیاست کی تعمیر نہیں ہوتی۔ نوجوان پوچھتے ہیں کہ وہ اپنے ملک کی خدمت کس طرح کر سکتے ہیں۔ میرے نوجوان دوستو! آج کی رات سیاست کے ضمن میں جو کچھ کہوں گا، وہ نصیحت کے ایک کلمہ سے زیادہ نہ ہوگا۔ مستقبل کے ہندوستان میں ہمارے کچھ دعاوی اور حقوق ہیں۔ لیکن ہم ان کے بارے میں کسی غرور یا سرکشی کے قائل نہیں۔ کیونکہ یہ عمل ہمارے ہادی برحقؐ کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اگر ہم میں سے ہر شخص اپنی تنظیم کرے تو یہ بھی ملک کی خدمت ہوگی۔ آج کی مبارک ساعت ہمیں نظم و ضبط کی تلقین کرتی ہے۔ کیا ہر فرد کے عمل میں باقاعدگی اور تنظیم ہے؟ کیا ہر شخص مناسب وقت پر سوتا اور بیدار ہوتا ہے؟ کیا ہر شخص ٹریفک کے اصولوں کا خیال رکھتا ہے؟ اور سڑکوں پر کوڑا کرکٹ پھینکنے سے اجتناب کرتا ہے؟ کیا ہر ایک اپنا کام دیانت اور ذمہ داری سے کرتا ہے؟ کیا ہر شخص دوسرے کو ضرورت کے وقت اتنی امداد دیتا ہے جتنی وہ دے سکتا ہے؟ کیا ہر ایک بردبار اور متحمل ہے؟ یہ باتیں بظاہر بے حد معمولی نظر آتی ہیں لیکن انہی میں تنظیم مضمر ہے جو ہندوستان میں نہیں لیکن جب تمہیں اس بات کا احساس ہوگا کہ تم نے اپنے اس عمل سے سیاسی راہنماؤں کے کام کو ہلکا کر دیا ہے اور ان کی مدد کی ہے تو تمہیں بے حد سکون ملے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن پاک کی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں اپنے اخلاق و اعمال کی اصلاح کرنی چاہیے اور حق و صداقت کی جستجو میں مصروف رہنا چاہیے۔ اگر ہم سچے راستے پر ہیں تو یقیناً ہم اپنی منزل مقصود کو پائیں گے۔ ہمیں اتنی ہی چیز پر قناعت کرنی چاہیے جسے ہم دوسروں کی حق تلفی کے بغیر حاصل کر سکتے ہیں۔ اسلام ہر مسلمان سے اس بات کی توقع رکھتا ہے کہ وہ صراط مستقیم پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کامل اتحاد کے ساتھ اپنا فرض ادا کرے۔

(ہندوستان کے مسلمانوں کے نام پیامِ عید، ۱۳ نومبر ۱۹۳۹ء)

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حلف نامہ

جس پر قائداعظم نے بھی دستخط کیے

۱۷ اپریل ۱۹۴۶ء

انگریزوں اور کانگریس کی سازش نے جب بظاہر یہ امکان پیدا کر دیا تھا کہ پاکستان نہیں بننے دیا جائے گا تو قائداعظم نے مرکزی اسمبلی اور تمام صوبائی مجالس آئین ساز کے مسلم ممبروں کا ایک کنونشن دہلی میں طلب کیا، اور ایک مرتبہ پھر مطالبہ پاکستان کا اعادہ کیا، اور ساتھ ہی ساتھ سب نے ایک حلف نامے پر دستخط بھی کیے۔

حلف نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للّٰہ رب العلمین

کہہ دو کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔

میں---- رکن مسلم لیگ پارٹی صوبائی لیجسلیٹو اسمبلی کونسل صوبہ---- اپنے پختہ عقیدہ کا اعلان کرتا ہوں کہ برکوچک ہند میں رہنے والی مسلم قوم کی نجات، اس کی سلامتی، اس کا تحفظ اور اس کا مستقبل حصولِ پاکستان میں مضمر ہے اور پاکستان ہی اس وسیع برکوچک کے پیچیدہ دستوری مسائل کا حل--- باوقار اور معقول حل ہے اور اسی کے ذریعہ یہاں بسنے والی تمام قوموں اور فرقوں کو امن، آزادی اور خوشحالی حاصل ہوسکتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بہ صمیمِ قلب اقرار کرتا ہوں کہ اس مقصدِ عزیز یعنی پاکستان کو حاصل کرنے کے لیے آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے جو تحریک بھی روبہ عمل لائی جائے گی اور اس سلسلہ میں ہدایات و احکام جاری کیے جائیں گے، میں بلا پس و پیش کمال رضامندی کے ساتھ ان کی پوری پوری تعمیل کروں گا اور اس امر کا یقین کامل رکھتے ہوئے کہ میرا مقصد و مدعا حق و انصاف پر مبنی ہے، میں عہد کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو خطرات اور آزمائشیں پیش آئیں گی اور جن قربانیوں کا مطالبہ ہوگا، انہیں برداشت کروں گا۔

ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین.

اے پروردگار! ہمیں صبر و استقامت دے، ہمیں ثابت قدم رکھ اور قوم کفار پر ہمیں فتح و نصرت عطا فرما۔

دستخط-----

مؤرخہ-----

☆☆☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا خطبہ الہ آباد

۱۹۳۰ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ کا خطبہ الہ آباد

علامہ اقبال نے پاکستان کا تصور آل انڈیا مسلم لیگ کے اس اجلاس میں پیش کیا جو ۱۹۳۰ء میں الہ آباد میں منعقد ہوا اور جس کے صدر وہ خود تھے۔ یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمانوں کا ایک عظیم مفکر ان کے قومی اجتماع میں ان کے مسائل کا ایسا حل پیش کر رہا تھا جو صرف دس سال بعد پوری قوم کا مطالبہ بننے والا تھا۔ یہ خطبہ ''نوادراتِ اقبال'' میں شامل ہے اور یہاں اس کا مکمل متن دیا جا رہا ہے۔

حضرات! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے ایسے وقت میں مجھے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کا اعزاز بخشا ہے، جب کہ مسلمانانِ ہندوستان کی سیاسی زندگی نے ایک نہایت ہی نازک صورت اختیار کر لی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس عظیم الشان اجتماع میں ان حضرات کی کمی نہیں جن کا تجربہ مجھ سے کہیں زیادہ وسیع ہے اور جن کی معاملہ فہمی کا میں دل سے قائل ہوں، لہذا یہ بڑی جسارت ہوگی اگر میں ان مسائل میں جن کے فیصلے کے لیے یہ حضرات آج جمع ہوئے ہیں، ان کی رہنمائی کا دعویٰ کروں۔ میں کسی جماعت کا رہنما نہیں، نہ کسی رہنما کا پیرو ہوں۔ میں نے اپنی زندگی کا زائد حصہ اسلام اور اسلامی فقہ و سیاست تہذیب و تمدن اور ادبیات کے مطالعہ میں صرف کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس مسلسل اور متواتر تعلق کی بدولت جو مجھے تعلیماتِ اسلامی کی روح سے جیسا کہ مختلف زبانوں میں اس کا اظہار ہوا ہے، میں نے اس امر کے متعلق ایک خاص بصیرت پیدا کر لی ہے کہ ایک عالمگیر حقیقت کے اعتبار سے اسلام کی حیثیت کیا ہے۔ لہذا یہ فرض کرتے ہوئے کہ مسلمانان ہندوستان بہرحال اپنی اسلامی روح کو برقرار رکھنے پر مصر ہیں، میں کوشش کروں گا کہ آپ کے فیصلوں کی رہنمائی کے بجائے اسی بصیرت کی روشنی میں خواہ اس کی قدر و قیمت کچھ بھی ہو، آپ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دل میں اسی بنیادی اصول کا احساس پیدا کر دوں جس پر میری رائے میں ہمارے تمام فیصلوں کا عام انحصار ہونا چاہیے۔

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بحیثیت ایک اخلاقی نصب العین اور نظام سیاست کے (اس آخری لفظ سے میرا مطلب ایک ایسی جماعت ہے جس کا نظم و انضباط کسی نظام قانون کے ماتحت عمل میں آتا ہو اور جس کے اندر ایک مخصوص اخلاقی روح سرگرم کار ہو) اسلام ہی وہ سب سے بڑا جزو ترکیبی تھا جس سے مسلمانانِ ہند کی تاریخ حیات متاثر ہوئی۔ اسلام ہی کی بدولت مسلمانوں کے سینے ان جذبات و عواطف سے معمور ہوئے جن پر جماعتوں کی زندگی کا دارومدار ہوتا ہے اور جن سے متفرق و منتشر افراد بتدریج متحد ہو کر ایک متمیز و معین قوم کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور ان کے اندر ایک مخصوص اخلاقی شعور پیدا ہو جاتا ہے۔

حقیقت میں یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ دنیا بھر میں شاید ہندوستان ہی ایک ایسا ملک ہے جس میں اسلام کی وحدت خیز قوت کا بہترین اظہار ہوا ہے۔ دوسرے ممالک کی طرح ہندوستان میں بھی جماعت اسلامی کی ترکیب صرف اسلام ہی کی رہین منت ہے کیونکہ اسلامی تمدن کے اندر ایک مخصوص اخلاقی روح کارفرما ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندرونی اتحاد اور ان کی نمایاں یکسانیت ان قوانین و ادارات کی شرمندہ احسان ہے جو تہذیب اسلامی سے وابستہ ہیں۔ لیکن اس وقت مغرب کے سیاسی افکار نے نہایت تیزی کے ساتھ نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان سے باہر تمام دنیائے اسلام میں انقلاب پیدا کر رکھا ہے۔ نوجوان مسلمانوں کی یہ خواہش ہے کہ وہ ان افکار کو اپنی زندگی کا جزو بنالیں۔ انہوں نے اس امر پر مطلق غور نہیں کیا کہ وہ کون سے اسباب تھے جن کے ماتحت ان افکار نے مغرب میں نشوونما پائی۔

یاد رکھنا چاہیے کہ سرزمین مغرب میں مسیحیت کا وجود محض ایک رہبانی نظام کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیثیت رکھتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس سے ایک وسیع کلیسائی حکومت قائم ہوئی۔ لوتھر کا احتجاج دراصل اسی کلیسائی حکومت کے خلاف تھا۔ اس کو دنیوی نظام سیاست سے کوئی بحث نہ تھی کیونکہ اس قسم کا نظام سیاست مسیحیت میں موجود نہیں تھا۔ غور سے دیکھا جائے تو لوتھر کی بغاوت ہر طرح سے حق بجانب تھی، اگرچہ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ خود لوتھر کو بھی اس امر کا افسوس نہ تھا کہ جن مخصوص حالات کے متعلق اس کی تحریک کا آغاز ہوا ہے اس کا نتیجہ بالآخر یہ ہوگا کہ مسیح علیہ السلام کے نظام اخلاق کی بجائے مغرب میں ہر طرف سے بے شمار ایسے اخلاقی نظام پیدا ہو جائیں گے جو خاص خاص قوموں سے متعلق ہوں گے اور ان کا حلقہ اثر بالکل محدود رہ جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جس ذہنی تحریک کا آغاز لوتھر اور روسو کی ذات سے ہوا، اس نے مسیحی دنیا کی وحدت کو توڑ کر اسے ایک ایسی غیر مربوط اور منتشر کثرت میں تبدیل کر دیا جس سے اہل مغرب کی نگاہیں اس عالمگیر مطمح نظر سے ہٹ کر جو تمام نوع انسانی سے متعلق تھا، اقوام وملل کی تنگ حدود میں الجھ گئیں۔ اس نئے تخیل حیات کے لیے انہیں ایک سے زیادہ واقعی اور مرئی احساس مثلاً تصور وطنیت کی ضرورت محسوس ہوئی جس کا اظہار بالآخر ان سیاسی نظم کی شکل میں ہوا جنہوں نے جذبہ قومیت کے ماتحت پرورش پائی۔ یعنی جن کی بنیاد اس عقیدے پر ہے کہ سیاسی اتحاد و اتفاق کا وجود عقیدہ وطنیت کے ماتحت ممکن ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر مذہب کا تصور یہی ہے کہ اس کا تعلق صرف آخرت سے ہے اور انسان کی دنیوی زندگی سے اسے کوئی سروکار نہیں تو جو انقلاب مسیحی دنیا میں رونما ہو چکا ہے، وہ ایک طبعی امر تھا۔ مسیح علیہ السلام کا عالمگیر نظامِ اخلاق نیست و نابود ہو چکا ہے اور اس کی جگہ اخلاقیات و سیاسیات کے قومی نظم نے لے لی ہے۔ اس سے اہلِ مغرب بجا طور پر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مذہب کا معاملہ ہر فرد کی اپنی ذات تک محدود ہے۔ اسے دنیاوی زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن اسلام کے نزدیک ذاتِ انسانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بجائے خود ایک وحدت ہے، وہ مادے اور روح کی کسی ناقابل اتحاد ثنویت کا قائل نہیں۔ مذہب اسلام کی روح سے خدا اور کائنات، کلیسا اور ریاست اور روح اور مادہ ایک ہی کل کے مختلف اجزا ہیں۔ انسان کسی ناپاک دنیا کا باشندہ نہیں جس کو اسے ایک روحانی دنیا کی خاطر، جو کسی دوسری جگہ واقع ہے، ترک کر دینا چاہیے۔ اسلام کے نزدیک مادہ روح کی اس شکل کا نام ہے جس کا اظہار قید مکانی و زمانی میں ہوتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مغرب نے مادے اور روح کی ثنویت کا عقیدہ بلا کسی غور و فکر کے اس کے زیر اثر قبول کر لیا ہے۔ اگرچہ اس کے بہترین ارباب فکر اپنی اس ابتدائی غلطی کو محسوس کر رہے ہیں، مگر سیاستدانوں کا طبقہ ایک طرح سے اب بھی مصر ہے کہ دنیا میں اس اصول کو ایک ناقابل انکار حقیقت کے طور پر تسلیم کر لیا جائے۔ دراصل یہ روحانی اور دنیوی زندگی کا غلط امتیاز ہے جس سے مغرب کے سیاسی اور مذہبی افکار بیشتر طور پر متاثر ہوئے ہیں اور جن سے یورپ کی مسیحائی ریاستوں نے عملاً مذہب سے کلیتًا علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ اس سے چند متفرق اور بے ربط سلطنتیں قائم ہو گئیں ہیں جن پر کسی انسانی جذبے کی بجائے قومی اغراض کی حکمرانی ہے۔ مگر لطف یہ ہے کہ آج یہی سلطنتیں ہیں جو مسیحیت کے اخلاقی اور مذہبی عقائد کی پامالی کے بعد ایک متحدہ یورپ کا خواب دیکھ رہی ہیں۔ بالفاظ دیگر ان کو ایسے اتحاد کی ضرورت کا احساس ہو چلا ہے جو کلیسا کے ماتحت انہیں حاصل تو تھا لیکن جس کو اخوت انسانی کے اس عالمگیر تصور کی روشنی میں تعمیر کرنے کی بجائے جو مسیح علیہ السلام کے دل میں موجود تھا، انہوں نے لوتھر کے زیر اثر تباہ و برباد کر دیا۔ بہرحال دنیائے اسلام میں کسی لوتھر کا ظہور ممکن نہیں۔ اس لیے کہ اسلام میں کلیسا کا کوئی ایسا نظام موجود نہیں جو ازمنہ متوسط کے مسیحی نظام سے مشابہ ہو اور جس کے توڑنے کی ضرورت پیش آئے۔ دنیائے اسلام کے پیش نظر ایک ایسا عالمگیر نظامِ سیاست ہے جس کی اساس وحی و تنزیل پر ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ ہمارے فقہاء کو ایک عرصہ دراز سے عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں رہا، وہ عہدِ جدید کی داعیات سے بالکل بیگانہ ہیں، لہذا اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اس میں از سرِ نو قوت پیدا کرنے کے لیے اس کی ترکیب وتعمیر کی طرف متوجہ ہوں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ تصور قومیت کا انجام ملتِ اسلامیہ میں کیا ہوگا۔ اسلام اس تصور کو اپنے اندر جذب کر کے اس کو اس طرح بدل دے گا جس طرح اس سے پیشتر اس نے اس سے بالکل مختلف تصورات کی ترکیب و نوعیت کو ہمہ تن بدل دیا تھا۔ یا یہ کہ خود اسلام کے اندر کوئی زبردست تغیر رونما ہو جائے گا۔ کچھ روز ہوئے پروفیسر ونسنک نے مجھے لیڈن (ہالینڈ) سے اپنے ایک خط میں لکھا تھا کہ اسلام نے اس وقت اس نازک دور میں قدم رکھا ہے جس میں داخل ہوئے مسیحیت کو ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اس وقت سب سے بڑی دشواری یہ ہے کہ بہت سے قدیم تصورات کو ترک کر دینے کے باوجود مذہب کی بنیادوں کو تزلزل و انتشار سے محفوظ رکھنے کی صورت کیا ہے؟ پروفیسر موصوف کہتے ہیں کہ ابھی تو وہ اس امر کا فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس کا نتیجہ مسیحیت کے حق میں کیا ہوگا۔ اسلام کے متعلق کوئی پیش گوئی کرنا اور بھی ناممکن ہے۔ اس وقت قوم و وطن کے تصور نے مسلمانوں کی نگاہوں کو نسل و خون کے امتیاز میں الجھا رکھا ہے اور اسی طرح اسلام کے انسانیت پرور مقاصد میں عملاً حارج ہو رہا ہے۔ ممکن ہے کہ نسلی احساسات ترقی کرتے کرتے ان اصول و قواعد کے محرک ہوں جو تعلیمات اسلامی کے بالکل مخالف ہی نہیں، بلکہ ان سے بالکل متضاد ہوں۔

مجھے امید ہے کہ آپ حضرات اس خالص علمی بحث کے لیے مجھے معاف فرمائیں گے۔ لیکن آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت کے لیے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا ہے جو اس امر سے مایوس نہیں ہوگیا ہے کہ اسلام اب بھی ایک زندہ قوت ہے جو ذہن انسانی کو نسل و وطن کی قیود سے آزاد کر سکتی ہے۔ جس کا یہ عقیدہ ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذہب کو فرد اور ریاست دونوں کی زندگی میں غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور جسے یقین ہے کہ اسلام کی تقدیر خود اس کے ہاتھ میں ہے۔ اسے کسی دوسری تقدیر کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔ ایسا شخص مجبور ہے کہ جس معاملہ پر غور کرے اپنے نقطہ نظر کے ماتحت کرے۔ آپ یہ خیال نہ فرمایئے گا کہ جس مسئلہ کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ محض نظری حیثیت رکھتا ہے۔ یہ ایک زندہ اور عملی سوال ہے جس سے بطور ایک دستور حیات اور نظامِ عمل کے اسلام کی ساری کائنات متاثر ہو سکتی ہے۔ صرف یہی ایک مسئلہ ہے جس کے صحیح حل پر اس امر کا دارومدار ہے کہ ہم لوگ آگے چل کر ہندوستان میں ایک ممتاز اور متمیّز تہذیب کے حامل بن سکیں۔ اسلام پر ابتلا و آزمائش کا کبھی ایسا وقت نہیں آیا جیسا کہ آج درپیش ہے۔ ہر قوم کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بنیادی اصولوں کی ترمیم و تاویل کرے یا ان کو یک قلم منسوخ کر دے۔ لیکن اس قسم کا قدم اٹھانے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ اس کے نتائج و عواقب کیا ہوں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ جس انداز سے میں نے اس مسئلہ پر نظر ڈالی ہے اس سے کسی شخص کو یہ غلط فہمی ہو کہ جن حضرات کو میرے خیالات سے اتفاق نہیں ہے، میں ان سے بیکار مناقشت کا دروازہ کھولنا چاہتا ہوں۔ یہ اجتماع مسلمانوں کا ہے جن کے متعلق مجھے یقین ہے کہ وہ اسلام کے مقاصد اور اس کی تعلیمات پر قائم رہنے کے دل سے آرزو مند ہیں۔ میرا مقصود صرف اس قدر ہے کہ موجودہ حالت کے متعلق میں نے جو رائے قائم کی ہے اس کا آزادی کے ساتھ اظہار کر دوں۔ میرے نزدیک اس امر کی یہی ایک صورت ہے کہ میں آپ کی سیاسی راہوں کو اپنے عقائد کی روشنی میں منور کر سکوں۔

سوال یہ ہے کہ آج جو مسئلہ ہمارے پیش نظر ہے اس کی صحیح حیثیت کیا ہے؟ کیا واقعی مذہب ایک نجی معاملہ ہے اور آپ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ایک اخلاقی اور سیاسی نصب العین کی حیثیت سے اسلام کا بھی وہی حشر ہو جو مغرب میں مسیحیت کا ہوا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اسلام کو بطور ایک اخلاقی تصور کے تو برقرار رکھیں لیکن اس کے نظامِ سیاست کی بجائے ان قومی نُظم کو اختیار کر لیں جن میں مذہب کی مداخلت کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ ہندوستان میں یہ سوال اور بھی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ باعتبار آبادی ہم لوگ اقلیت میں ہیں۔ یہ دعویٰ کہ مذہبی واردات محض انفرادی اور ذاتی واردات ہیں، اہلِ مغرب کی زبان سے تو تعجب خیز معلوم نہیں ہوتا کیوں کہ یورپ کے نزدیک مسیحیت کا تصور یہی تھا کہ وہ ایک مشرب رہبانیت ہے جس نے دنیائے مادیات سے منہ موڑ کر اپنی تمام توجہ عالم روحانیت پر جما لی ہے۔ اس قسم کے عقیدے سے لازماً وہی نتیجہ مترتب ہوسکتا تھا جس کی طرف اوپر اشارہ کیا گیا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واردات مذہب کی حیثیت، جیسا کہ قرآن پاک میں ان کا اظہار ہوا ہے، اس سے قطعاً مختلف ہیں۔ یہ محض حیاتی نوع کی واردات نہیں ہیں جن کا تعلق صاحب واردات کے اندرون ذات سے ہو لیکن اس کے باہر اس کے گرد و پیش کی معاشرت پر ان کا کوئی اثر نہ پڑے۔ برعکس اس کے یہ وہ انفرادی واردات ہیں جن سے بڑے بڑے اجتماعی نُظم کی تخلیق ہوتی ہے اور جن کے اولین نتیجے سے ایک ایسے نظامِ سیاست کی تاسیس ہوئی جس کے اندر قانونی تصورات مضمر تھے اور جن کی اہمیت کو محض اس لیے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی بنیاد وحی و الہام پر ہے۔ لہٰذا اسلام کا مذہبی نصب العین اس کے معاشرتی نظام سے، جو خود اسی کا پیدا کردہ ہے، الگ نہیں، دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ اگر آپ نے ایک کو ترک کیا تو بالآخر دوسرے کا ترک بھی لازم آئے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی مسلمان ایک لمحے کے لیے بھی کسی ایسے نظامِ سیاست پر غور کے لیے آمادہ ہوگا جو کسی ایسے وطن یا قومی اصول پر مبنی ہے جو اسلام کے اصول اتحاد کے منافی ہو۔ یہ وہ مسئلہ ہے جو آج مسلمانانِ ہندوستان کے سامنے ہے۔ مشہور فرانسیسی عالم رینان کا قول ہے کہ انسان نہ نسل کی قید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گوارا کر سکتا ہے، نہ مذہب کی، نہ دریاؤں کا بہاؤ اس کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے، نہ پہاڑوں کی سمتیں اس کے دائرے کو محدود کر سکتی ہیں۔ اگر صحیح الدماغ انسانوں کا زبردست اجتماع موجود ہے اور ان کے دلوں میں جذبات کی گرمی ہے تو انہی کے اندر وہ اخلاقی شعور پیدا ہو جائے گا جسے ہم لفظ ''قوم'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ مجھے اس قسم کی ترکیب و اجتماع سے انکار نہیں اگرچہ یہ ایک نہایت ہی طویل اور صبر آزما عمل ہے۔ اس لیے کہ اس کا مطلب انسان کی زندگی کو عملاً ایک نئے سانچے میں ڈھالنا ہے اور اس کے جذبات و احساسات کی دنیا کو یکسر پلٹ دینا ہے۔ اگر اکبر کے دین الٰہی یا کبیر کی تعلیمات عوام میں مقبول ہو جاتیں تو ممکن تھا کہ ہندوستان میں بھی اس قسم کی ایک نئی قوم پیدا ہو جاتی لیکن تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب اور متعدد جاتیوں میں اس قسم کا کوئی رجحان نہیں کہ وہ اپنی انفرادی حیثیت کو ترک کر کے ایک وسیع جماعت کی صورت اختیار کر لیں۔ ہر گروہ اور ہر مجموعہ مضطرب ہے کہ اس کی ہیئت اجتماعیہ قائم رہے، لہذا اس قسم کا اخلاقی شعور جو رینان کے نزدیک کسی قوم کی تخلیق کے لیے ناگزیر ہے، ایک ایسی عظیم قربانی کا طالب ہے جس کے لیے ہندوستان میں کوئی جماعت تیار نہیں۔ قومیت ہند کا اتحاد ان تمام جماعتوں کی نفی میں نہیں بلکہ ان کے تعاون و اشتراک اور ہم آہنگی پر مبنی ہے۔ صحیح تدبر کا تقاضا ہے کہ ہم حقائق کا خواہ وہ کیسے ہی ناخوشگوار کیوں نہ ہوں، اعتراف کریں۔ حصولِ مقصد کی عملی راہ یہ نہیں ہے کہ ایک ایسی حالت کو فرض کر لیا جائے جو واقعتاً موجود نہ ہو۔ ہمارا طریقِ کار یہ ہونا چاہیے کہ ہم واقعات کی تکذیب کے بجائے ان سے جہاں تک ہو سکے، فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ میری رائے میں ہندوستان اور ایشیا کی قسمت صرف اس بات پر مبنی ہے کہ ہم قومیت ہند کا اتحاد اس اصول پر قائم کریں، اگر ہم ہندوستان کو چھوٹا سا ایشیا قرار دیں تو غیر مناسب نہ ہوگا۔ اہلِ ہند کا ایک حصہ اپنی تہذیب و تمدن کے اعتبار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے مشرقی اقوام کے مشابہ ہے، لیکن اس کا دوسرا حصہ ان قوموں سے ملتا جلتا ہے جو مغربی اور وسطی ایشیا میں آباد ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر ہندوستان کے اندر اشتراک و تعاون کی کوئی موثر راہ نکل آئی تو اس سے نہ صرف اس قدیم ملک میں جو اپنے باشندوں کی کسی طبعی خرابی کی وجہ سے نہیں بلکہ محض اپنی جغرافیائی حیثیت کے باعث ایک عرصہ دراز سے مصائب و فتن کا تختۂ مشق بن رہا ہے، صلح و آشتی قائم ہو جائے گی۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی تمام ایشیا کا سیاسی عقدہ بھی حل ہو جائے گا۔

بایں ہمہ یہ امر کس قدر افسوسناک ہے کہ اب تک ہم نے باہمی تعاون و اشتراک کی جس قدر کوششیں کی ہیں، سب ناکام ہوئی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہماری ناکامی کا باعث کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید ہمیں ایک دوسرے کی نیتوں پر اعتماد نہیں اور باطناً ہم تغلب و اقتدار کے خواہشمند ہیں، یا یہ ممکن ہے کہ ہم اتحاد و تعاون کے مقاصد عالیہ کے لیے اتنا ایثار بھی نہیں کر سکتے کہ اب تک جو اجارات ہمیں کسی نہ کسی طرح حاصل ہوئے ہیں، ان سے دستبردار ہو جائیں۔ ہم اپنی نفسانیت کو قومیت کے نقاب میں چھپاتے ہیں۔ اگرچہ ظاہری طور پر ہمیں ایک نہایت ہی روادارانہ حب الوطنی کا دعویٰ ہے لیکن دلوں میں ذات پات کی تنگی اور فرقہ آرائی کی ہوس بدستور کام کر رہی ہے۔ ہم لوگ اس اصول کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ ہر جماعت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی تہذیب و تمدن کے نشوونما میں آزادی کے ساتھ قدم بڑھائے۔ لیکن ہماری ناکامی کے اسباب کچھ بھی ہوں، میرا دل اب بھی امید سے لبریز ہے۔ واقعات کا رجحان بہرکیف ہمارے داخلی اتحاد اور اندرونی ہم آہنگی ہی کی جانب نظر آتا ہے اور جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، مجھے یہ اعلان کرنے میں مطلق تامل نہیں کہ اگر فرقہ وارانہ امور کے ایک مستقل اور پائیدار تصفیہ کے اس بنیادی اصول کو تسلیم کر لیا جائے کہ مسلمانانِ ہندوستان کو اپنی روایات و تمدن کے ماتحت اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک میں آزادانہ نشوونما کا حق حاصل ہے تو وہ اپنے وطن کی آزادی کے لیے بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ یہ اصول کہ ہر فرد اور ہر جماعت اس امر کی مجاز ہے کہ وہ اپنے عقائد کے مطابق آزادانہ ترقی کرے، کسی تنگ نظر فرقہ داری پر مبنی نہیں۔ فرقہ واری کی بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ وہ فرقہ واری جو دوسری قوموں سے نفرت اور ان کی بدخواہی کی تعلیم دے، اس کے ذلیل اور ادنیٰ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ میں دوسری قوموں کے رسوم و قوانین اور ان کے معاشرتی اور مذہبی ادارات کی دل سے عزت کرتا ہوں، بلکہ بحیثیت مسلمان میرا یہ فرض ہے کہ اگر یہ ضرورت پیش آئے تو احکامِ قرآنی کے حسب اقتضاء، میں ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کروں۔ بایں ہمہ مجھے اس جماعت سے دلی محبت ہے، جو میرے اوضاع و اطوار اور میری زندگی کا سرچشمہ ہے اور جس نے اپنے دین اور اپنے ادب، اپنی حکمت اور اپنے تمدن سے بہرہ مند کر کے مجھے وہ کچھ عطا کیا ہے جس سے میری موجودہ زندگی کی تشکیل ہوئی۔ یہ اسی کی برکت ہے کہ میرے ماضی نے از سرِ نو زندہ ہوکر مجھ میں یہ احساس پیدا کر دیا کہ وہ اب بھی میری ذات میں سرگرم کار ہے۔ نہرو رپورٹ کے واعظین تک نے بھی فرقہ واری کے اس پہلو کا اعتراف کیا ہے۔ علیحدگی سندھ کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے:

> یہ کہنا کہ قومیت کے وسیع نقطہ نگاہ کے ماتحت کسی فرقہ وارانہ صوبہ کا قیام مناسب نہیں، بالکل ایسا ہے جیسے یہ دعویٰ کہ بین الاقوامی نصب العین کا تقاضا ہے کہ علیحدہ علیحدہ قوموں کا وجود قائم نہ رہے۔ ان دونوں بیانات میں ایک حد تک صداقت موجود ہے۔ لیکن بین الاقوامی نصب العین کے سرگرم سے سرگرم حامیوں کو بھی اس امر کا اعتراف کرنا پڑے گا کہ قوموں کی پوری پوری آزادی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بغیر کسی بین الاقوامی ریاست کا وجود قائم کرنا مشکل ہے۔ اسی طرح مکمل تمدنی آزادی کے بغیر (اور یاد رکھئے کہ اپنی ارفع و اعلیٰ صورت میں فرقہ واری سوائے تمدن کے اور کچھ نہیں) ایک ہم آہنگ اور متوازن قوم کا پیدا کرنا ناممکن ہے۔

لہذا ثابت ہوا کہ ہندوستان میں ایک متوازن اور ہم آہنگ قوم کے نشوونما کی طرح مختلف ملتوں کا وجود ناگزیر ہے۔ مغربی ممالک کی طرح ہندوستان کی یہ حالت نہیں کہ اس میں ایک ہی قوم آباد ہو، وہ ایک ہی نسل سے تعلق رکھتی ہو اور اس کی زبان بھی ایک ہو۔ ہندوستان مختلف اقوام کا وطن ہے جن کی نسل، زبان، مذہب سب ایک دوسرے سے الگ ہے۔ ان کے اعمال و افعال میں وہ احساس پیدا ہی نہیں ہوسکتا جو ایک ہی نسل کے مختلف افراد میں موجود رہتا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو ہندو بھی کوئی واحد الجنس قوم نہیں۔ پس یہ امر کسی طرح مناسب نہیں کہ مختلف ملتوں کے وجود کا خیال کیے بغیر ہندوستان میں مغربی طرز کی جمہوریت کا نفاذ کیا جائے، لہذا مسلمانوں کا مطالبہ کہ ہندوستان میں ایک اسلامی ہندوستان قائم کیا جائے بالکل حق بجانب ہے۔ میری رائے میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس کی قراردادوں سے اسی بلند نصب العین کا اظہار ہوتا ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ مختلف ملتوں کے وجود کو فنا کیے بغیر ان سے ایک متوافق اور ہم آہنگ قوم تیار کی جائے، تاکہ وہ آسانی کے ساتھ اپنے ان ممکنات کو جو ان کے اندر مضمر ہیں، عمل میں لاسکیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اجتماع ان تمام مطالبات کی جو اس قرارداد میں موجود ہیں، نہایت شد و مد سے تائید کرے گا۔ ذاتی طور پر تو میں ان مطالبات سے بھی ایک قدم آگے بڑھنا چاہتا ہوں۔ میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے۔ خواہ یہ ریاست سلطنت برطانیہ کے اندر حکومت خود اختیاری حاصل کرے خواہ اس کے باہر۔ مجھے تو ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو آخر ایک تنظیم اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ اس تجویز کو نہرو کمیٹی میں بھی پیش کیا گیا تھا۔ لیکن اراکین مجلس نے اسے اس بناء پر روک دیا کہ اس قسم کی کوئی ریاست قائم ہوئی تو اس کا رقبہ اتنا وسیع ہوگا کہ اس کا انتظام کرنا دشوار ہو جائے گا۔ بے شک اگر رقبہ کا لحاظ کیا جائے تو اراکین مجلس کا یہ خیال صحیح ہے۔ لیکن آبادی پر نظر کی جائے تو اس ریاست کے باشندوں کی تعداد اس وقت کے بعض ہندوستانی صوبوں سے بھی کم ہوگی۔ غالباً انبالہ یا اس قسم کے دوسرے اضلاع الگ کر دینے سے، جن میں ہندو آبادی کا غلبہ ہے، اس کی وسعت اور انتظامی مشکلات میں اور بھی کمی ہو جائے گی۔ پھر ان اضلاع کی علیحدگی سے غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کہیں زیادہ محفوظ ہو جائیں گے۔ اس تجویز کو سن کر نہ انگریزوں کو پریشان ہونا چاہیے، نہ ہندوؤں کو۔ ہندوستان دنیا میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام بحیثیت ایک تمدنی قوت کے زندہ رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک مخصوص علاقے میں اپنی مرکزیت قائم کر سکے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے اس زندہ اور جانب دار طبقے کی بدولت جس نے دولت برطانیہ کی ناانصافیوں کے باوجود فوج اور پولیس میں شریک ہوکر انگریزوں کو اس قابل بنایا ہے کہ وہ اس ملک پر اپنی حکومت قائم رکھیں، ہندوستان کا مسئلہ حل ہو جائے گا، بلکہ اس سے خود مسلمانوں کے احساسات ذمہ داری قوی ہو جائیں گے، ان کا جذبہ حب الوطنی بڑھ جائے گا۔ اگر شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو اس امر کا موقع دیا گیا کہ وہ ہندوستان کے جسد سیاسی کے اندر رہ کر اپنے نشوارتقاء میں آزادانہ قدم اٹھا سکیں تو وہ تمام بیرونی حملوں کے خلاف خواہ وہ حملہ بزور قوت ہو یا بزور خیالات ہندوستان کے بہترین محافظ ثابت ہوسکیں گے۔ پنجاب میں مسلمانوں کی آبادی ۵۶ فیصدی ہے لیکن ہندوستان کی پوری فوج میں ۵۴ فیصدی ہیں۔ اور اگر عساکر ہند کی کل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعداد میں سے ان ۱۹ ہزار گورکھوں کو جو نیپال کی آزاد ریاست سے بھرتی کیے جاتے ہیں، نکال دیا جائے تو مسلمانوں کی کل تعداد ۶۱ فیصد ہو جائے گی حالانکہ اس اندازے میں وہ ۶ ہزار جنگجو شامل نہیں جو بلوچستان اور صوبہ سرحد سے بھرتی کیے جاتے ہیں۔ اس سے آپ ان تمام صلاحیتوں کا بہ آسانی اندازہ کر سکیں گے جو شمال مغربی سرحد کی مسلم آبادی میں موجود ہیں اور جن کی بدولت وہ تمام ہندوستان کو غیر ملکی چیرہ دستیوں سے محفوظ و مامون رکھ سکتی ہیں۔ رائٹ آنریبل مسٹر سری نواس شاستری کا خیال ہے کہ مسلمانوں کا مطالبہ کہ شمال مغربی سرحد کے ساتھ ساتھ خود مختار اسلامی ریاستیں قائم کی جائیں، ان کی اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ اگر ضرورت پیش آئے تو حکومت ہند پر زور ڈالا جا سکے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ مسلمانانِ ہندوستان کے دل میں اس قسم کا کوئی جذبہ موجود نہیں۔ ان کا مدعا صرف اس قدر ہے کہ وہ اپنی ترقی کی راہ میں آزادی کے ساتھ قدم بڑھائیں۔ لیکن یہ اس مرکزی حکومت کے ماتحت ممکن نہ ہوگا جسے قوم پسند ہندو ارباب سیاست محض اس لیے قائم کرنا چاہتے ہیں کہ ان کو دوسری ملتوں پر ہمیشہ کے لیے غلبہ ہو جائے۔

بہرحال ہندوؤں کے دل میں اس قسم کا خدشہ نہیں ہونا چاہیے کہ آزاد اسلامی ریاستوں کے قیام سے ایک طرح کی مذہبی حکومت قائم ہو جائے گی۔ میں ابھی عرض کر چکا ہوں کہ اسلام میں مذہب کا مفہوم کیا ہے؟ یاد رکھنا چاہیے کہ اسلام کوئی کلیسیائی نظام نہیں بلکہ ایک ریاست ہے جس کا اظہار روسو سے بھی کہیں پیشتر ایک ایسے وجود میں ہوا جو عقد اجتماعی کا پابند ہے۔ ریاست اسلامی کا انحصار ایک اخلاقی نصب العین پر ہے جس کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان شجر و حجر کی طرح کسی خاص زمین سے وابستہ نہیں بلکہ وہ ایک روحانی ہستی ہے جو ایک اجتماعی ترکیب میں حصہ لیتا ہے اور اس کے ایک زندہ جزو کی حیثیت سے چند فرائض اور حقوق کا مالک ہے۔ اسلامی ریاست کی نوعیت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اندازہ ''ٹائمز آف انڈیا'' کے اس افتتاحیہ سے کیا جا سکتا ہے جس میں لکھا ہے کہ قدیم ہندوستان میں ریاست کا یہ فرض تھا کہ سود کے متعلق قوانین بنائے۔ لیکن باوجود اس کے کہ اسلام میں سود لینا حرام ہے، اسلامی حکومت نے شرح سود پر کوئی پابندیاں عائد نہیں کیں۔ میں صرف ہندوستان اور اسلام کے فلاح و بہبود کے خیال سے ایک منظم اسلامی ریاست کا مطالبہ کر رہا ہوں۔ اس سے ہندوستان کے اندر توازن قوت کی بدولت امن و امان قائم ہو جائے گا اور اسلام کو اس امر کا موقع ملے گا کہ وہ ان اثرات سے آزاد ہو کر جو عربی شہنشاہیت کی وجہ سے اب تک اس پر قائم ہیں، اس جمود کو توڑ ڈالے جو اس کی تہذیب و تمدن، شہریت اور تعلیم پر صدیوں سے طاری ہے۔ اس سے نہ صرف ان کے صحیح معنی کی تجدید ہو سکے گی بلکہ وہ زمانہ حال کی روح سے بھی قریب تر ہو جائیں گے۔

میرے خیال میں اب یہ حقیقت اچھی طرح سے واضح ہو گئی ہے کہ ہندوستان کے لسانی اور عقائد و معاشرت کے بے شمار اختلافات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مستقل حکومت قائم کرنے کی یہی صورت ہے کہ یہاں ایسی آزاد ریاستیں قائم کر دی جائیں جو زبان، نسل، تاریخ، مذہب اور اقتصادی مفاد کے اشتراک پر مبنی ہوں۔ ''سائمن رپورٹ'' کے اندر فیڈریشن کا جو تصور قائم کیا گیا ہے اس کے ماتحت بھی ضروری ہے کہ مرکزی مجلس وضع قوانین کا انتخاب عوام سے عمل میں نہ آئے، بلکہ وہ فیڈرل ریاستوں کے نمائندوں پر مشتمل ہو۔ سائمن رپورٹ کی رو سے تقریباً انہی اصولوں کی بناء پر جن کا اظہار میں نے کیا ہے، صوبوں کی تقسیم بھی از سر نو ہونی چاہیے۔ میں ان دونوں تجویزوں کی دل سے تائید کرتا ہوں بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی عرض کروں گا کہ صوبوں کی جدید تقسیم سے پیشتر دو شرطوں کا پورا ہو جانا ضروری ہے۔ اولاً یہ تقسیم نئے دستور کے اجراء سے پہلے مکمل ہو جانی چاہیے۔ ثانیاً اس کی نوعیت ایسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو کہ اس سے فرقہ وارانہ مسائل ہمیشہ کے لیے طے ہو جائیں۔ اگر صوبوں کی تقسیم کسی صحیح اصول کی بناء پر ہوگی تو اس سے مخلوط اور جداگانہ انتخابات کا مسئلہ ہمیشہ کے لیے حل ہو جائے گا۔ میری رائے میں اس سارے جھگڑے کی بناء صوبوں کی موجودہ تقسیم ہے۔ ہندوؤں کا خیال ہے کہ جداگانہ انتخابات کا اصول قومیت کے منافی ہے۔ ان کے نزدیک لفظ ''قومیت'' کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ ہندوستان کے تمام باشندے باہم اس طرح خلط ملط ہو جائیں کہ ان کے اندر کسی مخصوص ملت کا انفرادی وجود باقی نہ رہے۔ لیکن ہندوستان کی حالت یہ نہیں، نہ ہم اس کے آرزو مند ہیں۔ ہندوستان میں مختلف اقوام اور مختلف مذاہب موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اگر مسلمانوں کی معاشی پستی ان کی بے حد مقروضیت (بالخصوص پنجاب میں) اور بعض صوبوں میں ان کی ناکافی اکثریتوں کا خیال کر لیا جائے تو آپ کو سمجھ میں آ جائے گا کہ مسلمان جداگانہ انتخاب کے لیے کیوں مضطرب ہیں۔ ہندوستان ایسے ملک اور خاص طور پر ان حالات میں جو اس کے یہاں ہیں، اس امر کی توقع رکھنا کہ علاقہ وارانہ انتخابات سے ہر ملت کے مفاد کی پوری پوری نمائندگی ہو سکے گی، ناممکن ہے سوائے اس کے کہ تمام اقلیتوں پر ہندوؤں کا تغلب قائم ہو جائے۔ صوبے کے اندر تقریباً ایک ہی طرح کی ملتیں بستی ہوں اور ان کی نسل، ان کی زبان، ان کا مذہب اور ان کی تہذیب و تمدن ایک ہو تو مسلمانوں کو مخلوط انتخابات پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

لیکن جہاں تک مرکزی فیڈرل ریاست کے اختیارات کا تعلق ہے، ہندو اور انگریز پنڈتوں نے جو دستور حکومت تیار کیا ہے اس سے اس باریک اختلاف کا پتہ چل جاتا ہے جو ان دونوں کے مقاصد میں ہے۔ ہندوستان کے پنڈتوں کو یہ منظور نہیں کہ مرکزی حکومت کے موجودہ اختیارات میں سرمو فرق آئے۔ ان کا مطالبہ صرف اس قدر ہے کہ ان اختیارات کو مرکزی مجلس وضع قوانین کی رضامندی پر چھوڑ دیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس میں اس وقت بھی انہی کی کثرت ہے اور جب اراکین کی نامزدگی کا طریق کار ختم ہو تو یہ کثرت اور بھی زیادہ ہو جائے گی۔ اس کے برعکس انگلستان کے پنڈتوں نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ اگر مرکزی حکومت میں اصول جمہوریت کا اطلاق ہوگیا تو اس کا نتیجہ ان کے مفاد کے خلاف ہوگا کیونکہ مزید اختیارات مل جانے پر تمام قوت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ یہ طے کیا گیا ہے کہ وہ اپنے اصول جمہوریت کا تجربہ صوبوں میں کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے فیڈریشن کے اصول پر عمل کرنے کا خیال ظاہر کیا ہے بلکہ اس کے متعلق کچھ تجاویز بھی شامل کر دی ہیں۔ لیکن انہوں نے اس اصول پر جس پہلو سے غور کیا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے جو مسلمانانِ ہند کے پیش نظر ہے۔ مسلمانوں نے فیڈریشن کا مطالبہ محض اس لیے کیا ہے، کہ فرقہ وارانہ مسئلے کے تصفیے کی صرف یہی ایک صورت ہے، برخلاف اس کے شاہی کمیشن کے ارکان کے ذہن میں فیڈریشن کا جو تصور ہے وہ اصولی طور سے کسی قدر بھی درست اور محکم کیوں نہ ہوا، اسے فیڈرل ریاستوں میں کسی خود اختیاری حکومت کا قائم ہونا مشکل ہے۔ ان کی غرض صرف اس قدر ہے کہ اصول جمہوریت کے نفوذ سے ہندوستان میں جو صورت حالات پیدا ہوگئی ہے اس سے کوئی راہ فرار نکل آئے۔ فرقہ وارانہ مسئلے پر انہوں نے کوئی غور نہیں کیا بلکہ اسے ویسے ہی چھوڑ دیا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جہاں تک حقیقی فیڈریشن کا تعلق ہے، سائمن رپورٹ کی تجاویز نے اس کی پوری پوری نفی کر دی ہے۔ نہرو رپورٹ نے محض اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مرکزی مجلس وضع قوانین میں ہندوؤں کی اکثریت ہے، وحدانی نظام کی سفارش کی کیونکہ اس سے تمام ہندوستان پر بآسانی ہندوؤں کا تغلب قائم ہو جاتا ہے۔ سائمن رپورٹ میں محض ایک لفظی فیڈریشن کی سکیم پیش کی گئی ہے جس کی تہہ میں برطانیہ کا اقتدار بدستور قائم رہے گا۔ اس کی وجہ کچھ تو یہ ہے کہ انگریز طبعاً اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اقتدار سے دستبردار ہونا پسند نہیں کرتے جو اب تک انہیں حاصل ہو رہا ہے اور کچھ یہ کہ اگر فرقہ وارانہ مسئلہ کا تصفیہ نہ ہوسکا تو ان کو ہندوستان پر مستقلاً اپنا قبضہ رکھنے کے لیے ایک اچھا عذر مل جائے گا۔ میں تو اس امر کا تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ہندوستان میں وحدانی حکومت قائم ہو۔ جن اختیارات کو فاضل کہا جاتا ہے وہ صرف آزاد ریاستوں کو ملنے چاہئیں۔ مرکزی فیڈرل ریاست کے ذمے صرف ایسے اختیارات رہنے چاہئیں جو تمام فیڈرل ریاستیں بطیبِ خاطر اس کے سپرد کردیں۔ میں مسلمانانِ ہندوستان کو کبھی یہ رائے نہ دوں گا کہ وہ کسی ایسے نظام حکومت سے خواہ وہ برطانوی ہو یا ہندی، اظہار اتفاق کرے جو حقیقی فیڈریشن کے اصول پر مبنی نہ ہو یا جس میں ان کے جداگانہ سیاسی وجود کو تسلیم نہ کیا جائے۔

پیشتر اس کے کہ انگریز مرکزی حکومت میں اساسی تبدیلی کے لیے کوئی موثر ذریعہ اختیار کرتے، اس امر کو محسوس کر لیا گیا تھا کہ اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آخر الامر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں والیان ریاست کی ضرورت کو بھی ضروری قرار دیا گیا۔ اس سے باشندگان ہندوستان اور بالخصوص اقلیتوں کو بجا طور پر تعجب ہوا کہ والیان ریاست نے کس قدر تیزی کے ساتھ اپنی رائے بدلی لی اور ہندوستان کے فیڈریشن میں شامل ہونے کے لیے تیار ہوگئے۔ اس کے ساتھ ہی ہندو مندوبین نے جو اب تک وحدانی حکومت کے طرف دار چلے آتے تھے، بغیر کسی تکلیف کے فیڈریشن کے اصول سے اتفاق کر لیا۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے جب شاستری صاحب نے سائمن سرجان کی فیڈریشن والی سکیم پر نہایت سختی سے نکتہ چینی کی تھی، لیکن دفعتاً وہ بھی فیڈریشن پر رضامند ہوگئے اور اپنی رضامندی کا اظہار کانفرنس کے ابتدائی اجلاس ہی میں کر دیا۔ اس سے وزیراعظم انگلستان کو موقع ملا کہ وہ اپنی آخری تقریر میں چند نہایت ہی برجستہ اشارات کہہ سکے۔ یہ سب کچھ خالی از علت نہیں۔ انگریزوں نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والیان ریاست کو فیڈریشن میں شریک ہونے کی دعوت دی اور ہندو چپ چاپ اس پر رضامند ہوگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ والیان ریاست کی شرکت سے جن میں مسلمانوں کی تعداد نہایت کم ہے، دو مقصد حاصل ہوتے ہیں: ایک طرف وہ ہندوستان پر برطانوی اقتدار کے تسلسل میں مدد دیں گے، دوسری طرف ہندوؤں میں فیڈرل اسمبلی میں ان کی بدولت ہندوؤں کو اکثریت حاصل ہو جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ مرکزی حکومت کی شکل کے متعلق ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو اختلاف موجود ہے، انگریز مدبرین والیان ریاست کے ذریعے نہایت چالاکی کے ساتھ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ خود والیان ریاست بھی یہی محسوس کرتے ہیں کہ اس سکیم کے ماتحت ان کی مستبدانہ حکومت اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائے گی۔ اگر مسلمانوں نے اس سکیم کو خاموشی کے ساتھ منظور کر لیا تو ان کا سیاسی وجود تھوڑے ہی عرصہ میں کالعدم ہو جائے گا کیونکہ اس قسم کی فیڈریشن میں ہندو والیان ریاست کی اکثریت ہوگی اور وہی حکومت کے سیاہ و سفید کے مالک ہوں گے۔ اگر دولت برطانیہ کے مفاد کا سوال درپیش ہوا تو وہ حکومت انگلستان کا ساتھ دیں گے۔ جہاں تک ملک کے اندرونی نظم و نسق کا تعلق ہے وہ ہندوؤں کا تسلط اور اقتدار قائم رکھیں گے۔ بالفاظ دیگر یہ سکیم برطانوی حکومت اور ہندوستان کے درمیان ایک قسم کی مفاہمت ہے یعنی اگر تم میرا اقتدار ہندوستان میں قائم رکھو تو میں تمہیں ایک ایسی حکومت قائم کرنے میں مدد دوں گا جس میں تمہارا (ہندوؤں کا) غلبہ ہوگا۔ لہٰذا اگر برطانوی ہندوستان کے تمام صوبوں نے حقیقتاً خود مختار ریاستوں کی صورت اختیار نہ کی تو فیڈریشن میں والیان ریاست کی شرکت کا مطلب صرف اس قدر ہو سکتا ہے کہ انگریز مدبرین اپنے اختیارات سے دستبردار ہوئے بغیر نہایت چالاکی کے ساتھ تمام جماعتوں کو خوش کر دینا چاہتے ہیں۔

ہندوستان میں ہندو ریاستوں کی تعداد اسلامی ریاستوں سے کہیں زیادہ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذا یہ دیکھنا باقی ہے کہ مسلمانوں کا یہ مطالبہ کہ انہیں مرکزی فیڈرل اسمبلی میں ۳۳ فیصدی نشستیں حاصل ہوں، اسی ایک ایوان یا ایوانوں میں کیوں کر پورا کیا جائے گا جو دیسی ریاستوں اور برطانوی ہندوستان دونوں کے نمائندوں پر مشتمل ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسلمان مندوبین فیڈرل حکومت کے اس مفہوم کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں اس پر غور و خوض ہو رہا ہے، ابھی آل انڈیا فیڈریشن میں مسلمانوں کی نیابت کا مسئلہ پیش نہیں آیا، البتہ رائٹر سے مختصراً یہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ اس وقت جو رپورٹ پیش ہوئی ہے اس میں دو ایوانوں کی سفارش کی گئی ہے جن میں برطانوی ہندو اور دیسی ریاستوں کے نمائندے شریک ہوں گے۔ لیکن ان کی تعداد کے مسئلے پر اس وقت بحث ہوگی جب کمیٹی ان عنوانات پر غور کرے گی جن کو ابھی سب کمیٹی کے ذمے نہیں کیا گیا۔ میری رائے میں تناسب کا سوال نہایت اہم ہے اور بہتر ہوتا کہ اسمبلی کی ہیئت ترکیبی کے ساتھ اس پر بھی بحث ہو جاتی۔

میرے نزدیک سب سے بہتر صورت یہ تھی کہ ابتدا میں فیڈریشن صرف برطانوی علاقے تک محدود ہوتی۔ کسی ایسی فیڈرل سکیم سے بھی جو استبداد اور جمہوریت کے ناپاک اتحاد پر مبنی ہو، سوائے اس کے اور کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا کہ برطانوی ہندوستان بدستور وحدانی حکومت کا تختہ مشق بنا رہے۔ یہ وحدانی حکومت انگریزوں کے لیے مفید ہو اور والیان ریاست اور اکثریت کے لیے بھی۔ لیکن اس سے مسلمانوں کے لیے فائدے کی کوئی توقع رکھنا بے سود ہے جب تک کہ انہیں ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں سے پانچ میں پورے پورے ''فاضل'' اختیارات کے اکثریت والے حقوق حاصل نہ ہو جائیں اور مرکزی فیڈرل اسمبلی کی کل تعداد میں انہیں ۳۳ فیصد نشستیں نہ ملیں۔ جہاں تک کہ برطانوی ہند کے صوبوں کے لیے حاکمانہ اختیارات کا تعلق ہے، ہز ہائی نیس نواب بھوپال سر اکبر حیدری اور مسٹر جناح کا رویہ سراسر حق بجانب ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ اب والیان ریاست بھی فیڈریشن میں شریک ہو رہے ہیں، لہذا مرکزی مجلس کے متعلق ہمیں اپنے مطالبے کو نئی شکل میں پیش کرنا چاہیے۔ اب یہ مسئلہ محض برطانوی ہند کی اسمبلی میں تناسب کا نہیں رہا بلکہ اب سوال آل انڈیا فیڈریشن میں مسلمانوں کی نمائندگی کا ہے۔ ہمارا مطالبہ یہ ہونا چاہیے کہ ان اسلامی ریاستوں کے علاوہ جو ریاستیں فیڈریشن میں شامل ہوں، ہمیں تمام فیڈریشن میں ایک تہائی نشستیں حاصل ہوں۔

ہندوستان میں فیڈرل حکومت قائم کرنے میں ایک بڑی دقت دفاع اور حفاظت کی ہے۔ شاہی کمیشن کے ارکان نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے تمام نقائص کو پیش نظر رکھ لیا ہے تاکہ جنگی نظم ونسق کی باگ ہمیشہ دولت برطانیہ کے ہاتھ میں رہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

> ہندوستان اور برطانیہ کا تعلق کچھ ایسا ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ دفاع کو مستقبل قریب میں محض ہندوستانی مسئلہ تصور کیا جا سکتا ہے۔ دفاعی عساکر کا نظم ونسق ہمیشہ نائبین سلطنت کے ہاتھوں میں رہنا چاہیے۔

کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا چاہیے کہ جب تک برطانوی افواج اور برطانوی افسروں کی مدد کے بغیر ہندوستانی اپنی سرحدوں کی حفاظت کے قابل نہ ہو جائیں، برطانوی ہندوستان میں ذمہ دارانہ حکومت قائم نہیں ہوسکتی!

موجودہ حالت میں اس امر سے انکار کرنا مشکل ہے کہ یہ واقعی ہندوستان کی آئینی ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔ اگر نہرو رپورٹ کے اس حصہ کو تسلیم کر لیا جائے کہ جب کبھی ہندوستان کو مزید اختیارات حاصل ہوں، ان کا مطلب یہ بھی ہوگا کہ فوجوں کا نظم ونسق، ہندوستان کی منتخبہ مجلس وضع قوانین کے ماتحت ہو، تو وہ تمام امیدیں جو اس امر سے وابستہ ہیں کہ مرکزی حکومت بتدریج اس منزل کی طرف بڑھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس کا اعلان ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء میں ہوا تھا، معرض خطر میں آ جائے گی۔ اپنے بیان کی مزید تائید کے لیے ارکان کمیشن نے آگے چل کر اس پر خاص زور دیا ہے کہ ہندوستان میں مختلف مذاہب اور مختلف نسلوں کے درمیان جن کی صلاحیتیں اور قوتیں ایک دوسرے سے بالکل جداگانہ ہیں، ایک تصادم رونما ہے۔ پھر یہ کہہ کر اس مسئلے کو اور بھی زیادہ پیچیدہ بنانے کی کوشش کی ہے کہ:

> یہ حقیقت کہ ہمارے عام اور مروجہ الفاظ میں ہندوستانی ایک قوم نہیں ہیں، اور بھی عیاں ہو جاتی ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کی جنگجو قوموں اور دوسری نسلوں میں کس قدر فرق موجود ہے۔

اس مسئلے کے ان پہلوؤں پر زور دینے کا مقصد یہ ہے کہ انگریز صرف بیرونی حملوں ہی سے ہندوستان کی حفاظت نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ اس کے اندرونی امن و سکون کے بھی ''غیر جانبدار محافظ'' ہیں۔ بہرحال فیڈریشن میں جیسا کہ میں اس کا مطلب سمجھتا ہوں، اس مسئلے کا صرف ایک پہلو باقی رہ جائے گا یعنی ہندوستان کا خارجی تحفظ۔ صوبہ جاتی عساکر کے علاوہ جو ہندوستان کے اندرونی امن و سکون کے لیے ناگزیر ہیں، ہندوستان کی فیڈرل کانگریس صوبہ سرحد میں ایک طاقتور سرحدی لشکر متعین کر سکتی ہے جس میں ہر صوبے کے سپاہی شامل ہوں گے اور جن کی قیادت ہر ملت کے آزمودہ کار افسروں کے ہاتھ میں ہوگی۔ مجھے اس امر کا بخوبی احساس ہے کہ ہندوستان میں قابل فوجی افسر موجود نہیں۔ یہی چیز ہے جس سے فائدہ اٹھا کر اراکین کمیشن یہ کہتے ہیں کہ افواج کا نظم و نسق دولت برطانیہ کے ہاتھوں میں ہونا چاہیے۔ لیکن اس کے متعلق ان ہی کی رپورٹ سے ایک اقتباس پیش کروں گا جس سے خود ان کا اندازہ قابل اعتراض نظر آتا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس وقت کوئی ہندوستانی جسے ملک معظم کی طرف سے کمیشن ملا ہو، اونچے عہدے پر فائز نہیں۔ ہندوستانی کپتانوں کی کل تعداد سے ۲۵ معمولی رجمنٹوں میں کام کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض کی عمر اس قدر زیادہ ہے اگر وہ ضروری امتحانات میں کامیاب ہو جائیں تب بھی انہیں اس سے اونچا عہدہ حاصل نہیں ہو سکے گا۔ ان کا اکثر حصہ سینڈ ہرسٹ کو نہیں گیا بلکہ انہیں جنگ عظیم میں کمشن ملا تھا۔

اب یہ خواہش کہ صورت حالات میں تغیر پیدا کیا جائے، کس قدر سچی کیوں نہ ہو اور اس کے لیے کیسی مخلصانہ کوشش کیوں نہ کی جائے، وہ شرائط جن کو اسکین کمیٹی (جس کے صدر اور فوجی سیکرٹری کے علاوہ تمام اراکین ہندوستانی تھے) نے نہایت مؤثر طریق پر ان الفاظ میں جمع کر دیا ہے:

ترقی اس پر منحصر نہیں کہ ہر مرحلے پر کامیابی حاصل ہو اور جنگی قابلیت بدستور قائم رہے، ظاہر ہے کہ اس سے ترقی کی رفتار لازماً سست رہے گی۔ موجودہ ہندوستانی افسر معمولی عہدوں پر کام کرتے ہیں اور ان کا تجربہ محدود ہے۔ لہذا یہ ممکن نہیں کہ وہ قلیل عرصہ کے اندر اعلیٰ مراتب حاصل کرلیں۔ جب تک ہندوستانی امیدواروں کی قلیل جماعت میں اضافہ نہ ہو جائے اور ہم اس اضافے کے دل سے خواہش مند ہیں، جب تک ہندوستانیوں کی ایک کافی تعداد اس قدر تجربہ اور مہارت حاصل نہ کرلے کہ جس سے سب نہیں تو کم از کم کچھ رجمنٹوں کے تمام افسر ہندوستانی ہوں، جب تک یہ رجمینٹس عملاً اس آزمائش میں کامیاب نہ ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں جو ان کی قابلیت کا اندازہ کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے، اس وقت تک یہ ممکن نہ ہوگا کہ فوج کا نظم ونسق ہندوستانیوں کے سپرد کر دیا جائے اور یہ عمل اس حد تک پہنچ جائے کہ ساری فوج کلیتًا ہندوستانی ہو جائے۔ اس حالت میں بھی اس کام کی تکمیل کے لیے طویل عرصہ کی ضرورت ہوگی۔

اب یہ اعتراض کرنے کی کوشش کروں گا کہ اس صورت حالات کا ذمہ دار کون ہے؟ اس کی وجہ ہماری جنگجو قوموں کی فطری خرابی ہے یا فوجی تعلیم کی سست رفتاری؟ ہماری جنگجو قوموں کی صلاحیت مسلم ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ بہ نسبت تعلیم کے دوسرے شعبوں کی جنگی تعلیم کا عمل سست ہو۔ میں عسکریات کا ماہر نہیں لیکن عام آدمی کی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں کہ اس دلیل کو جس انداز سے پیش کیا گیا ہے، اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ عمل ہمیشہ جاری رہے گا۔ گویا ہندوستان کی غلامی کبھی ختم نہ ہوگی۔ لہذا ضروری ہے کہ نہرو رپورٹ کی تجویز کے مطابق سرحدی افواج کا نظم ونسق ایک دفاعی کمیٹی کے ذمے کر دیا جائے اور اس کے ارکان کا فیصلہ باہمی تصفیہ سے ہو۔

ایک عجیب بات یہ ہے کہ سائمن رپورٹ میں ہندوستان کی بری سرحدوں کو تو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے لیکن اس کے بحری تحفظ کے متعلق صرف سرسری اشارات کیے گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان پر ہمیشہ خشکی کے راستے سے حملے ہوتے رہے ہیں لیکن یہ امر بھی مسلم ہے کہ ہندوستان کے موجودہ حاکم اس کے غیر محفوظ سواحل کی وجہ سے اس پر قابض ہوئے تھے۔ ایک آزاد اور خود مختار ہندوستان کے لیے ازبس ضروری ہے کہ وہ خشکی کی بجائے اپنی بحری سرحدوں کی زیادہ حفاظت کرے۔

مجھے یقین ہے کہ اگر فیڈرل ریاست مقرر ہوگئی تو مسلم فیڈرل ریاستیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کے تحفظ کی خاطر ایک غیر جانبدار ہندوستانی فوج کے قیام کے لیے جو خشکی اور سمندر دونوں پر متعین ہو، ہر قسم کی مدد دینے پر آمادہ ہوں گی۔ مغلوں کے زمانے میں اس قسم کے غیر جانبدار عساکر واقعتاً موجود تھے بلکہ اکبر کے زمانے میں تو ان تمام سرحدی افواج کے افسر ہندو ہی تھے۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر فیڈرل نظام حکومت میں ایک غیر جانبدارانہ ہندوستانی لشکر قائم ہوا تو اس سے مسلمانوں کے جذبات حب الوطنی اور زیادہ قوی ہو جائیں گے اور اس بدگمانی کا ازالہ بھی ہو جائے گا کہ اگر باہر سے حملہ ہوا تو مسلمانانِ ہندوستان اپنے ہم مذہبوں کے ساتھ مل جائیں گے۔

میں نے مختصراً اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ ہندوستان کے دو آئینی مسئلوں کے متعلق ہم مسلمانوں کو کیا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ ہمارا سب سے بڑا طرز عمل یہ ہے کہ فرقہ وارانہ مسائل کے مستقل تصفیہ کے لیے برطانوی ہندوستانی صوبوں کی تقسیم از سرِ نو ہو جائے۔ اگر مسلمانوں کا مطالبہ مسترد کر دیا جائے تو میں پھر نہایت شد و مد کے ساتھ ان مطالبات کی تائید کروں گا جن کا اعلان آل انڈیا مسلم کانفرنس اور آل انڈیا مسلم لیگ میں بار بار کیا گیا ہے۔ مسلمانانِ ہندوستان کوئی ایسی آئینی تبدیلی قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوں گے جس کے ماتحت وہ بنگال اور پنجاب میں جداگانہ انتخابات کے ذریعے اپنی اکثریت حاصل نہ کر سکیں یا مرکزی مجلس میں انہیں ۳۳ فیصدی نشستیں نہ مل جائیں۔ اب تک مسلمانوں کے سیاسی رہنما دو گڑھوں میں گر چکے ہیں۔ پہلا گڑھا لکھنؤ کا مسترد شدہ میثاق ہے جسے قومیت ہند کے غلط تصور پر مرتب کیا گیا تھا اور جس کے ماتحت مسلمان ان تمام مواقع سے محروم رہ جاتے ہیں کہ وہ اس ملک میں کوئی سیاسی طاقت پیدا کر سکیں۔ دوسرا گڑھا پنجاب کی نام نہاد دیہاتی آبادی کی خاطر اسلامی اتحاد و اتفاق کی وہ عاقبت نااندیشانہ قربانی ہے جس کا اظہار ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسی تجویز میں ہوا جس سے پنجاب کے مسلمان اقلیت میں رہ جاتے ہیں۔ لیگ کا فرض ہے کہ وہ میثاق اور تجویز دونوں کی مذمت کرے۔

سائمن رپورٹ نے مسلمانوں کے ساتھ ایک بہت بڑی ناانصافی کی ہے اور وہ یہ کہ انہوں نے بنگال اور پنجاب میں ان کے لیے آئینی اکثریت کی سفارش نہیں کی۔ اس کا مطالبہ یہ ہے کہ مسلمان یا تو میثاق لکھنؤ کے پابند رہیں یا مخلوط انتخابات کو تسلیم کرلیں۔ حکومت ہند نے سائمن رپورٹ کے متعلق جو یادداشت بھیجی ہے اس میں اس امر کا اعتراف کیا گیا ہے کہ رپورٹ کی اشاعت کے بعد مسلمانوں نے ان دونوں تجویزوں میں سے کسی کو بھی پسند نہیں کیا۔ یادداشت میں لکھا گیا ہے محض یہ امر کہ انہیں دوسرے صوبوں میں ''پاسنگ'' حاصل ہے، اس نقصان کی تلافی نہیں کرسکتا۔ لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ اس یادداشت میں بھی مسلمانوں کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے، حکومت ہند نے بھی اسی ''نہایت احتیاط سے تیار کی ہوئی متوازن سکیم'' کی حمایت کی ہے جس کو پنجاب کونسل کے سرکاری ممبروں نے مرتب کیا تھا اور جس کے ماتحت مسلمانانِ پنجاب کو پوری مجلس میں صرف ۴۹ فیصدی نشستیں ملتی ہیں اور ہندو اور سکھ اراکین پر صرف ۲ کی اکثریت حاصل ہوتی ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب کی مثال بجائے خود اس قدر فیصلہ کن ہے کہ اس کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مسلمانانِ پنجاب کسی ایسی سکیم کو تسلیم نہیں کرسکیں گے جس کی رو سے انہیں پوری مجلس میں قطعی اکثریت حاصل نہ ہو جائے۔ بہرحال لارڈ ارون اور ان کی حکومت کو اس امر سے اتفاق ہے کہ جب تک حق رائے دہندگی اس قدر وسیع نہ ہو جائے کہ ہر ملت کا تناسب آبادی واضح طور پر اس کے نمائندوں سے ظاہر ہوسکے اور جب تک تمام مسلمان بالاتفاق رائے جداگانہ نمائندگی کے حق سے دستبردار نہ ہو جائیں، ہندوستان کی اقلیتیں مجاز ہوں گی کہ فرقہ وارانہ انتخابات کو قائم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رکھیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب حکومت ہند کے نزدیک مسلمانوں کی شکایت بجا ہے تو اسے اتنی جرات کیوں نہیں ہوئی کہ وہ پنجاب اور بنگال میں مسلمانوں کے لیے آئینی اکثریت کی سفارش کرتی۔

مسلمانانِ ہندوستان کو کسی ایسی تبدیلی سے بھی اتفاق نہیں ہوگا جس کے ماتحت سندھ کو ایک علیحدہ صوبہ نہ کر دیا جائے یا شمال مغربی سرحدی صوبے کا سیاسی درجہ وہی نہ ہو جائے جو ہندوستان کے دوسرے صوبوں کا ہے۔ سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک نیا صوبہ قائم کر دینا چاہیے۔ احاطہ بمبئی اور سندھ میں کوئی چیز بھی تو مشترک نہیں۔ ارکان کمیشن کو بھی اعتراف ہے کہ اہل سندھ کی زندگی اور ان کا تمدن عراق اور عرب سے مشابہ ہے، نہ کہ ہندوستان سے۔ مشہور اسلامی جغرافیہ دان مسعودی نے آج سے بہت پہلے عرب اور سندھ کی اسی باہمی مشابہت کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ مسعودی نے لکھا ہے ''سندھ وہ ملک ہے جو مملکت اسلامی سے قریب تر ہے''۔ سب سے پہلے اموی خلیفہ کا قول تھا کہ مصر کی پشت افریقہ کی جانب ہے اور منہ عرب کی جانب۔ مناسب رد و بدل کے ساتھ یہی کچھ سندھ کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے، سندھ کی پشت ہندوستان کی جانب ہے اور منہ وسط ایشیا کی جانب۔ علاوہ ازیں اگر سندھ کے ان زراعتی مسائل جن سے حکومت بمبئی کو مطلق ہمدردی نہیں اور اس کی بے شمار تجارتی صلاحیتوں کا لحاظ رکھ لیا جائے، اس لیے کہ کراچی بڑھتے بڑھتے ایک روز لازماً ہندوستان کا دوسرا دارالسلطنت بن جائے گا، تو صاف نظر آتا ہے کہ اس کو احاطہ بمبئی سے ملحق رکھنا مصلحت اندیشی سے کس قدر دور ہے۔ بے شک اس وقت بمبئی کا روّیہ دوستانہ ہے لیکن ممکن ہے وہ کل ہی اس کا حریف بن جائے۔ کہا جاتا ہے کہ اس راہ میں کچھ مالی مشکلات حائل ہیں۔ ابھی تک اس کے متعلق کوئی مستند بیان میری نظر سے نہیں گزرا۔ لیکن فرض کر لیجئے کہ اس قسم کی مشکلات موجود ہیں، اس کے یہ معنی تو نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ حکومت ہند امید افزا صوبے کو اپنی آزادانہ ترقی کی جدوجہد میں عارضی طور پر مدد نہ دے۔ رہا شمال مغربی سرحدی صوبہ، سو یہ امر نہایت افسوسناک ہے کہ ارکان کمیشن نے عملاً اس امر سے انکار کر دیا ہے کہ اس صوبے کے باشندوں کو بھی اصلاحات کا حق حاصل ہے۔ ان کی سفارشات کمیٹی سے بھی کم ہیں اور وہ جس کونسل کی تجویز پیش کرتے ہیں وہ چیف کمشنر کی مطلق العنانی کے لیے محض ایک آڑ کا کام دے گی۔ افغانوں کا یہ پیدائشی حق کہ وہ سگریٹ روشن کرسکیں، محض اس لیے سلب کر لیا گیا ہے کہ وہ ایک بارودخانہ میں رہتے ہیں۔ ارکان کمیشن کی یہ دلیل کسی قدر بھی لطیف کیوں نہ ہو، اس سے کسی جماعت کا اطمینان نہیں ہوسکتا۔ سیاسی اصلاحات کی مثال روشنی کی سی ہے، نہ کہ آگ کی۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم تمام انسانوں کو یہ روشنی پہنچائیں، خواہ وہ خانہ بارود میں رہتے ہوں یا کوئلے کی کان میں۔ افغان ایک بہادر اور ذہین قوم ہے۔ وہ اپنے مقاصد کے لیے ہر قسم کی تکلیف برداشت کر سکتے ہیں۔ وہ ہر ایسی کوشش کی شدت سے مزاحمت کریں گے جو ان کو آزادانہ ترقی کے حق سے روک دے۔ ان لوگوں کو مطمئن رکھنا ہندوستان اور انگلستان دونوں کے لیے مفید ہے۔ گزشتہ ایام میں اسی بدقسمت صوبے میں جو المناک واقعات پیش آ چکے ہیں وہ محض اس امتیازی اور غیر ہمدردانہ سلوک کا نتیجہ ہیں جو ہندوستان میں اصول حکومت خود اختیاری کے نفاذ سے لے کر اب تک اس سے روا رکھا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ برطانوی مدبرین صحیح حالات کا اندازہ کرنے میں غلطی نہیں کریں گے اور وہ اپنے آپ کو اس فریب میں مبتلا نہیں رکھیں گے کہ اس صوبہ میں جو کچھ پیش آ رہا ہے، خارجی اثرات کا نتیجہ ہے۔

حکومت ہند نے اپنی یادداشت میں صوبہ سرحد کے لیے جن اصلاحات کی سفارش کی ہے وہ ناکافی ہیں۔ بے شک ان کا دائرہ کمیشن کی سفارشات سے وسیع ہے، کیونکہ اس میں ایک طرح کی منتخب کونسل اور نیم منتخب کابینہ کی تجویز پیش کی گئی ہے،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن حکومت ہند نے بھی اس صوبے کو وہ سیاسی درجہ نہیں دیا جو دوسرے صوبوں کو حاصل ہے۔ حالانکہ افغان جبلتاً اس بات کے کہیں زیادہ اہل ہیں کہ ہندوستان کے دوسرے باشندوں کی نسبت جمہوری ادارت میں حصہ لیں۔

میرا خیال ہے کہ اب مجھے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے متعلق چند سرسری اشارات کر دینے چاہئیں۔ ذاتی طور پر مجھے اس کانفرنس سے کوئی امید وابستہ نہیں، البتہ یہ ضرور تصور کیا جاتا ہے کہ فرقہ وارانہ رزم گاہ سے دور ایک بدلی ہوئی فضا میں لوگ کہیں زیادہ ہوش مندی سے کام لیں گے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ واقعات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ فرقہ وارانہ مسائل پر جو بحث لندن میں ہوئی ہے، اس سے مسلمانوں اور ہندوؤں کا تمدنی اختلاف اور بھی واضح ہوگیا ہے۔ بایں ہمہ وزیراعظم انگلستان کو اس امر سے انکار ہے کہ ہندوستان میں مسئلہ بین الاقوامی ہے، قومی نہیں۔ انہوں نے کہا ہے ''یہ ایک دشوار بات ہوگی کہ میری حکومت پارلیمنٹ کے سامنے جداگانہ انتخاب کی تجویز پیش کرے۔ اس لیے کہ مخلوط انتخابات انگریزی جذباتِ جمہوریت پسندی کے زیادہ قریب ہیں''۔ انہوں نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ ایک ایسے ملک میں جہاں متعدد قومیں آباد ہیں، برطانوی جمہوریت کی صورت قائم نہیں ہوسکتی۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اس مسئلے کو جغرافیائی اصول پر حل کیا جائے۔ جداگانہ انتخابات کو قائم رکھنا اس کا کوئی عمدہ بدل نہیں ہے۔ مجھے یہ بھی امید نہیں کہ اقلیتوں کی سب کمیٹی کسی صحیح نتیجے پر پہنچے۔ آخر الامر سارا مسئلہ برطانوی پارلیمنٹ میں پیش ہوگا۔ ہمیں امید ہے کہ انگریز قوم کے بالغ نظر نمائندے اس مسئلے کو محض مسطحانہ نظروں سے نہیں دیکھیں گے، جیسا کہ اب تک ہندوستان کے اکثر ارباب سیاست نے کیا ہے بلکہ اُن کی نگاہیں اس معاملہ کی تہہ تک پہنچ جائیں گی اور وہ محسوس کر لیں گے کہ ہندوستان کے اندر امن وسکون کے قیام کا طریق کار کیا ہوگا۔ ہر وہ دستور جو اس تصور پر مبنی ہوگا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ ہندوستان میں ایک ہی قوم بستی ہے یا جس کا مقصد یہ ہو کہ یہاں ان اصولوں کا نفاذ کیا جائے جو برطانیہ کے جذباتِ جمہوریت پسندی کا نتیجہ ہیں، اس کا مطلب صرف اسی قدر ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کو نادانستہ خانہ جنگی کے لیے تیار کیا جائے۔ جہاں تک میری سمجھ کام کرتی ہے، اس ملک میں اس وقت تک امن و سکون قائم نہیں ہو سکتا جب تک یہ تسلیم نہ کر لیا جائے کہ ہندوستان کی ہر ملت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ماضی سے اپنا رشتہ منقطع کیے بغیر جدید اصولوں پر آزادی کے ساتھ ترقی کرے۔

مجھے یہ دیکھ کر مسرت ہوتی ہے کہ ہمارے مسلمان مندوبین کو اس مسئلے کے صحیح حل کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہے جس کو ہم نے ہندوستان کا بین الاقوامی مسئلہ کہا ہے۔ ان کا یہ اصرار بالکل بجا ہے کہ مرکزی حکومت میں ذمہ داری کا مسئلہ طے کرنے سے پہلے فرقہ وارانہ تنازعات کا تصفیہ ہو جانا ضروری ہے۔ کسی مسلمان سیاسی رہنما کو اس طعن آمیز لفظ (فرقہ واری) کا مطلق خیال نہیں کرنا چاہیے جسے ہندو محض پروپیگنڈے کی خاطر استعمال کر رہے ہیں تاکہ بقول وزیراعظم وہ انگلستان کے جذباتِ جمہوریت پسندی سے فائدہ اٹھا سکیں اور انگریز ہندوستان میں ایک ایسی صورت حالات فرض کر لیں جو واقعتاً موجود نہیں۔ اس وقت بڑے بڑے مفاد خطرے میں پڑے ہیں۔ ہماری تعداد سات کروڑ ہے اور ہم ہندوستان کے دوسرے باشندوں کی نسبت کہیں یک رنگ قوم ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر ہندوستان میں کوئی قوم بستی ہے تو وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ اگرچہ ہندو ہر بات میں ہم سے آگے ہیں لیکن اب بھی ان کو وہ یک رنگی حاصل نہیں ہوئی جو ایک قوم بننے کے لیے ناگزیر ہے اور جو اسلام نے ازخود آپ کو عطا کی ہے۔ بے شک ہندو اس امر کے لیے مضطرب ہیں کہ وہ ایک قوم بن جائیں۔ مگر قوموں کی ترکیب گویا ایک نئی زندگی میں قدم رکھنا ہے اور جہاں تک ہندوؤں کا تعلق ہے، ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام نظامِ معاشرت کو یک قلم بدل دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی مسلمان رہنماؤں و ارباب سیاست کو اس لطیف مگر مغالطہ انگیز دلیل سے بھی متاثر نہیں ہونا چاہیے کہ ترکی، ایران اور دوسرے اسلامی ممالک قوم پسندی کے اصولوں پر گامزن ہیں۔ مسلمانان ہندوستان کی حالت اس سے بالکل مختلف ہے۔ ان ممالک کی ساری آبادی تقریباً مسلمانوں کی ہے اور جو اقلیتیں باقی رہ جاتی ہیں ان کا تعلق باصطلاح قرآنی اہل کتاب سے ہے۔ مسلمانوں اور اہل کتاب کے درمیان کوئی معاشرتی دیوار حائل نہیں۔ اگر کوئی یہودی، عیسائی یا زرتشتی (پارسی) کسی مسلمان کا کھانا چھو لے تو وہ نجس نہیں ہوجاتا۔ شریعت اسلامی کی ریاست سے ان میں باہم مناکحت جائز ہے۔ حقیقت میں یہ وہ اوّلین قدم تھا جو اسلام نے عملاً اتحاد نوع انسان کی خاطر اٹھایا۔ اس سے ان لوگوں کو جن کا سیاسی نصب العین تقریباً ایک سا تھا، باہم مل جانے کی دعوت دی قرآن پاک کا ارشاد ہے: يَآهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ. [آل عمران ۳:۶۴] (اے اہل کتاب! جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے یعنی توحید، اس کی طرف آؤ) یہ الگ بات ہے کہ مسلمان اور عیسائی اقوام کے باہمی جنگ و جدل اور پھر مغرب کی چیرہ دستیوں نے اس امر کا موقع نہیں دیا کہ دنیائے اسلام اس آیت کے لاانتہا معنوں کو عمل میں لاتی۔ بہرحال بلاد اسلامیہ میں یہ مقصد اسلامی قومیت کی شکل میں پورا ہو رہا ہے۔

مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ مندوبین کامیابی کا اندازہ صرف اس امر سے کر سکتے ہیں کہ وہ کانفرنس کے غیر مسلم مندوبین سے قرارداد دہلی کے مطالبات کہاں تک منوا لیتے ہیں۔ اگر ان مطالبات کو تسلیم کر دیا گیا تو ایک نہایت ہی اہم اور عظیم الشان سوال پیدا ہوگا۔ اس وقت ضرورت ہوگی کہ ہندوستان کے مسلمان ایک ہوکر کوئی آزادانہ سیاسی قدم اٹھائیں۔ اگر آپ اپنے مقاصد اور اپنے نصب العین پر واقعی سنجیدگی سے قائم ہیں تو آپ کو اس قسم کے عمل کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ہمارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سربرآوردہ لوگوں نے کافی غور و خوض سے کام لیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک حد تک یہ انہی کے غور و فکر کا نتیجہ ہے کہ ہم لوگ ان قوتوں سے آشنا ہوئے ہیں جو ہندوستان کے اندر اور اس کے باہر ہماری آئندہ قسمتوں کی تشکیل میں کارفرما ہیں۔ لیکن میں آپ سے اس قدر پوچھتا ہوں کہ کیا اس غور و فکر نے ہم میں اتنی قابلیت پیدا کر دی ہے کہ اگر مستقبل قریب میں ضرورت پیش آئے تو ہم اپنے آپ کو اس عمل کے لیے تیار پائیں جو حالات کے متقاضی ہوں۔ مجھے آپ سے بلاتکلف کہہ دینا چاہیے کہ ہندوستان کے مسلمان اس وقت دو عوارض کا شکار ہو رہے ہیں۔ پہلا عارضہ یہ ہے کہ اہم شخصیتوں کا وجود نہیں۔ سر میلکم ہیلی اور لارڈ ارون کی تشخیص بالکل صحیح تھی جب انہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی میں یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ ملت اسلامیہ نے کوئی رہنما پیدا نہیں کیا۔ رہنماؤں سے میرا مطلب وہ افراد ہیں جن کو اعانت ایزدی یا اپنے وسیع تجربات کی بدولت ایک طرف یہ ادراک حاصل ہو کہ اسلامی تعلیمات کی روح اور اس کی تقدیر کیا ہے، دوسری طرف ان میں یہ صلاحیت موجود ہو کہ وہ جدید حوادث کی رفتار کا اندازہ صحت کے ساتھ کر سکیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر کسی قوم کی قوت عمل کا انحصار ہوتا ہے۔ دوسرا مرض جو مسلمانوں کے اندر گھر کر چکا ہے، یہ ہے کہ ان میں اطاعت کا مادہ باقی نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آج متعدد افراد اور متعدد جماعتیں الگ الگ راہوں پر گامزن ہیں اور اس سے قوم کے عام افکار اور اس کے عام سرگرمیوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ جو طرزِ عمل ہم نے مذہب میں اختیار کر رکھا ہے، اب وہی سیاسیات میں ہوگیا ہے۔ لیکن مذہبی فرقہ بندیوں سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا۔ کیوں کہ ان سے کم از کم اتنا تو ظاہر ہوتا ہے کہ ہمیں اس اصول سے دل چسپی ہے جس پر ہماری ترکیب کا انحصار ہے۔ مزید براں یہ اصول اس قدر وسیع ہے کہ کسی فرقے کو اس قدر جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ اسلام کی حدود ہی سے باہر نکل جائے۔ برعکس اس کے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر سیاسی زندگی میں اختلافات کو جائز رکھا گیا تو بالخصوص اس وقت جب مفاد ملت کی خاطر اتحادِ عمل کی ضرورت ہے تو اس کا نتیجہ سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ لہٰذا سوال یہ ہے کہ ان دونوں امراض کے علاج کی صورت کیا ہے۔ اوّل الذکر کا تدارک ہمارے ہاتھ میں نہیں ہے۔ جہاں تک دوسری بیماری کا تعلق ہے، میرا خیال ہے کہ ہم اس کا دفعیہ کر سکتے ہیں۔ میں نے اسی موضوع پر ایک خاص رائے قائم کر رکھی ہے۔ بہتر ہوگا کہ میں اس وقت تک اس کا اظہار نہ کروں جب تک کہ ایسی صورت حال پیدا نہ ہوجائے جس کا خطرہ ہے۔ خدانخواستہ ایسا ہوا تو تمام سربرآوردہ مسلمانوں کا، خواہ ان کے خیالات کچھ بھی ہوں، فرض ہوگا کہ وہ ایک جگہ جمع ہوں اور صرف قراردادیں ہی منظور نہ کریں بلکہ اپنے مقاصد میں کامیابی کے حصول کے لیے مسلمانوں کے لیے کوئی راہِ عمل پیش کریں۔ میں نے اس امر کا تذکرہ صرف اس لیے کر دیا ہے کہ آپ نہایت سنجیدگی سے اس پر غور کریں۔

حضرات! مجھے جو کچھ عرض کرنا تھا، کر چکا۔ آخر میں میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ مسلمانانِ ہند اس وقت اپنی زندگی کے جس نازک دور میں سے گزر رہے ہیں اس کے لیے کامل تنظیم اور اتحادِ عزائم و مقاصد کی ضرورت ہے۔ ہمارے ملی وجود کی بقا اور ہندوستان کا مفاد صرف اسی امر سے وابستہ ہے۔ ہندوستان کی یہ اسی غلامی تمام ایشیا کے لیے لامتناہی مسائل کا سرچشمہ ہے۔ اس نے مشرق کی روح کو کچل ڈالا ہے اور اسے اظہارِ ذات کی اس مسرت سے محروم کر دیا ہے جس کی بدولت کبھی اس میں ایک بلند اور شاندار تمدن پیدا ہوا تھا۔ ہم پر ایک فرض ہندوستان کی طرف سے عائد ہوتا ہے جو ہمارا وطن ہے اور جس میں ہمیں جینا ہے اور مرنا ہے، اور ایک فرض ایشیا بلکہ اسلامی ایشیا کی جانب سے۔ چونکہ ایشیا کے دوسرے اسلامی ممالک کی نسبت ایک ہی ملک میں سات کروڑ مسلمانوں کی موجودگی اسلام کے لیے بیش بہا سرمایہ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہذا ہمیں چاہیے کہ ہم ہندوستان کے مسئلے پر محض اسلامی زاویہ نگاہ ہی سے نہیں بلکہ ہندی مسلمانوں کے نقطہ نظر سے بھی غور کریں۔ ایشیا اور ہندوستان کی طرف سے ہم پر جو فرائض عائد ہوتے ہیں، ان کی بجا آوری اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم ارادوں کو ایک مخصوص مقصد پر جمع نہیں کر لیں گے۔ اگر آپ ہندوستان کی دوسری ملتوں کے درمیان اپنا وجود قائم رکھنا چاہتے ہیں تو آپ کے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار نہیں۔ ہماری بے نظم اور منتشر حالت کے باعث بہت سے ایسے سیاسی مصالح جو ہماری زندگی کے لیے ناگزیر ہیں، دن بہ دن پیچیدہ ہو رہے ہیں۔ میں فرقہ وارانہ مسائل کے تصفیے سے مایوس نہیں ہوں لیکن میں آپ سے اپنے اس احساس کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا کہ موجودہ نازک حالات کے تدارک کے لیے ہماری ملت کا مستقبل قریب ہی میں جدوجہد کرنا اسی وقت ممکن ہو سکتا ہے جب پوری قوم اس پر آمادہ ہو اور ان کے تمام عزائم اور ارادے ایک ہی مقصد پر مرتکز ہو جائیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم لوگوں کے اندر بھی وہ اشتراک عزم پیدا ہو جائے جس کا از خود نشوونما ہوتا ہے، کیوں نہیں۔ فرقہ بندی کی ہوس اور نفسانیت کی قیود سے آزاد ہو جائیں اور پھر اس نصب العین کی روشنی میں جو آپ کی طرف منسوب ہے، اپنے انفرادی اور اجتماعی اعمال کی قدر و قیمت کا اندازہ کیجیے، خواہ وہ مادی اغراض ہی سے متعلق کیوں نہ ہوں، مادیات سے گزر کر روحانیت میں قدم رکھیے۔ مادہ کثرت ہے لیکن روح نور ہے، حیات ہے اور وحدت ہے۔ ایک سبق جو میں نے تاریخِ اسلام سے سیکھا ہے، یہ ہے کہ اڑے وقتوں میں اسلام ہی نے مسلمانوں کی زندگی کو قائم رکھا۔ مسلمانوں نے اسلام کی حفاظت نہیں کی۔ اگر آج اپنی نگاہیں پھر اسلام پر جما دیں اور اس کے حیات بخش تخیل سے متاثر ہوں تو آپ کی منتشر اور پراگندہ قوتیں از سر نو جمع ہو جائیں گی اور آپ کا وجود ہلاکت و بربادی سے محفوظ ہو جائے گا۔ قرآن مجید کی ایک نہایت معنی خیز آیت کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ یہ ہے ''ہمارے نزدیک پوری ملت کی موت و حیات کا سوال ایسا ہی ہے جیسے ایک نفس واحد کا''۔ پھر کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم مسلمان جو بجا طور پر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ یہ ہم ہی تھے جو سب سے پہلے انسانیت کے اس بلند اور ارفع تصور پر عمل پیرا ہوئے، ایک نفس واحد کی طرح زندہ رہیں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ ہندوستان کی حالت وہ نہیں جیسی نظر آتی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں کسی شخص کو حیرت میں ڈالنا چاہتا ہوں۔ بہرحال اس کے صحیح معنی آپ پر اس وقت آشکارا ہوں گے جب آپ ان کے مشاہدے کے لیے ایک صحیح اجتماعی انا پیدا کر لیں گے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ. [المائدة ۵:۱۰۵]

اے ایمان والو! اپنی جانوں کی حفاظت کرو، جب تم ہدایت پر ہو تو کوئی تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳

نواب بہادر یار جنگؒ کا خطاب

آل انڈیا مسلم لیگ اجلاس منعقدہ کراچی، دسمبر ۱۹۴۳ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواب بہادر یار جنگؒ کا خطاب

برادرانِ ملت! مسلم لیگ کا اجلاس ہو چکا اور حسب روایت قدیم میں آپ کو مخاطب کرنے کھڑا ہوا ہوں۔ اس اجلاس کو میں مسلم لیگ کی زندگی کا نیا باب تصور کرتا ہوں اور اس کی منظور کردہ چھ میں سے تین قراردادیں میرے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں یعنی کونسل آف ایکشن کی قرارداد، پنج سالہ پروگرام بنانے والی کمیٹی کی قرارداد اور نئے الیکشن کے مطالبہ کی قرارداد۔ آخر الذکر کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کروں گا۔ صرف اسی قدر کہنا کافی تصور کرتا ہوں کہ میرے احباب، سر فضل حسین کی روح پر فتوح کے لیے چاہے کتنے شکرگزار ہوں پھر بھی اگر نئے الیکشن ہوئے تو بقول غالب: ؎

بھرم کھل جائے ظالم تیرے قامت کی درازی کا
اگر اس طرۂ پُر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

صبح اُمید

مجھے دوسری دونوں قراردادوں کے متعلق گفتگو کرنی ہے۔ میں ان قرار دادوں کو دورِ نو کا آغاز، صبح اُمید کا نشان تصور کرتا ہوں، مسلم لیگ کے مستقبل کی درخشانی کی علامت سمجھتا ہوں اور داغ کے الفاظ میں اپنے قائد سے یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں: ؎

تیور ترے اے رشکِ قمر دیکھ رہے ہیں
ہم شام سے اندازِ سحر دیکھ رہے ہیں

حضرات! مسلم لیگ کا احیاء اور ترقی ایک فطری احیاء اور فطری ترقی ہے جو بتدریج اور بہ استقلال عمل میں آئی اور آئندہ بھی جاری رہے گی۔ اس نے ہماری سیاسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حیات کو اچانک اور یکدم منقلب نہیں کیا بلکہ آہستہ آہستہ ہمیں منزل کی طرف بڑھایا تاکہ ہمارا قدم آگے بڑھے اور ہم پیچھے نہ ہٹنے پائیں۔

دو قومی نظریہ

جس وقت قائداعظم نے لیگ کی زمام اپنے ہاتھوں میں لی، ہمارے دماغوں پر مختلف باطل تصورات چھائے ہوئے تھے۔ برادران وطن نے بہ انداز دوستی ہم کو یقین دلایا تھا کہ ہم دس کروڑ کی تعداد میں ہونے کے باوجود ہندوستان میں ایک اقلیت ہیں۔ دس کروڑ کی تعداد رکھنے والی کوئی جماعت اقلیت نہیں کہلا سکتی۔

> تم ایک قوم ہو، مستقل قوم، جس کا خمیر اقوامِ عالم سے بالکل مختلف اور جدا ہے اور جس کی بنیاد جغرافیہ اور نسل و رنگ کی ادنیٰ تفریقات سے بالاتر ہے۔

اقبال کا خواب

جب مسلمانوں میں یہ خیال عام ہوگیا کہ ہم ایک اقلیت نہیں، ہم ایک مستقل قوم ہیں تو انہوں نے ہمیں سمجھایا کہ:

> جس ملک میں دو قومیں آباد ہوں اور دونوں کے مذہبی اور ثقافتی تصورات میں بُعد المشرقین ہو تو اس ملک میں جمہوریت صحیح طرزِ حکومت نہیں ہوسکتی۔ جب اس نظریئے نے بھی مسلم عوام کے قلوب میں جگہ پیدا کر لی تو قائداعظم نے اقبال کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کیا اور ہندوستان کے شمال مشرقی اور شمال مغربی علاقوں میں آزاد مسلم ریاستوں کا مطالبہ کیا جس کو اب عرفِ عام میں پاکستان کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نعرہ جنگ

آج سے تین سال پہلے خود ہم سے بہت سے لوگ یہ کہتے تھے کہ مسلم لیگ کا یہ مطالبہ پورا نہ ہو سکے گا، لیکن اب موجودہ حالات نے پاکستان کے عنقریب حاصل ہونے کا یقین پختہ کر دیا ہے۔ مسلمان زیادہ سے زیادہ اس مطالبہ سے وابستہ نظر آ رہے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ مسلم لیگ اس جنگ کی تیاری کا آخری قدم اٹھائے۔ اس نے دہلی میں حکومت برطانیہ کو آخری تنبیہ کی اور آج آل انڈیا مسلم لیگ نے کونسل آف ایکشن کی تجویز پاس کر کے اس عزم کا اظہار کیا کہ اگر پاکستان سیدھے ہاتھوں اور صلح و آشتی سے نہیں مل رہا ہے تو ہم یہ بزورِ بازو حاصل کریں گے۔

حضرات! وہ قائد یا سپہ سالار جس کے سپاہی مفلوج و ناکارہ ہوں، کسی مہم کو کامیابی کے ساتھ سر نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نعرۂ جنگ بلند کرنے سے پہلے اپنی فوجی طاقت کا اندازہ کر لے۔ یہ کونسل آف ایکشن اس لیے مقرر کی گئی ہے کہ وہ ہر ایک صوبے میں نہ صرف اپنی طاقت کا اندازہ کر لے بلکہ نئی طاقت پیدا کرے اور اس کو اس دن کے لیے تیار کرے جب قائد کی طرف سے کوچ کا حکم ملے۔

میدان کارزار

مسلمانانِ ہند! جلسوں کا منعقد کر لینا، تجاویز پاس کر لینا، تقریریں کرنا، تقریریں سننا کسی قوم کی زندگی میں انقلاب پیدا نہیں کر سکتا۔ جہاں تک آپ کے ذہن اور فکر کی تربیت کا تعلق تھا، وہ منزل گزر چکی۔ اب عمل اور صرف عمل کا وقت ہے۔ اگر آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے تو پاکستان کا مطالبہ کر کے اس کو ذلیل نہ کیجیے۔ داغ، گو شاعرِ بزم تھا مگر بعض دفعہ اس نے بڑے پتے کی باتیں کہی ہیں۔ کہا تو اس نے رندی اور سرمستی کے انداز میں ہے لیکن شاید ہم ہی سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہ تھی تاب اے دل تو کیوں چاہ کی
بڑا تیر مارا اگر آہ کی

اس لیے تیار ہو جاؤ اور اپنے محتاط اور عاقبت بین قائد کو یقین دلاؤ کہ اس کی پوری قوم ہر مرحلے میں اس کے ساتھ ہے۔

قائداعظم! آپ مایوس نہ ہوں۔ آپ کے دوست اور پُرانے ساتھی حضرت اقبال نے شاید آپ ہی سے مخاطب ہو کر کہا ہے:

اے رہبر فرزانہ مایوس نہ ہو ان سے
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

ممکن ہے آپ کو اس طبقے سے آپ کے کام کے آدمی نہ ملیں جس کو اعلیٰ طبقہ کہتے ہیں، لیکن آپ کی قوم جانباز سپاہیوں سے خالی نہیں ہے۔

عہدِ وفا

قائداعظم! آپ کے ایک ادنیٰ سپاہی کی حیثیت سے اجازت دیجئے کہ سب سے پہلے میں اپنے آپ کو پیش کروں۔ جو فہرست آپ کی کونسل آف ایکشن پیش کرے اس کے لیے حکم دیجئے کہ آپ کے اس سپاہی کا نام سب سے پہلے درج کیے کیا جائے۔ میں آپ کو، اس اجلاس کے سارے شرکاء کو، سنسناتی ہواؤں کو، اس پنڈال پر چمکتے ہوئے سورج، چاند اور ستاروں کو، سارے کروبیوں کو اور خود خدائے قادر و قیوم کو حاضر و ناظر جان کر عہد کرتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اِن شاء اللہ آپ مجھے اس راستے کی کسی کٹھن منزل میں کبھی پیچھے نہ پائیں گے:

آں نہ من باشم کہی روز جنگ بینی پشت من
آں منم کا ندر میان خاک و خون بینی مرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نذرانہ جان

قائداعظم! وہ دن میرے لیے عید کا دن ہوگا جس دن ملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں اپنے گرہ کی آخری پائی اور اپنے خون کا آخری قطرہ نچھاور کر کے فخر و ناز کروں گا اور جس دن میرا جسم زخموں سے چور ہوگا۔ (مجمع سے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں)۔

اس قدر جلد فیصلہ نہ کیجیے۔ میں نے اپنے جس عزم کا اظہار آج کیا ہے وہ میرے بارہ سال کی شبانہ روز غور وفکر کا نتیجہ ہے۔ میں نے اس کی تیاری کی اور اس پر عمل بھی شروع کر دیا ہے۔ جاؤ اپنی بیویوں کے تابناک چہروں کو دیکھو، اپنے بچوں کی مسکراہٹ کو، اپنی زندگی کی ہر خوشی کو آنکھوں کے سامنے رکھ کر فیصلہ کرو، اپنی تجارت اور ذرائع معیشت کی ساری تباہیوں کا بغور تصور کر کے ایک مرتبہ تصفیہ کرو۔ مسلمانو! وہ فیصلے جو جوش کے عالم میں دوسروں کی تقلید میں کر دیئے جاتے ہیں، بسا اوقات آنی اور اسی لیے فانی ہوتے ہیں۔ آج ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے جو شجر ملت پر پھول بن کر مہکنا چاہتے ہوں اور پھل بن کر کام ودھن کو شیریں کرنا چاہتے ہوں۔ ہمیں ان کی ضرورت ہے جو کھاد بن کر زمین میں جذب ہوتے ہیں اور جڑوں کو مضبوط کرتے ہیں، جو کسی اور پانی میں مل کر رنگین پھول پیدا کرتے ہیں، جو محمدی ہوتے ہیں اور پھلوں میں لذت و شیرینی پیدا کرتے ہیں۔ ہم کو ان کی ضرورت نہیں جو کاخ و ایوان کے نقش و نگار بن کر نگاہ نظارہ باز کو خیرہ کرنا چاہتے ہوں۔ ہم ان بنیاد کے پتھروں کو چاہتے ہیں جو ہمیشہ کے لیے زمین میں دفن ہوکر اور مٹی کے نیچے دب کر استحکام عمارت کی ضمانت دے سکتے ہوں۔ میں نے کل کہا تھا اور آج پھر بتا دینا چاہتا ہوں کہ:

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے
بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تخت جم و کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کا تعمیری لائحہ عمل

حضرات! اس اجلاس کی دوسری خصوصیت پلاننگ کمیٹی یعنی پنج سالہ پروگرام یا لائحہ عمل مرتب کرنے والی جماعت کا قیام ہے۔ فارسی کا قول ہے:

مردِ آخر بیں مبارک بندہ ایست

آج دنیا میں وہ لوگ بھی جو عالم گیر جنگ کی کشمکش میں مبتلا ہیں اور جس کی فتح و شکست کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم نہیں کی جا سکتی، اس وقت جب کہ ان کی کشتی حیات گردابِ قضا میں چکر کھا رہی ہے، ساحل کے نقشے تیار کر رہے ہیں، ہر جگہ تعمیر بعد از جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ ہم نے بھی پاکستان کو اپنے سامنے پا کر اگر پاکستان کے مستقبل، ترقی و خوشحالی کے متعلق سوچنا شروع کر دیا تو حقیقت یہ ہے کہ بہت صحیح قدم اٹھایا ہے۔

پاکستان کا دستوری نظام

حضرات! پاکستان کا حاصل کر لینا اتنا مشکل نہیں تھا، پاکستان کو پاکستان بنانا اور قائم رکھنا مشکل ہے۔ آپ کے قائد نے ایک سے زائد مرتبہ اس کا اعادہ فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی حکومتوں میں کسی دستور اور قانون کو خود مرتب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ ان کا دستور مرتب و متعین ان کے ہاتھوں میں موجود ہے اور وہ قرآن پاک ہے۔ کتنی صحیح نظر اور کتنے صحیح فیصلے ہیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہم پاکستان صرف اس لیے نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسی جگہ حاصل کر لیں جہاں وہ شیطان کے آلہ کار بن کر ان کی پٹی پر عمل کریں جس پر آج ساری دنیا کاربند ہے ہمارے پاکستان کا یہی مقصد ہے تو کم از کم میں ایسے پاکستان کا حامی نہیں ہوں۔ اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پاکستان اس لیے چاہتے ہیں کہ وہاں قرآنی نظام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حکومت قائم ہو۔ یہ ایک انقلاب ہوگا، یہ ایک نشاۃ ثانیہ ہوگی، یہ ایک حیاتِ نو ہو گی جس میں خوابیدہ تصورات اسلامی ایک مرتبہ پھر جاگیں گے اور حیاتِ اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گی۔ پلاننگ کمیٹی آپ کے لیے جو دستوری اور سیاسی نظام مرتب کرے گی، اس کی بنیادیں اگر کتاب اللہ اور سُنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہیں تو وہ شیطانی سیاست ہے اور ہم ایسی سیاست سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

(قائداعظم نے زور سے اور بڑے جوش سے میز پر مُکا مار کر فرمایا ''بالکل درست کہتے ہو'')۔

پاکستان کا تعلیمی نظام

اس پلاننگ کمیٹی کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانانِ ہند کو عموماً اور مسلمانان پاکستان کو خصوصاً پاکستان میں زندہ رہنے کے قابل بنائے اور پاکستان کے لیے خالص اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرتی، تعلیمی، معاشی اور سیاسی نظامِ عمل مرتب کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ دنیا کا کوئی انقلاب عملی صورت نہیں اختیار کر سکتا جب تک پہلے ذہنی حیثیت سے مکمل نہ ہو جائے۔ تاریخِ عالم گواہی دیتی ہے کہ ہر انقلاب کو عملی صورت اختیار کرنے سے پہلے ذہنی انقلاب سے گزرنا پڑتا ہے۔ تاریخ انقلاب میں صرف محمدیؐ انقلاب ہی ایک ایسا انقلاب تھا جس نے بائیس برس کی قلیل مدت میں ان دونوں منزلوں کو طے کیا۔ ذہنی انقلاب کے پیدا کرنے کی ایک صورت تو یہی اجتماعات اور محفلیں ہیں لیکن انقلاب کو وجود میں لانے کا مستقلاً اور بنیادی ذریعہ صحیح اور مؤثر تعلیمی نظام کی ترویج ہے۔

ہندوستان کی سب سے بڑی بدبختی یہی تھی کہ یہاں کا تعلیمی نظام اس قوم نے مرتب کیا جو نہ صرف ہندوستان کی سرزمین اور اس کے معاشی ذرائع پر قابض ہونا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہتی تھی بلکہ اس کے ذہن وفکر پر بھی اپنا قبضہ جمانا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لیے اس نے ہماری تاریخ کو اس انداز سے ہمارے سامنے پیش کیا جس نے ہم میں خود فراموشی کو بڑھایا اور خود اعتمادی کو گھٹایا، جس نے ہماری مشرقی خصوصیات کو فنا کیا اور ہمیں مغربی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا۔ ضرورت ہے کہ مستقبل کے لائحہ عمل میں سب سے پہلا مقام تعلیمی نظام کو دیا جائے۔ ایسا تعلیمی نظام جس کی بنیاد کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو۔ جس نظامِ تعلیم سے گزرنے کے بعد مسلمان کا بچہ اسلامی نظام میں نشوونما پائے تاکہ وہ اپنی عملی زندگی میں ملت اسلامیہ کی صحیح خدمت انجام دے سکے۔ میں اعلیٰ تعلیم کے مقابلہ میں ابتدائی تعلیم کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔ ابتدائی تعلیم بنیاد ہے جس کی مضبوطی پر عمارت کے استحکام کا انحصار ہے۔ یاد رکھو قوم کی بدعملی صرف اخلاقی پستی ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ اس قوم کی سیاسی غلامی کا سب سے بڑا سبب ہوتی ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے تمام وسائل اس کمیٹی کی کامیابی کے لیے استعمال کریں۔

پاکستان کا معاشی نظام

دوسرا اہم مسئلہ جو اس کمیٹی کے دائرۂ کار میں شامل ہوگا، آپ کی معاشی تنظیم کا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا کی موجودہ کشمکش سرتاسر معاشی ہے۔ جو لڑائی اس وقت لڑی جا رہی ہے، اس کے اسباب پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ معاشی اور صرف معاشی مسائل اس کی تہہ میں کارفرما ہیں۔

اسلام کا آفتاب دنیا پر اس وقت طلوع ہوا جب ایک طرف دنیا میں سیم و زر کے فلک بوس پہاڑ تھے اور اس کی دوسری طرف نکبت و افلاس کے عمیق غار نظر آ رہے تھے۔ نام نہاد پیشواؤں نے مذہب کو آلہ کار بنا کر بنی نوع انسان کے ٹکڑے ٹکڑے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیئے تھے اور خود ساختہ اصول کے تحت اعلیٰ اور ادنیٰ کا امتیاز قائم کر رکھا تھا۔ شہنشاہیت اور سرمایہ داری کا دور دورہ تھا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ یک جنبش لب لا الہ الا اللہ کہہ کر اس ہلال حق سے باطل کی ساری عمارتوں کو مسمار کر کے تبلیغ و توحید سے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان غاروں کو بھرا جو افلاس و نکبت نے پیدا کر دیئے تھے۔ انسانیت کی سطح ایک کر دی تھی۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں ہم بلال حبشیؓ کو ہم دوش ابوبکر صدیقؓ اور عمار و یاسر کو ہم نشین عمر ابن خطابؓ دیکھتے ہیں۔ امتناعِ سود سے سرمایہ داری کی جڑیں کٹ گئیں۔ وراثت کے قانون نے دولت کو جمع ہونے کے راستے روک دیئے۔ زکوٰۃ نے اس دولت کو جو کسی نہ کسی طرح ان موانع کی موجودگی میں جمع ہوتی، ''جبراً'' تقسیم کر دیا اور ارتکازِ دولت کا خاتمہ کر دیا۔ جمع مال کی مذمت اور انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین نے مدینہ میں عہدِ رسالت کے آخری ایام کو مسکین کے وجود سے خالی کر دیا۔ الارض للّٰہ کا قرآنی پیغام سنا کر نبی اُمّی نے زمین کی ملکیت صرف خدا اور اس کے خلیفہ یعنی اسلامی سٹیٹ کے لیے مخصوص کر دی۔ نہریں، جنگل، معدنیات وغیرہ یہ سب سٹیٹ کی مشترک ملک قرار پائے اور کسی فردِ واحد کو یہ حق نہ رہا کہ ان کے ذریعہ دولت کے ڈھیر جمع کرے۔ زکوٰۃ کے تعلق سے اجمالاً و اشارتاً یہ بات ذہن نشین رکھنے کے قابل ہے کہ یہ اسلامی ٹیکس آمدنی پر وصول نہیں کیا جاتا بلکہ سرمایہ سے وصول کیا جاتا ہے اور ان سارے ٹیکسوں سے بڑھ جاتا ہے جو آج ساڑھے تیرہ سو برس کے بعد انسانیت نے اپنی ترقی یافتہ ضرورتوں کو مدِنظر رکھ کر وضع کیے ہیں۔ کیا اس نظام کی موجودگی میں کسی اور معاشی نظام کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنے کی بھی ضرورت ہے؟

میں محسوس کر رہا ہوں اور پوری شدت کے ساتھ محسوس کر رہا ہوں کہ روس کی اس جنگ میں انگلستان کے ساتھ شرکت نے ہندوستان کے لیے کمیونزم کی تبلیغ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دعوت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور کمیونسٹ مبلغین کو موجودہ گرانی اور قلت اجناس نے موقع بہم پہنچایا ہے کہ غریبوں کے سامنے روٹی اور کپڑے کا نعرہ بلند کر کے ان کو کمیونزم کی طرف گھسیٹیں۔ میں اپنے نوجوانوں کو ہندو نوجوانوں سے زیادہ اس مذہبِ معاش کی طرف متوجہ ہوتا دیکھ رہا ہوں۔ اگر کمیونزم کے معنی صرف یہ ہیں کہ دنیا سے غربت و افلاس کو مٹایا جائے اور ہر انسان کو روٹی اور کپڑا مہیا کیا جائے تو میں اپنے آپ کو سب سے بڑا کمیونسٹ کہہ سکتا ہوں اور اگر اس کے پیچھے یہودی کارل مارکس کا وہ فلسفہ کام کر رہا ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کے انکار پر ہے تو میں کمیونزم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

اسلام کی بنیاد وجودِ باری کے عقیدے پر رکھی گئی ہے اور اگر مسلمان اس سے ہٹ رہا ہے تو اسلام سے ہٹ رہا ہے، سیدھے راستے سے ہٹ رہا ہے، خیر سے ہٹ کر تباہی کے غار میں گرنا چاہتا ہے۔ میں اس اجلاس میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پنڈال سے وہ لوگ اُٹھ جائیں جو خدا کے انکار پر اپنے معاشی نظام کی بنیاد رکھتے ہیں، قرآن کے واضح اور اٹل احکامات میں تحریف و اضافہ کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنا چاہتے ہیں اور جو روٹی کپڑے کے بدلے مسلمان کا ضمیر اور اس کا ایمان خریدنا چاہتے ہیں۔ (مجمع سے بے پایاں شور بلند ہوتا ہے ''ہم صرف اسلامی نظام چاہتے ہیں'')۔

مجھے یقین ہے کہ ہماری پلاننگ کمیٹی جب پاکستان کے لیے معاشی نظام مرتب کرے گی تو اس کی بنیاد قرآن و اسلامی نظامِ معیشت پر ہوگی۔ (قائداعظمؒ زندہ باد کے فلک شگاف نعرے)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب قائداعظم!

میں نے پاکستان کو اسی طرح سمجھا ہے اور اگر آپ کا پاکستان یہ نہیں ہے تو ہم ایسا پاکستان نہیں چاہتے۔

(قائداعظمؒ نے مسکراتے ہوئے فرمایا: آپ مجھے قبل از وقت کیوں چیلنج دے رہے ہیں)۔

نہیں قائداعظم! میں چیلنج نہیں دے رہا ہوں۔ میں اس چیلنج کے ذریعے آپ کے عوام کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ آپ ایسا ہی پاکستان چاہتے ہیں جس کا اس وقت اجمالی تصور پیش کیا گیا ہے۔

نشاۃ ثانیہ

برادرانِ ملت! یاد رکھیے پلاننگ کمیٹی کا تقرر آپ کی سیاسی زندگی کی نشاۃ ثانیہ ہے۔ وہ قوم جو تعلیمی اور معاشی حیثیت سے آزاد نہ ہو، سیاسی حیثیت سے کبھی آزاد نہیں ہوسکتی۔ تعلیمی اور معاشی غلامی کے ساتھ سیاسی آزادی غلامی کی بدترین قسم ہے۔

اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب خصوصیت سے مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کا مطالبہ کر کے اگر آپ ایسا ملک چاہتے ہیں جس میں پاک لوگ بستے ہوں اور جو خیالات کے اعتبار سے، افکار و اعمال اور کردار کے لحاظ سے پاک ہوں تو میرے دوستو یاد رکھو کہ جسمانی ناپاکی دور ہوسکتی ہے اور آسانی سے دور ہوسکتی ہے لیکن ذہن و فکر اور قول و عمل کی ناپاکی وہ گندگی ہے جس کو دور کرنے کے لیے اللہ نے انبیاء جیسی ہستیاں پیدا کی ہیں۔ وہ اسی وقت دور ہوسکتی ہے جب نبی کی اتباع کی جائے۔ کیا ان ناپاکیوں میں آلودہ ہو کر جھوٹ کو اپنا شعار بنا کر،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مکر و فریب میں مبتلا رہ کر، ظلم و استبداد کو جاری رکھ کر، کیا ہم یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم پاک ہیں اور اگر ہم ان گندگیوں سے پاک نہ ہوئے اور ہمیں ہندوستان کے دونوں گوشوں میں خودمختار حکومت مل بھی گئی تو کیا وہ پاکستان کہلانے کی مستحق ہوگی؟

پاک بننے کی اس کوشش کو آج سے شروع کرو اور یاد رکھو کہ نہ صرف پاکستان میں رہنے کے لیے پاک بننے کی ضرورت ہے بلکہ پاکستان کے حصول کے لیے بھی پاک بننے کی ضرورت ہے۔ مکر و فریب کی سیاست طالبانِ پاکستان کی سیاست نہیں ہوسکتی۔

آپ کی کونسل آف ایکشن کا سب سے پہلا طریقہ یہ ہوگا کہ پاکستان کی جنگ لڑنے والے سپاہیوں کو آج سے پاک بنانا شروع کر دے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ سپاہی اس وقت تک پاک نہیں ہوسکتا جب تک کہ ایک ایک سپہ سالار پاک نہ ہو جائے۔

سُن لو اور یاد رکھو! اسلام کے عہدِ حاضر کے سب سے بڑے مفکّر علامہ اقبال برملا کہہ رہے ہیں:

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی
دارا و سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

(شہ نشین پر بیٹھنے والوں کی طرف مخاطب ہو کر):

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوائے سروش

برادرانِ ملت! اس زندگی ناپائیدار میں انسان کا عمل ہی اسے حیاتِ دوام بخشتا ہے۔ ہماری منزل اگرچہ نمایاں ہو کر نگاہوں کے سامنے آ چکی ہے اور ہمیں اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ ہم اپنے عظیم قائد کی رہنمائی میں منزل سے ہمکنار ہو کر رہیں گے۔ لیکن راستے کے خطرات سے آگاہ کیے بغیر نہیں رہ سکتا، وقت کے تند و تیز طوفانوں میں اس امکان کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ ابتلا و آزمائش کی کٹھن ساعتوں میں کتنے ہی سپاہی بچھڑ سکتے ہیں۔ یہ بھی میری آرزو ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے عظیم مقصد میں عظیم کامیابی عطا فرمائے۔ آخر میں اس مختصر سی دعا کے ساتھ جس کی برکات بے اندازہ ہیں، رخصت ہوتا ہوں:

یا ربنا یا ارحم الرحمین
رحم کن برحال ما یا رحمۃ للعالمین

☆☆☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۴

شیخ الاسلام

شبیر احمد عثمانیؒ کا خطبہ صدارت

صوبائی کانفرنس جمعیۃ علماء اسلام، منعقدہ لاہور،

جنوری ۱۹۴۶ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخی پس منظر

صوبہ پنجاب کی تاریخ میں شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ کا یہ خطبہ صدارت اپنی عظمت اور اہمیت کے اعتبار سے سنہری حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

میرٹھ کانفرنس کے بعد علامہ عثمانی کی صدارت میں کانپور، مدراس، بمبئی، حیدر آباد-سندھ، سہارنپور، مظفر نگر، بجنور اور دیگر مقامات پر کانفرنسیں منعقد ہوئیں جن سے ملک میں ایک خاص ذہن پیدا ہوا جو مسلم لیگ اور نظریہ پاکستان کی حمایت کے حق میں روشن ہوا۔ پنجاب میں خضر حیات کی وزارت یونینسٹ حکومت تھی۔ خضر حیات ایک طرف تو مسلم لیگ کی بظاہر ہاں میں ہاں ملاتے تھے لیکن درون پردہ گیلنسی گورنر پنجاب کے ہمنوا تھے۔ اس لیے یہاں ایک کانفرنس کی ضرورت تھی۔ چنانچہ مولانا غلام مرشد صاحب صدر جمعیۃ العلماء اسلام پنجاب کی کوششوں سے اسلامیہ کالج لاہور کے گراؤنڈ میں علامہ عثمانی نے زبردست خطبہ دیا جو ''ہمارا پاکستان'' کے نام سے مشہور ہے اور جس خطبے نے پنجاب کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ آپ نے فرمایا:

۱۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ تقدیر نے ہمیں پاکستان کے تحفظ کے لیے منتخب کیا ہے اور یہ چیز آئندہ نسلوں کو ورثہ میں ملے گی۔ امروز شاید ہمارا مذاق اڑائے لیکن ہماری آنکھیں صبحِ فردا کے اس دلفریب خندہ کا نظارہ کر رہی ہیں جس کے پردے سے ہماری کامرانیوں کا مہر منیر طلوع ہوگا۔ اس صبحِ اُمید کی نمود تک ہم نومیدیوں کی شبِ تار کو اپنی قربانیوں کے نور سے روشن رکھیں گے اور اسلام کے سچے فرزندوں کی طرح ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے۔ (خطبہ لاہور)

۲۔ کیا بعید ہے کہ جیسے مدینے کا پاکستان انجام کار فتح مکہ پر منتہی ہوا اور سارے جزیرۃ العرب کو اس نے پاکستان بنا دیا، اسی طرح یہ ہندی پاکستان بھی اللہ کے فضل و رحمت سے وسیع تر ہوتا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ کا خطبہ صدارت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدلله رب العالمين والعاقبةُ للمتقين والصلوٰة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين و علىٰ آله و صحبه اجمعين. اما بعد

آپ نے اپنے حسنِ ظن کی بناء پر جمعیۃ العلماء اسلام کی اس پہلی صوبائی کانفرنس کا صدر تجویز فرما کر مجھے جو عزت بخشی اللہ تعالیٰ اس کی لاج رکھ لے، آپ کے نیک گمان کو میرے حق میں اپنی قدرتِ کاملہ سے سچا کر دکھائے اور ایک ادنیٰ خادمِ دین کی قدر افزائی کا صلہ دین و ملت کی کسی عظیم فلاح و کامرانی کی صورت میں سب کو مرحمت فرمائے۔ بس یہی میری متضرعانہ دعا اور یہی میری طرف سے آپ کا مخلصانہ شکریہ ہے۔ کیا میرے بھائی اس پر قناعت کریں گے۔

میں جلسوں کے آداب و حقوق اور منصب صدارت کے فنی رسوم و فرائض سے نہ پوری طرح واقف ہوں، نہ اپنی افتادِ طبیعت سے ان کے انجام دینے کی صلاحیت و قدرت رکھتا ہوں۔ اس لیے اگر میں آپ کے تخمینہ یا عصری معیار کے مطابق کوئی خطبہ پیش نہ کرسکوں تو مجھے معذور سمجھیے۔ میرا مشورہ تو دوسروں کے لیے بھی یہی ہے کہ اب ہم مسلمانوں کے پاس اپنے قومی جہاز کو شدید ترین خوفناک گرداب بلا سے نکالتے ہوئے اتنا فضول وقت نہیں بچنا چاہیے جس میں اہم اور ضروری مقاصد کو چھوڑ کر ہم محض اپنی علمی قابلیت کا اظہار اور رسمی و زبانی شکریوں کی نمائش کیا کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علماء و مشائخ کے فرائض

ہم مسلمانوں اور خصوصاً علماء اُمت کو اپنی مجالس عامہ اور خاصہ میں تتبع کرنا چاہیے، قرونِ اولیٰ کی سادہ اور بے لوث مجالس کا، ان کی مختصر مگر پُرمغز تقریروں اور طویل و عریض سلسلہ عمل کا، ان کی مشاورت اور تبادل آراء و افکار کے بہترین اصول کا، ان کی مخلصانہ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کا، ان کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اور اصلاح ذات البین کی مفید منتفع گفتگوؤں کا۔ غرض یہ کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے اس معطر و منعکس ارشاد پر ٹھیک ٹھیک عمل پیرا ہونے کا:

لا خیر فی کثیر من نجواهم الا من امر بصدقه او معروف او اصلاح بین الناس.

ان کی اکثر مجالس میں کوئی بھلائی نہیں بجز اس شخص کے جو حکم دے خیرات کا یا کسی اچھی اور معقول بات کا یا اصلاح ذات البین کا۔

حضرت عثمانؓ کا تاریخی فیصلہ

اے حضرات علماء کرام! میں نہ کوئی خطیب ہوں، نہ انشا پرداز، نہ سیاست دان اور نہ گویائی کی ایسی ممتاز قوت رکھتا ہوں جس سے دوسرے حضرات محروم ہوں۔ بلکہ اگر آپ مجھے مجبور نہ کریں تو اس سے زیادہ ایک لفظ بھی نہیں بولنا چاہتا جو میرے جدِ بزرگوار خلیفۂ ثالث حضرت عثمان ذی النورینؓ نے مدینہ طیبہ کے منبر پر فرمایا تھا:

ایها الناس انکم الی امام فعال احوج منکم الی امام قوال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اے لوگو! یقیناً تم کو زیادہ کلام کرنے والے رہنما سے بڑھ کر
بہت زیادہ کام کرنے والے رہنما کی ضرورت ہے۔

مگر جب آپ حضرات نے محض اپنی مہربانی اور حسنِ ظن سے مجھے اس مقام پر کھڑا ہونے کے لیے مامور فرمایا ہے تو میرا فرض ہے کہ اپنی اور آپ کی بلکہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والے تمام مسلمانوں کی اصلاح ، فلاح سے متعلق نظر بحالات موجودہ جو میرے ناچیز خیالات ہیں، وہ مختصراً بلا کم و کاست آپ کے سامنے رکھ دوں۔

میں آج زندہ دلانِ پنجاب کے ماحول میں اپنے اندر بھی ایک قسم کی زندہ دلی محسوس کرتا ہوں اور مجھے اُمید ہے کہ پاکستان کے قلب و جگر سے جو صدائے حق بلند ہوگی اس کی گونج اخوت اسلامی کی عروق و شرائین کے ذریعہ بہت تیزی کے ساتھ تمام جسدِ پاکستان بلکہ ملکِ ہند کے اعضاء میں پھیل جائے گی۔ اس وقت پورا حوالہ مجھے یاد نہیں رہا۔ لیکن پورے جزم و وثوق کے ساتھ عرض کر سکتا ہوں کہ اب سے تقریباً ساڑھے تین سو سال پہلے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنی کسی تحریر میں از راہِ کشف ارشاد فرمایا تھا کہ آج کل رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہ یا نظر التفات شہر لاہور پر مرتکز ہے۔

رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کرم

میں سوچتا ہوں کہ لاہور کے حق میں کیا اس محبوب خدا اور آقائے دوجہاں کی وہ نظر کیمیا اثر خاص جا سکتی ہے۔ وہ نگاہِ لطف و کرم جس کی ایک معمولی جھپک ہزار سالہ بت پرست کو ایک آن میں ولی کامل بنا دے، جو مدت کے بگڑے ہوئے شیطانوں کو ایک لمحہ میں درست اور پاک و صاف بنا کر فرشتوں کے زمرے میں شامل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دے، جو ذرا سی دیر میں قلوب و ارواح کی دنیا بدل ڈالے اور ملکوں اور قوموں کی کایا پلٹ کر رکھ دے۔ کیا چند صدیوں کی مسافت زمانی نے لاہور کے مستقبل کو اس انقلاب آفرین نگاہ تلطف کی عظیم تاثیر و تصرف کے فیض سے بالکلیہ محروم کر دیا ہوگا۔ ہرگز نہیں، ان کی شان تو یہ ہے:

در فشانی نے تری قطروں کو دریا کر دیا دل کو روشن کر دیا آنکھوں کو بینا کر دیا
جو نہ تھے خود راہ پر دنیا کے ہادی بن گئے کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

غور کیجیے ''مُردے'' اس نظر سے صرف ''زندہ'' نہیں ہوئے بلکہ مسیحا بن گئے جن کی مسیحائی سے کروڑوں مُردہ دلوں کو حیاتِ تازہ حاصل ہوئی۔

حضرت شیخ مجددؒ کا نعرہ حق

یہ چیز بھی لائق غور ہے کہ شیخ مجدد الف ثانیؒ (جن کو لاہور کی یہ سعادت مکشوف ہوئی) وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اکبر بادشاہ کی بنائی ہوئی ''قومیت متحدہ'' اور نام نہاد دینِ الٰہی کے مقابلہ پر تاریخی جہاد کیا تھا۔ ممکن ہے ان کے مذکورہ بالا کشف سے ادھر بھی اشارہ ہو کہ آگے چل کر جب قومیت متحدہ ایک دوسرے رنگ میں اور اکبر کا دینِ الٰہی گاندھی ازم کی شکل میں ظہور کرے گا، اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ گرامی اور التفات خصوصی کی بدولت لاہور ہی وہ مقام ہوگا جہاں سے ان نئے بتوں کے توڑنے کی پہلی آواز بلند ہوگی اور پھیلے پھولے گی۔

حضرت شیخ الہندؒ کا آخری پیغام

بہرحال آج اس نئی مہم کا ابتدائی منظر ہمارے سامنے ہے۔ ''جداگانہ قومیت'' کا عقیدہ تو ہمیشہ سے مسلمانوں کے جذر قلوب میں بطور ایک مفروغ عنہ مسئلہ کے مرتسم و متمکن ہے اور کانگریس کے چند سالہ شور وغل سے پہلے کوئی اس پر نظر ثانی کی ضرورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نہ سمجھتا تھا۔ چناں چہ حضرت شیخ الہندؒ (محمود الحسن) کے آخری پیغام صدارت میں جو جمعیۃ العلماء ہند کے اجلاس دہلی کے موقع پر حضرت کی وفات سے نو دن پہلے پڑھا گیا، ہندو مسلمان کے دو قوم ہونے کی تصریح موجود ہے۔ کسی شخص نے آج تک اس پر حرف گیری نہیں کی۔

ہاں ہندوستان کے مسئلہ کے پاکستانی حل کی ابتداء لاہور کی آرام گاہ میں سونے والے ڈاکٹر اقبال مرحوم کے قلم سے ۱۹۳۰ء میں سامنے آئی۔ لیکن یہ نام پاکستان علامہ اقبال کا تجویز کردہ نہیں بلکہ پیامِ اقبال کے ایک پُرجوش علمبردار چوہدری رحمت علی صاحب نے ۱۹۳۲ء میں اس تجویز کو یہ نام دیا ہے جو آگے چل کر اختصار کی وجہ سے لوگوں میں مقبول ہو گیا۔ تقسیمِ ہند کی اس تجویز پر جس کا اصطلاحی نام پاکستان ہے اور جس کا اصل واضع علامہ اقبال مرحوم ہے، آخر کار قدرے ترمیم وتغیر کے ساتھ آپ کے اس تاریخی شہر لاہور میں آل انڈیا مسلم لیگ نے مہرِ تصدیق ثبت کر دی اور آج پاکستان جمہور مسلمانانِ ہند کے لیے محض ایک گرمی اور جوش پیدا کرنے والا نعرہ نہیں بلکہ ایک مضبوط اور اٹل سیاسی عقیدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اب پاکستان کا نام آنے پر ان کے دلوں میں جذبات مسرت و ابتہاج کی لہر دوڑ جاتی ہے اور وہ یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ ہمارا درخشاں مستقبل گویا ہماری طرف تیزی سے بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ مسلمان جب اپنے نصب العین کے متعلق یہ یقین حاصل کر لے اور مطمئن ہو جائے کہ اسلامی نقطۂ نظر سے وہ صاف، واضح، غیر مبہم اور بے غبار ہے تو اس کے حصول کے لیے اسے کوئی قربانی بھاری نہیں معلوم ہوتی۔ وہ آگ کے طوفان سے کھیلنے اور خون کے دریا میں کودنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کسی دھمکی کو خاطر میں نہیں لاتا اور ولبھ پٹیل جیسے ناعاقبت نااندیش مدعیوں کے چیلنج کو بہت خوشی اور اطمینان کے ساتھ منظور کرتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دورِ جاہلیت کی تاریکیاں

حضرات! اب ذرا آپ تیرہ سو ستر برس پیچھے لوٹ جایئے، دیکھئے! دنیا کی فضا کس قدر بھیانک اور کیسی تاریک نظر آ رہی ہے۔ ہر جگہ ظلم و ستم، کفر و شرک، عصیان و طغیان، جبر و استبداد، وحشت و بہیمیت اور شیطانی طاقتوں نے کس طرح پرے جما رکھے ہیں۔ امن و اطمینان کی ایک کرن بھی کسی طرف نظر نہیں آتی۔ تیرہ و تار گھٹاؤں نے دن کو رات بنا دیا ہے۔ ان ہی خوفناک اندھیروں میں دفعتاً مکہ کی پہاڑیوں پر ایک چمک دکھائی دی۔ رحمت کا بادل زور سے گرجا اور کڑکا، دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جبل النور کی چوٹی سے دنیا کا ہادی اور شہنشاہِ اکبر کا پیغامبر اعظم چمکتا اور گرجتا ہوا بارانِ رحمت کو ساتھ لیے نزول اجلال فرما رہا ہے۔ **اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد الف الف صلوٰت و سلام۔**

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات

تھوڑی سی مدت گزری کہ مکہ کی فضا میں بہت عجیب و غریب تغیر پیدا ہونا شروع ہوا۔ ایک طرف سے رحمۃ اللعالمین کا دستِ شفقت دراز تھا اور دوسری جانب اس کا جواب ہرزہ سرائیوں دشنام طرازیوں بلکہ بعض اوقات اینٹ اور پتھر سے دیا جا رہا تھا۔ نور و ظلمت کی اس کشمکش میں حضورِ انور کے ساتھ جو چند سعید روحیں آپ کے پیغام کی حقیقت کو سمجھ چکی تھیں، دشمنوں کے ظلم و ستم کی آماجگاہ بنتی رہیں۔ رشد و ہدایت کے اس سراجِ منیر کو جس قدر اپنی پھونکوں سے بجھانے کی کوششیں کی جاتیں، اسی قدر زور سے اس کی روشنی بھڑکتی تھی۔ آپ برابر اس قوم کو سمجھاتے کہ تمہارے لیے دارین کی کامیابی اور فلاح میری پیروی میں ہے۔ آؤ کہ دنیا کی حکومت اور آخرت کی سعادت کا زرتاج تمہارے سروں پر رکھ دوں، مگر وہ غفلت کے نشہ میں کچھ ایسے سرشار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے کہ آپ کی ساری دردمندی اور نیک خواہی کا جواب متمردانہ استکبار اور ناشائستہ سبّ وشتم سے دیتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار اصحابؓ پر جن کے سینے اللہ تعالیٰ نے ایمان وعرفان کے لیے کھول دیئے تھے، جور وستم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ مدت دراز تک ایسے ایسے زہرہ گداز مظالم سے ان کو دوچار ہونا پڑا جن کی مثال شاید کسی اُمت کی تاریخ میں نہ مل سکے۔ مسلسل تیرہ سال تک ایسے سخت امتحان و آزمائش کی چکی میں پستے رہے جس کے پڑھنے اور سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک عرصے تک قوم کی طرف سے ایسا سخت بائیکاٹ کیا گیا کہ درختوں کے پتے اور جنگل کی گھاس کھانے کی نوبت آ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ اور مقدس نصب العین یہ تھا کہ زمین پر اللہ کی حکومت قائم فرمائیں اور اس کے نائب السلطنت کی حیثیت سے اس کا آخری، ابدی، اکمل اور عالمگیر قانون نافذ کریں۔

لیکن مکہ میں جہاں کفار کا غلبہ تھا ایسا موقع کہاں میسر تھا، آزاد حکومت قائم کرنے کے لیے ایک آزاد مرکز ومستقر کی ضرورت تھی۔

یثرب کا پاکستان

کوئی ایماندار آدمی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ اگر خداوند قدیر چاہتا تو ان ہی مٹھی بھر مظلوم و مجبور مسلمانوں کو ان سب پر غالب کر دیتا اور ان کے دشمنوں کو دفعتاً کچل کر تباہ کر ڈالتا۔ مگر حکمتِ الٰہیہ کا تقاضا یہ تھا کہ اُمت مرحومہ ہر قدم پر اس عالم اسباب کے محکم نظام کے ماتحت اپنے نبی سے سبق حاصل کرے اور زندگی کے ہر ایک روشن یا تاریک دور میں اپنے مستقبل کی تعمیر کا کام سیکھے۔

اس لیے اس ناساز گار فضا میں سیاست وحکمت کا ایک نیا باب کھولا گیا، یعنی یہ کہ اسلام کے لیے مکہ سے ہٹ کر (جو اس وقت دارالحرب تھا) کوئی ایسا مامن ومسکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بناؤ جو اگرچہ ابتداء میں مکمل طور پر دارالاسلام نہ کہلایا جا سکے تاہم اسلام وہاں آزاد ہو اور کم از کم اپنے پیروؤں پر اپنا قانون بے روک ٹوک نافذ کر سکے۔ پھر جب تائیدِ ربانی سے مسلمانوں کا وہ آزاد مرکز دائرۂ اسباب میں مضبوط اور طاقتور ہو جائے (خواہ وہ کتنے ہی محدود پیمانہ پر ہو) تو اس مرکز سے اسلام کو اپنے اصلی عزائم کے فروغ اور وسعت دینے کا موقع مل سکے۔ اس نقطہ نگاہ کے ماتحت شہر یثرب کو (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا) مرکز توجہ بنایا گیا۔ ہجرت سے پہلے وہاں کی زمین ہموار کی گئی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے بہت سے چیدہ و بزگزیدہ اصحاب کو وہاں بھیجا گیا تاکہ اللہ کے سب سے بڑے نائب کی حکومت قائم کرنے کے لیے (جس سے ساری روئے زمین پر قرآنی سیاست اور آسمانی حکومت کا صور پھونکا جانے والا تھا) راستہ صاف رکھیں۔

پاکستان اولیٰ کی فتوحات

مکہ کے رہنے والے دشمن بھی اس نتیجے سے غافل نہ تھے۔ انہوں نے ہر طرح اس تحریک کو ناکام بنانے کی کوشش کی مگر وہ خود ناکام رہے اور مشیتِ الٰہیہ کے زبردست ہاتھ نے آخر کار اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخی ہجرت سے مدینہ میں ایک طرح کا پاکستان قائم کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ پہنچنا تھا کہ نورِ اسلام ظلمت کفر پر حسی رنگ میں غالب آنا شروع ہوگیا اور گو وہاں اس وقت تک بہت سی ناپاک ہستیوں کی موجودگی سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا مگر اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ پاک اور طاہر و مطہر بندوں کی پاکی اس طرح مدینہ کے در و دیوار پر چھا گئی کہ اب کسی پلید اور ناپاک ہستی کے لیے ابھرنے کا موقع باقی نہ رہا۔ اندریں حالات

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفار مکہ کو یہ فکر دامن گیر تھی کہ اسلام کے پودے کی جڑ مدینے کی سرزمین میں انصار مدینہ کی آبیاری سے مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔ کوشش ہونی چاہیے کہ تناور درخت بننے سے پہلے ہی اس کی جڑ نکال دی جائے۔ اس طرح کے مشورے ہوتے تھے، منصوبے باندھے جاتے تھے اور سازشیں تیار کی جا رہی تھیں کہ اس اثنا میں چند قدرتی اور ناگزیر اسباب کی بناء پر وہ مشہور و معروف معرکہ پیش آ گیا جو اسلامی تاریخ میں غزوہ بدر سے موسوم ہے۔

دارالحرب کے ضعفاء

''یوم بدر'' کو قرآن نے ''یوم الفرقان'' کہا ہے کیونکہ اس نے حق و باطل، اسلام و کفر اور موحدین و مشرکین کی پوزیشن کو بالکل جدا کر کے دکھلا دیا۔ بدر کا معرکہ فی الحقیقت خاص اسلام کی عالمگیر اور طاقتور برادری کا سنگ بنیاد اور حکومت الٰہیہ کی تاسیس کا دیباچہ تھا۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ [الانفال ۸:۷۳] (ترجمہ: اور جو لوگ کافر ہیں وہ باہم ایک دوسرے کے وارث ہیں) کے مقابلہ میں جس خالص اسلامی برادری کے قیام کی طرف سورۃ الانفال کے خاتمہ پر اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ [الانفال ۸:۷۳] (ترجمہ: اگر یہ نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ اور فساد پھیل جائے گا) کہہ کر توجہ دلائی تھی، اس کا صحیح اقتضا تھا کہ اس اسلامی برادری کا کوئی طاقتور اور زبردست مرکز جس طور پر بھی دنیا میں قائم ہو، جو ظاہر ہے کہ جزیرۃ العرب کے سوا نہیں ہو سکتا تھا جس کا صدر مقام مکہ معظّمہ ہے۔ سورۃ الانفال کے آخر میں یہ بھی جتا دیا گیا تھا کہ جو مسلمان مکہ وغیرہ سے ہجرت کر کے نہیں آئے اور کافروں کے تسلط میں زندگی بسر کر رہے ہیں، دارالاسلام کے آزاد مسلمانوں پر ان کی ولایت و رفاقت کی کوئی ذمہ داری نہیں: مَالَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شَیْءٍ حَتّٰی یُھَاجِرُوْا. [الانفال ۸:۷۳] ہاں حسب استطاعت ان کے لیے دینی مدد بہم پہنچانی چاہیے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ مرکز اسلام میں موالات و اخوت اسلامی کی کڑیوں کو پوری مضبوطی کے ساتھ جوڑنے کے لیے دو صورتوں میں سے ایک ہونی چاہیے: یا تمام عرب کے مسلمان ترکِ وطن کر کے مدینے آ جائیں اور اسلامی برادری میں بلا روک ٹوک شامل ہوں اور یا پھر آزاد مسلمان اپنی مجاہدانہ قربانیوں سے کفر کی قوت کو توڑ کر جزیرۃ العرب کی سطح ایسی ہموار کر دیں کہ کسی مسلمان کو ہجرت کی ضرورت باقی نہ رہے۔ یعنی سارا جزیرۃ العرب خالص اسلامی برادری کا ایسا ٹھوس مرکز اور غیر مخلوط مستقر بن جائے جس کے دامن سے عالمگیر اسلامی قومیت کا نہایت محکم اور شاندار مستقبل وابستہ ہو سکے۔ یہ دوسری صورت ہی ایسی تھی جس سے روز روز کے فتنہ و فساد کی بیخ کنی ہو سکتی تھی اور مرکز اسلام کفار کے اندرونی فتنوں سے پاک و صاف اور آئے دن کی بدعہدیوں اور ستم رانیوں سے پوری طرح مامون و مطمئن ہو کر تمام دنیا کو اپنی عالمگیر برادری میں داخل ہونے کی دعوت دے سکتا تھا۔

غلبۂ اسلام

اس اعلیٰ اور پاک مقصد کے لیے مسلمانوں نے ۲ ہجری میں پہلا قدم میدان بدر کی طرف اٹھایا تھا جو آخر کار ۸ ہجری میں مکہ معظّمہ کی تطہیر اور فتح عظیم پر منتہی ہوا۔ جو فتنے اشاعت یا حفاظت اسلام کی راہ میں مزاحم ہوتے رہتے تھے، فتح مکہ نے ان کی جڑوں پر تیشہ لگایا اور چند سال بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سچائی کی طاقت سے مرکز اسلام ہر قسم کے آلائش کفر و شرک سے پاک ہو گیا اور سارا عرب متحد ہو کر شخص واحد کی طرح تمام عالم میں نور ہدایت اور اسلام کا پیغام اخوت پھیلانے کا کفیل و ضامن بنا۔ اس طرح پورا جزیرۃ العرب ساری دنیا کے لیے ایک عظیم تر پاکستان بن گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فللّٰہ الحمد علیٰ ذالک. یہ ہے مختصر سی تاریخ اس اُمت کے پہلے دور کی۔

حضرت امام مالکؒ کا حکیمانہ قول

امام مالکؒ نے فرمایا تھا کہ اس اُمت کا آخر بھی اس چیز سے درست ہو سکتا ہے جس سے اس کا اوّل درست ہوا تھا۔ آیئے اس حکیمانہ قول کی روشنی میں ہم اُمت کے اس پچھلے دور کا جائزہ لیں۔

کہنے کو آج ہم مسلمان دنیا میں ستر کروڑ اور صرف ملک ہند میں تقریباً دس کروڑ ہیں لیکن ہماری غفلت، حماقت، وہن، فشل اور افتراق و انتشار نے اس کثرت عدد کے باوجود ہم کو مفلوج، بے جان یا نیم جان کر کے چھوڑ دیا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی قوتِ ایمانی اور جذبہ اسلامیت سے اگر موازنہ کیا جائے تو شاید ہم ستر کروڑ کا مجموعہ ان کے ستر افراد کے ہم وزن بھی نہ نکل سکے۔ ہندوستان ہی کو دیکھ لیجیے جس پر ہم نے صدیوں تک حکومت کی اور جہاں ہم اب تک محمد بن قاسم، محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری وغیرہ کے ناموں پر فخر کرتے رہے ہیں، آج ہماری حالت اس برکو چک میں کیا ہے۔

ہم یہاں ہر طرح لٹے ہوئے اور پامال کیے ہوئے ہیں۔ کسی شعبہ زندگی میں بھی ہمارا اقتدار امتیاز باقی نہ رہا۔ اسلامی حکومت کے خاتمہ کے ساتھ ہمارے سیاسی، اقتصادی، تمدنی اور اخلاقی نظام سب تباہ ہوگئے۔ نسلی، قبائلی، طبقاتی اور مذہبی عصّبات اور تنگ نظریوں نے ہماری قبائے قومیت کو تار تار کر دیا۔ سامراج کے علمبرداروں اور رام راج کے طلبگاروں نے مل کر ہمارے اجتماعی نظام کا شیرازہ بکھیر دیا۔ نہ مادی طاقت ہمارے ہاتھ میں رہی، نہ روحانی قوت کا ذخیرہ محفوظ رہ سکا۔ ہم اپنے جس خوشہ زندگی پر نظر ڈالتے ہیں وہ ہی کیفیت ہوگئی کہ:

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہندوستان کی جنگِ آزادی

ہنگامہ ۵۷ء کے بعد ایسی بری طرح ہم کو کچلا گیا کہ مدت تک موت کی سی بے ہوشی سارے ملک پر طاری رہی۔ کچھ افاقہ ہوا تو چاروں طرف مایوسی کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔ مایوسی کے بعد حکومت کے سامنے چاپلوسی اور خوشامد کا دور آیا۔ پھر مدت کے دبے ہوئے جذبات کچھ ابھرنے شروع ہوئے، یہاں کے حاکموں نے جب دیکھا کہ موت کی نیند سونے والے کچھ کروٹیں بدلنے اور جھرجھری لینے لگے ہیں تو انہوں نے معروضات اور گزارشات پیش کرنے کا راستہ سمجھا دیا۔ مبادا یہ تازہ حرکت اٹھتے ہوئے جذبات اور بیدار کن احساسات کے نکلنے کا کوئی دوسرا خطرناک راستہ اختیار کر لے۔ معروضات سے گزر کر اوّل نرم پھر گرم لہجہ میں مطالبات کا آغاز ہوا۔ تا آنکہ پہلی جنگ عظیم کے ختم ہونے پر مسلمانوں کے سامنے خلافت اسلامیہ کے زوال نے ایک نئی اور زور دار تحریک کھڑی کر دی۔ تحریکِ خلافت کا سیلاب اس جوش و خروش سے اٹھا، جس کی نظیر اس سے پہلے کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ ملک کا گوشہ گوشہ خلافت اور ترک موالات کے نعروں سے گونج اٹھا۔ یوں کہئے کہ ۵۷ء کے بعد اس قدر ہمہ گیر شجاعانہ گرمجوشی اور بے پناہ مظاہرہ یہاں کے زمین و آسمان نے نہ دیکھا تھا۔

انڈین نیشنل کانگریس

مسلمانوں نے اس خالص اسلامی مقصد کی خاطر عظیم الشان جانی و مالی قربانیاں پیش کیں۔ قدرتی طور پر کچھ حالات اس دوران میں ایسے پیش آ گئے کہ ہمسایہ اقوام بھی ہمارے ساتھ رل مل گئیں اور نام نہاد انڈین نیشنل کانگریس نے موقع غنیمت دیکھ کر اس نیم مذہبی اور نیم سیاسی تحریک کو اپنا لیا۔ کوئی ہوش مند باخبر اور ذی انصاف آدمی انکار نہیں کر سکتا کہ سمندر کی طوفانی موجوں کی طرح امنڈتے ہوئے مسلمانی جوش

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و ایثار ہی نے اس وقت کانگریس کے قلب میں روح حیات پھونکی اور برطانوی قہرمانیت کا خوف و ہراس عام پبلک کے دلوں میں سے نکالا۔ اب لوگوں کو جیل بلکہ پھانسیوں کا ڈر بھی خوفزدہ نہ کرتا تھا بلکہ بڑی حد تک یہ چیزیں مفاخر میں شمار ہونے لگیں۔ یہ بہت بڑا فائدہ تھا جو اس تحریک سے ملک کو حاصل ہوگیا۔ یہ رلی ملی سیاست بدون کسی تمیز و تخصیص کے کچھ عرصہ تک چلتی رہی۔

شاطران بساط حکومت بھی اس سے غافل کب ہو سکتے تھے۔ وہ بھی اس کے توڑ کے لیے نئے جال بچھاتے رہے۔ بہادر مسلمان کی سادہ دلی اور عیار ہندو کی تنگ نظری اور بنیادی ذہنیت کو وہ خوف سمجھتے تھے۔ آخر کبھی شدھی، کبھی سنگھٹن اور کبھی نہرو رپورٹ جیسی افتراق انگیز اور اشتعال آمیز تحریکات و تجاویز سے یہاں کے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑا۔ دریائے سیاست کا یہ جزر و مد برابر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے جاری رہا۔ تاآنکہ ایکٹ ۳۵ء کے ماتحت انتخابات ۳۷ء کے بعد ہندوستانی وزارتیں بن گئیں۔ گویا ہندو کو اب موقع ہاتھ آ گیا کہ اپنے صوبوں میں خود غرضی، تنگ نظری اور اپنے ان ناپاک خواہشات و عزائم کا زور و قوت سے مظاہرہ کرے جو ابھی تک ذرا مستور تھے اور کبھی کبھی بطور مکر و کید بروئے کار آتے تھے۔

کانگریس وزارتیں

کانگریس کی ڈھائی سالہ وزارتوں میں جو درد ناک، سفاکانہ اور وحشیانہ مظالم مسلمانوں پر کیے گئے ہیں، ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ وہ مدت سے منظر عام پر آ چکے ہیں اور ''ڈان'' نیز ''منشور'' کے پچاس ساٹھ نمبروں میں مسلسل شائع کیے گئے ہیں۔

''واردھا اسکیم'' اور ''ودیا مندر اسکیم'' کو آپ بھولے نہ ہوں گے جن کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذمت تمام مسلم جماعتوں نے متفقہ طور پر کی۔ مگر مسلمانوں کے دین و اخلاق کو نقصان پہنچانے اور ان کی تاریخ کو بھلا دینے والی یہ اسکیمیں سب مل کر بھی کانگریس وزارتوں سے منسوخ نہ کرا سکیں۔ مسلمانوں نے آخر سمجھ لیا کہ جب ہندو کا نشہ حکومت وزارتی اقتدار میں اس قدر تیز ہے تو آزاد حکومت میں کیا کچھ نہ ہوگا۔ انہوں نے طے کر لیا کہ ہندوستان کے سیاسی مسئلہ پر ازسرِنو غور کیا جائے اور اونچی ذات اکثریت کے بل بوتے پر پورے ملک میں جو اقتدار حاصل کرنا چاہتی ہے اس سے آزاد رہنے کی کوئی تدبیر سوچی جائے۔

کیا کوئی حساس مسلمان اپنی خوشی سے یہ منظور کر سکتا ہے کہ دس کروڑ فرزندانِ اسلام انگریز کی جگہ ہندو کے غلام بن کر رہیں یا انگریز ہندو کی ڈبل غلامی کو ہمیشہ کے لیے قبول کر لیں۔

مسلم لیگ کا تاریخی فیصلہ

مسلمانوں کی سب سے بڑی سیاسی جماعت آل انڈیا مسلم لیگ نے ان تمام خطرات وعواقب کا اندازہ لگا کر جو زمانہ ماضی کی ملی سیاست سے پیدا ہو سکتے تھے، آخر کار آپ کے اس تاریخی شہر میں دوٹوک فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہندو مسلمان دو الگ الگ قومیں ہیں لہذا ان کی سیاست اور مرکز حکومت بھی اب الگ الگ رہنا چاہیے۔ انہوں نے اپنے سب سے بڑے ہادی اور دنیا کے سب سے بڑے مصلح اور خداوند قدوس کے سب سے بڑے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر ایک نظر ڈالی جو ہم مختصراً خطبہ کے آغاز میں آپ کو بتا چکے ہیں۔ اس کی صاف روشنی میں وہ سمجھ گئے کہ ہندوستان کے اس برکوچک میں سے ہم کو ایک ایسا خطہ حاصل کر لینا چاہیے جو نسبتاً چھوٹا اور محدود ہی کیوں نہ ہو، مگر وہاں ہم پوری آزادی کے ساتھ اپنے آسمانی قوانین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے موافق اپنے مذہب، اپنے علوم و معارف، اپنی تاریخی روایات، قومی خصائص اور تہذیب و معاشرت کی حفاظت کر سکیں اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی توفیق و دستگیری سے اس بے مثال قانون عدل و حکمت کا کوئی چھوٹا سا نمونہ قائم کر کے دنیا کو دکھلا دیں کہ قرآن کی حکومت جبر و استبداد اور ظلم و ستم کی حکومت نہیں بلکہ وہ تمام اقوام اور بندگانِ خدا کے لیے انصاف و رواداری، رحمت و رافت اور امن و سلام کا پیغام ہے۔ خوش نصیبی سے خود قدرت نے ہندوستان میں آبادی کی تقسیم ایسے نہج پر کر دی ہے کہ ہمارے لیے مروجہ اصول سیاست کے موافق ایسے خطہ کا حاصل ہو جانا ممکنات سے ہے، یعنی مسلم اکثریت والے صوبوں میں ایک ایسا مرکز قائم ہو سکتا ہے جہاں آزادی حاصل ہونے پر مسلمان اپنے نیک عزائم اور قومی رجحانات کو فروغ دے سکتے ہیں اور وہ ایک ایسی طاقت حاصل کر سکتے ہیں جو نہ صرف ان مسلم صوبوں میں ان کی آزادی کی ضامن ہوگی بلکہ اپنی اس اقلیت کے تحفظات کا بھی اچھا انتظام کر سکے گی جو ہندو اکثریت والے صوبوں میں آباد رہے گی۔ اس آزاد اسلامی خطہ کو آج پاکستان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

حقیقتِ پاکستان

آغاز خطبہ میں: میں نے مدینہ کے پاکستان کا ذکر کیا تھا، یہ تو جسارت اور بے ادبی ہوگی کہ کوئی شخص ہند کے اس پاکستان کو اس کے مماثل قرار دے:

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

ہاں! جس طرح آپ ایک بوسیدہ بے حیثیت پھٹے پرانے کپڑے کا ذرا سا ٹکڑا یا ذرا سی کترن بزاز کی دکان پر بطور نمونہ پیش کر کے فرمائش کرتے ہیں کہ اس کپڑے کا ایک بڑا قیمتی تھان نکال دو، حالاں کہ اس تھان اور اس کترن میں کچھ بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نسبت نہیں ہوتی، ایسے ہی ہم ایک ادنیٰ اور حقیر نمونہ کی حیثیت میں ہندی پاکستان کا ذکر کرتے وقت اس اعلیٰ مدنی پاکستان کا ذکر کرتے ہیں۔ آخر ہم اپنے تمام وظائف شرعیہ مثلاً نماز، حج وغیرہ کو اس وقت معتبر و مستند سمجھتے ہیں جب وہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہوں، تو کیا ایسا کہنے سے کوئی شخص گمان کر سکتا ہے کہ ہماری نمازیں اور عبادتیں اس درجہ اور اس مرتبہ کی ہوں گی جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کو حاصل تھا۔ ظاہر ہے کہ ہماری سینکڑوں برس کی عبادتیں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مرتبہ سبحان اللہ فرمانے کے برابر نہیں ہو سکتیں لیکن موضع استدلال میں تو ہر چیز کے لیے قرآن و سنت کی سند ہی پیش کی جاتی ہے۔ بہرحال عامۃ المسلمین نے ایک قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ ہندوستان کے ایک حصہ کو پاکستان بنایا جائے جو اسلامی ثقافت و دیانت اور سیاست و حکومت کا آزاد مرکز ہو۔

نظامِ پاکستان

پھر جس طرح رات کی تاریکی آہستہ آہستہ کم ہوتی اور دن کی روشنی بتدریج پھیلتی ہے یا جس طرح ایک پرانا مریض دھیرے دھیرے صحت کی طرف قدم اُٹھاتا ہے، دفعتاً و بغتتاً بیماری سے چنگا نہیں ہو جاتا، اس طرح پاکستان ہماری قومی صحت اور مکمل ترین آزادی کے نصف النہار کی طرف تدریجی قدم اٹھائے گا۔

آخر مدینہ کا اعلیٰ پاکستان بھی تو اپنے عظیم الشان مرتبہ کے موافق بتدریج ہی حد کمال کو پہنچا تھا۔ شروع میں مکہ سے خاص خاص صحابہ مدینہ تشریف لے گئے جنہوں نے سطح ہموار کی۔ آج ہندی پاکستان کے لیے بھی اکثر غیر پاکستانی مسلمان آ کر مقامی برادرانِ اسلام کے تعاون سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

یہ غیر پاکستانی بے شک ترکِ وطن کر کے نہیں آئے اور وہ سمجھتے ہیں کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے قیام سے ہم کو براہِ راست وہ نفع نہیں پہنچے گا جو پاکستانی مسلمانوں کو پہنچ سکتا ہے، پھر بھی وہ اپنی قوم کے دو تہائی سے زیادہ افراد کی آزادی میں ساعی ہیں اور اس کے لیے تدبیریں اور دعائیں کرتے ہیں۔

پاکستان کے حدود

گویا وہ زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ جس طرح مکہ کے مہاجرین کرام آخر مکہ کے مستضعفین کو وہیں چھوڑ کر اور اللہ کے سپرد کر کے چلے آئے تھے اور اپنے معابد وغیرہ کو بھی ساتھ نہ لے جا سکتے تھے۔ آپ لوگ بھی ہم سے تھوڑی دیر کے لیے قطع نظر کر کے مکمل آزادی حاصل کر لیں۔ کیا بعید ہے کہ جیسے مدینہ کا پاکستان انجامِ کار فتح مکہ پر منتہی ہوا اور سارے جزیرۃ العرب کو اس نے پاکستان بنا دیا اسی طرح یہ ہندی پاکستان بھی اللہ کے فضل و رحمت سے وسیع تر ہوتا چلا جائے۔ بلکہ ممکن ہے کہ پاکستان کے طرزِ حکومت اور اس کے منصفانہ و فیاضانہ رویہ کو دیکھ کر خود ہندوستان یہ خواہش کرنے لگے کہ ہمارے ہاں بھی اسی پاکستانی نوع کی حکومت قائم ہو جائے۔ **وما ذالک علی اللہ بعزیز.**

اس سلسلے میں سب سے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان کے مسئلہ کا اطمینان بخش حل کیا پاکستانی تجویز کے سوا کسی دوسرے طریق سے نہیں ہو سکتا۔ ''منشور'' کی ایک قریبی اشاعت میں اس کے فاضل مدیر نے بہت ہی سلیس اور معقول انداز میں اس پر بحث کی ہے جس کا اقتباس یہاں درج کیا جاتا ہے کیوں کہ اس سے زیادہ عام فہم اور سلجھے ہوئے الفاظ اس کی تفہیم کے لیے مجھے نہیں مل سکے۔ وہ رقم طراز ہیں:

آل انڈیا یونین کا فریب

کہا جاتا ہے کہ کانگریس نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

داخلی حیثیت سے کامل حق خود ارادیت حاصل ہوگا اور نیز یہ بھی کہ جو صوبے چاہیں وہ آل انڈیا یونین سے الگ ہو جائیں۔ ظاہر ہے کہ ان ہی صوبوں سے مسلم لیگ پاکستان بنانا چاہتی ہے، جب ان کا حق خود ارادیت تسلیم کر لیا گیا اور یہ بھی کہ جب یہ چاہیں الگ ہو جائیں تو پھر اب اس اصرار کی کیا ضرورت ہے کہ پاکستان کو ایک جداگانہ آزاد اور خود مختار اسٹیٹ کی حیثیت سے اس وقت تسلیم کیا جائے۔ مسلم لیگ یہ کیوں نہیں کرتی کہ اب کانگریس کے ساتھ شریک ہو کر ہندوستان کو برطانوی تسلط سے آزاد کرنے کے لیے جدوجہد کرے اور جب ہندوستان آزاد ہو جائے تو مسلم اکثریت کے خود اختیار صوبوں کو آل انڈیا یونین سے الگ کر لے۔ اگر مسلم لیگ کو یہ خوف ہے کہ اس وقت ہندو اکثریت کے صوبوں کو الگ نہیں ہونے دیں گے اور وہ ہندوؤں کو اتنا طاقتور سمجھتی ہے کہ وہ ایسا کر سکیں گے تو پھر اگر اس وقت پاکستان کا ایک جداگانہ حکومت کی حیثیت سے اعلان بھی ہو جائے تو ہندوستان سے انگریزوں کے چلے جانے کے بعد مسلمان پاکستان کی حفاظت نہ کر سکیں گے۔ مسلم لیگ کے اس اصرار پر کہ اس وقت پاکستان کے اصول کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا جائے اور کانگریس کے ساتھ اشتراک عمل نہ کرنے سے مخالفین پاکستان کو یہ بدگمانی ہے کہ مسلم لیگ پاکستان اور مسلمانوں کے تحفظ کے لیے ہندوستان میں تیسری طاقت یعنی حکومت برطانیہ کے تسلط کی خواہش کرے گی۔ کانگریس نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ مسلم اکثریت کے صوبوں کو داخلی حیثیت سے کامل حق خود ارادیت ہوگا اور اگر وہ چاہیں تو تمام ہندوستان کی مرکزی یونین سے علیحدگی کا بھی۔ اس کے معنی کیا ہوئے، اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہندوستان میں پہلے ایک یونین یا فیڈریشن کے ماتحت حکومت قائم ہوگی۔ اختیارِ حکومت برطانیہ سے اس یونین کو منتقل ہوگا یعنی مجموعی طور پر پورے ہندوستان کو کامل یا زیرِ سایہ حکومت برطانیہ آزادی حاصل ہوگی۔ اس یونین کے ماتحت مسلم اکثریت کے صوبوں کو داخلی حق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود ارادیت حاصل ہوگا، بالکل اس طرح جیسے برطانوی نو آبادیات، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جنوبی افریقہ کو دولتِ مشترکہ برطانیہ کے اندر داخلی آزادی حاصل ہے اور آئین ویسٹ منسٹر کی رو سے برطانوی سلطنت سے علیحدگی کا حق بھی۔ لازماً اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ مسلم اکثریت کے صوبے کچھ عرصہ آل انڈیا یونین کے اندر رہ کر تجربہ کریں کہ آیا وہ آزادی کے ساتھ اور مرکز کی مداخلت کے بغیر معاملات سرانجام دے سکتے ہیں یا نہیں۔

مسلم اکثریت کے صوبوں کی قوت

جب یہ ثابت ہو کہ مرکزی مداخلت مسلمانوں کو ان کی منشاء کے مطابق حکومت نہیں کرنے دیتی تب وہ مطالبہ کریں کہ ہم مرکزی وفاق سے الگ ہونا چاہتے ہیں۔ اس وقت صورت حال کیا ہوگی یہ کہ مسلم اکثریت کے صوبوں کی علیحدگی کے حق کے نفاذ کی منظوری اور نفاذ مرکزی فیڈرل گورنمنٹ کے اختیار میں ہوگا اور اس مرکز کے پاس فوج ہوگی۔ مسلم اکثریت کے ان صوبوں کی ان وجوہ کو غلط قرار دے کر جن کی بناء پر وہ علیحدگی چاہیں گے، اپنی عسکری قوت کے دباؤ سے مسلم اکثریت کے صوبوں کا یہ مطالبہ مسترد کر دے گی اور اگر وہ اس پر اصرار کریں گے تو فوج کے ذریعہ ان کی سرکوبی کی جائے گی۔

کانگریس نہیں کہتی، مسٹر گاندھی نہیں کہتے، اس کا کوئی ہندو لیڈر دعویٰ نہیں کرتا کہ وہ اسلحہ سے جنگ کر کے انگریزوں سے ہندوستان کا اختیار حکومت چھیننا چاہتے ہیں۔ کانگریس کی تمام جدوجہد اور تحریک ایک طرح کا آئینی ایجی ٹیشن ہے۔ سول نافرمانی بھی اس سے زیادہ نہیں کہ کانگریس کی ہر تحریک برطانیہ کی خدمت میں معروضات سے شروع ہوتی ہے۔ یہ لہجہ گرم ہوتا ہے۔ یہ ہمیں تسلیم ہے۔ مگر وہ ہوتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے معروضہ ہی اور ہر تحریک کا انجام بھی معروضات ہی پر ہوتا ہے۔ کوئٹ انڈیا یعنی تخلیہ ہند کا ریزولیوشن بھی مطالبہ ہی تھا۔ جو بات سخت لہجے میں کہی جائے وہ مطالبہ، اور جو نرم لہجے میں کہی جائے وہ معروضہ ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ جاپان کی قوت کے بھروسہ پر تھا۔ کانگریسی حکومت برطانیہ سے اختیار مانگتے ہوئے جیل گئے اور اختیار مانگتے ہوئے جیل سے نکلے۔ ان کا یہ تنزل البتہ ساری دنیا نے دیکھا ہے کہ تخلیہ ہند کا مطالبہ کرتے ہوئے گئے اور عارضی حکومت کے لیے انہوں نے شملہ میں لارڈ ویول کے قدموں پر سر رکھا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ انگریزوں کو ہندوستان سے بزور دفع کرنے کا نہ ارادہ ہے اور نہ اس کا سامان ہے۔ لہٰذا ہندوستان کو کامل یا نیم آزادی اگر ملنے والی ہے تو وہ انگریزوں کے دینے سے ملے گی اور انگریز ہی یہ اختیار اور آزادی، کچھ ہندوستانیوں کے ایجی ٹیشن سے پریشان ہو کر، کچھ بین الاقوامی سیاسی حالات اور بین الاقوامی رائے عامہ سے متاثر ہو کر دیں گے۔ اگر یہ ہوتا کہ فوجیں بھرتی ہو رہی ہوتیں، اسلحہ اور سامان حرب کا انتظام ہوتا اور انگریزوں سے کھلے میدان میں جنگ کر کے ہندوستان کی آزادی حاصل کی جاتی تو بلاشبہ مسلمانوں کو اس کی ضرورت نہ تھی کہ وہ ایسے حقوق اور مفادات کے متعلق پہلے ہندوؤں سے کوئی سمجھوتہ یا پاکستان کا اصول تسلیم کرنے کا مطالبہ کرتے۔ وہ تو زیادہ سے زیادہ فوجوں کی تنظیم کرتے، زیادہ تعداد میں اور بہتر مسلم فوجیں اس کی ضمانت ہوتیں کہ ہندوستان میں مسلمان آزاد ہوں گے اور ہندو ان کے ساتھ ناانصافی نہیں کریں گے۔

معروضات و مطالبات

جب صورتِ حال یہ ہے کہ ہندوستان کو جو کچھ ملنے والا ہے وہ برطانوی پارلیمنٹ کے قانون سے ملے گا تو مسلمانوں کو اس کی کیا ضرورت ہے کہ وہ ہندو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثریت کو اس کا موقع دیں کہ ہندوستان کی خدمت کا اختیار و اقتدار اس کے حق میں منتقل ہو اور پھر مسلمانوں کو اس ہندو اکثریت سے معروضات کرنے پڑیں۔ اس کے خلاف ایجی ٹیشن کرنا پڑے اور ہندو اکثریت مسلمانوں کے ساتھ اس طرح پیش آئے جس طرح برطانیہ ہندوستانیوں کے ساتھ پیش آ رہی ہے۔ اس کی کون سی وجہ ہے کہ مسلمان یہ مطالبہ نہ کریں کہ پہلے ہندوستان کی تقسیم اور آزاد و خود مختار پاکستان کا اصول تسلیم کیا جائے اور جب برطانیہ کی طرف سے ہندوستان کو اختیار حکومت منتقل ہو تو ہندوستان کے دونوں علاقوں میں بیک وقت انتظامی، عدالتی اور دفاع و تحفظ کے نظامات قائم ہوں۔ اس صورت میں ہندوؤں کی کیا مجال ہے کہ پاکستان کی آزادی سلب کرنے کا خیال بھی دل میں لائیں۔ ہندوستانی انگریزوں سے کیوں آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔ کیا اس کے سوا کوئی دوسری وجہ ہے کہ انگریزوں کے پاس طاقت اور فوج ہے، ہندوستانیوں کے پاس نہیں ہے اور برطانیہ کی طاقتور فوج کی موجودگی میں ہندوستانیوں کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنی فوج بھرتی کریں اور اس کی تنظیم کریں۔ مسلم لیگ یہ حماقت کرنے کے لیے تیار نہیں کہ پہلے آل انڈیا یونین کو جس میں ہندوؤں کی اکثریت ہوگی، ہندوستان کا اختیار حکومت دلا دے، اس کی فوجیں مرتب کرا دے اور اس کے مقابلہ میں مسلم اکثریت کے صوبوں کی وہی حیثیت کر دے جو برطانیہ کے مقابلہ میں تمام ہندوستان کی ہے۔ آزادی کی حفاظت فوج، اسلحہ اور جنگ سے ہوتی ہے، تعلیوں اور شیخیوں سے نہیں ہوتی۔

پاکستانی تجویز پر ایک دوست کے کچھ شبہات

اب آخر میں بطور تتمیم فائدہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے ایک مخلص دوست کی وہ تحریر لفظ بلفظ نقل کر دوں جو اس نے بہار سے مجھے لکھی تھی اور جس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکثر پیش آنے والے شبہات کو مختصر پیرایہ میں سمیٹ لیا گیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

'' مسلمانوں کے موجودہ تشتت و افتراق کو دیکھ کر سخت تذبذب ہے کہ ہم لوگوں کو کون سا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ مسلمانوں کو جمعیۃ العلماء اسلام اور لیگ کی تجویز کے مطابق پاکستان کا ساتھ دینا چاہیے یا جمعیۃ علماء قدیم کی متحدہ حکومت کی پالیسی کو لبیک کہنا چاہیے۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس دو راہیں ہیں: ایک متحدہ حکومت، دوسرے پاکستان۔ جہاں تک ہم لوگوں نے غور وفکر کیا، اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ پاکستان کی صورت میں مسلمانوں کے کئی نقصانات ہیں، جو درج ذیل ہیں:

پاکستان کی صورت میں مسلم اکثریت والے صوبے اکثریت والے صوبوں سے کٹ کر نہایت خطرناک اقلیت میں ہو جائیں گے۔ ہندو رام راج کے منصوبے گانٹھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ بہار و مدراس وغیرہ کے مسلمانوں کی مذہبی آزادی کو بتدریج سلب کر لیں گے اور ہندوستان میں رام راج کا بولا بالا ہوگا۔ تین کروڑ مسلمانوں کی مذہبی موت ہوگی۔ پانچ کروڑ مسلمانوں کے مفاد کے لیے تین کروڑ مسلمانوں کو اس طرح کفار کے حوالہ کر دینا شرعاً جائز نہ ہوگا۔ ہجرت وغیرہ کی تجویز محض مہمل اور ناممکن العمل ہے۔ تین کروڑ مسلمانوں کی کھپت کہیں نہ ہو سکے گی۔ ہجرت کا ایک دفعہ تلخ تجربہ بھی مسلمانوں کو ہو چکا ہے جو عبرت کے لیے کافی ہے۔ اربابِ لیگ کا یہ کہنا کہ اگر ''مسلم اقلیت پر ظلم ہوگا تو مسلم اکثریت کے صوبوں میں ہندوؤں سے اس کا بدلہ لیں گے''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محض طفلانہ بات ہے جو عقل و شرع کے خلاف ہے۔ مدبرین کو تو ایسی باتیں بھول کر بھی نہ کرنی چاہئیں۔ اگر اکثریت والے صوبوں میں قرآنی حکومت ہو تو بھی خیر غنیمت تھا مگر ہندوؤں کی اقلیت ایسی نہیں جیسی مسلمانوں کی ہے بلکہ بعض بعض صوبوں میں ان کی تعداد تقریباً مساوی ہے، لہذا ان کے مساویانہ حقوق ہوں گے۔ ان کی مساوی نشستیں اور ملازمتیں ہوں گی تو اس طریق حکومت کو حکومت اسلامیہ کیوں کر کہا جا سکتا ہے۔ علاوہ بریں پاکستان ابھی تو یقیناً زیرِ سایہ برطانیہ ہوگا پھر کافر کی سرپرستی میں قرآنی حکومت کا قیام چہ معنی دارد، یہ بات سمجھ میں نہیں آئی۔ غرض پاکستان کی صورت میں پنجاب و بنگال وغیرہ میں قرآنی حکومت تو نہیں ہوگی مگر سی پی و مدراس میں رام راج ضرور ہو کر رہے گا اور وہاں کے ہندو شعائر اسلامیہ کو پامال کریں گے اور مسلمانوں پر بدترین غلامی مسلط ہو جائے گی۔ معدنی اشیاء زیادہ تر ہندوستانی خطوں میں پائی جاتی ہیں۔ پاکستان علاقوں میں بہت کم ہیں اور یہ علاقے زراعتی و صنعتی اعتبار سے ممتاز ہیں۔ لہذا پاکستان کے مسلمان اقتصادی اعتبار سے دن بدن کمزور ہوتے جائیں گے کیونکہ ہندوستان سے ان کو سروکار ہی نہیں ہوگا۔ پاکستان بن جانے پر سب سے بڑی خرابی یہ ہوگی کہ انگریزوں کا قدم ہمیشہ کے لیے ہندوستان میں جم جائے گا۔ تاریخ شاہد ہے کہ تفریق اور باہمی نزاع ہی نے ہندوستان میں انگریزوں کو بڑھنے اور پنپنے کا موقع دیا ہے۔ پاکستان کی بنیاد ہی تفریق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وتقسیم پر ہے۔ برٹش مہاراج کو ہندوؤں اور مسلمانوں کو لڑانے کا اچھا موقع ملے جائے گا اور ہمیشہ در پردہ شکار کھیلا جائے گا۔ دونوں قوموں میں تصادم ہوتا رہے گا۔ عصبیت لازماً پیدا ہوگی۔ کبھی یہ لوگ متحد ہوں گے، نہ ہندوستان کی مکمل آزادی کا خواب شرمندہ تعبیر ہوگا۔ بلکہ چند سال بعد ہندوستانیوں کو نااہل ٹھہرا کر ان کی آزادی چھین لی جائے گی۔ ہندوستان بدستور غلام رہ جائے گا۔ ممالک اسلامیہ بھی برطانیہ کے پنجہ استبداد سے نہ نکل سکیں گے۔ حالاں کہ مسلمانوں کا مطمحِ نظر صرف ہندوستان ہی کی آزادی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کی آزادی ان کے مدِنظر ہے۔

برما کی تفریق موجدین پاکستان کی عبرت کے لیے کافی ہے کہ برمیوں نے وطنی عصبیت پیدا ہو جانے پر ہندوستانیوں کے ساتھ کیسا برا سلوک کیا۔ پاکستانی حکومت کا زمام اختیار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگا جو دین و مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے۔ جن لوگوں نے اسمبلی میں جا کر سول میرج ایکٹ اور اس جیسے دوسرے لعنتی قوانین کو مسلمانوں پر مسلط کیا۔ اگر پاکستانی علاقوں کے ایسے نام نہاد مسلمان ایسے ہی خلاف شرع قوانین کا نفاذ کرتے رہے تو اس پاکستان سے اسلام اور مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچا۔

کانگریس کی مجوزہ متحدہ حکومت کی صورت میں گو من حیث المجموع مسلمان اقلیت میں ہوں گے مگر ایسی خطرناک اقلیت نہ ہوگی جیسی پاکستان کی صورت میں صوبہ جات سی پی و مدراس وغیرہ میں ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے۔ پھر مسلمانوں کی حیثیت فریق کی ہوگی، محکوم کی نہ ہوگی۔ وہ اپنے حقوق کا تحفظ کر سکیں گے۔ جمعیۃ علماء ہند کا مطالبہ تو یہ ہے کہ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کی نشستیں مساوی کر دی جائیں یعنی ۴۵ فی صد ہندو، ۴۵ فی صد مسلمان اور ۱۰ فی صد دیگر اقوام۔ اس صورت میں مسلمانوں کی اکثریت والے صوبوں میں مسلمانوں کا اقتدار بھی ہو جاتا ہے اور من حیث المجموع مسلمانوں کے محکوم ہونے کا خطرہ بھی دور ہو جاتا ہے۔ بتدریج مکمل آزادی کے لیے بھی راستہ صاف نظر آتا ہے۔ ممالک اسلامیہ بھی برطانیہ کے دستبرد سے نجات پا سکیں گے۔ اگر یہ شبہ ہو کہ اچھوت وغیرہ مل ملا کر پھر مرکز میں ہندوؤں کی اکثریت رہے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اچھوت اور سکھ ہندوؤں سے قریب تر ہیں تو پارسی اور عیسائی اہلِ کتاب ہونے کی وجہ سے مسلمانوں سے زیادہ مانوس ہیں، اپنے مفاد کی خاطر مسلمان بھی ان اقوام کو اپنانے کی کوشش کر سکتے ہیں۔

دریافت طلب یہ ہے:

۱۔ کہ جمعیۃ علماء جدید اور لیگ اگر واقعی آزادی خواہ جماعتیں ہیں تو جمعیۃ علماء ہند کی اس زریں تجویز کا کیوں ساتھ نہیں دیتیں۔

۲۔ کیا اگر کانگریس جمعیۃ علماء کی ۴۵ فی صدی والی تجویز کو منظور کر لے اور اس کا باضابطہ اعلان ہو جائے تو لیگ اور جدید جمعیۃ اس کا ساتھ دے گی یا نہیں۔

۳۔ کیا لیگ ہائی کمانڈ نے جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ اس قسم کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوئی معاہدہ کیا ہے کہ شرعی امور میں علماء کی طرف رجوع کریں گے۔

۴۔ اگر کوئی معاہدہ اس قسم کا نہیں کیا ہے تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ الیکشن کے بعد لیگ ہائی کمانڈ جمعیۃ علماء اسلام سے اس طرح منحرف نہ ہو جائے گی جس طرح ۳۷ء کے بعد جمعیۃ علماء قدیم کے ساتھ نقض عہد کیا۔

اگر اربابِ لیگ نے جمعیۃ علماء اسلام سے کوئی اس قسم کا معاہدہ کر لیا ہے تو اس کا باضابطہ اعلان ہونا چاہیے۔ ممکن ہے کہ اس اعلان کے بعد قدیم و جدید جمعیتوں میں اختلاف باقی نہ رہے اور دونوں ایک ہی مرکز پر آ جائیں''۔

ہمارا جواب

اس تحریر کا جواب میری طرف سے حسب ذیل لکھا گیا ہے:

''پاکستانی تجویز اور جمعیۃ علماء کے فارمولا کا فرق سمجھنے کے لیے اولاً یہ ملحوظ رہے کہ ہر مسلم اکثریت والے صوبے کا پاکستان علیحدہ نہیں رہے گا بلکہ پانچ چھ صوبوں کا ایک ہی پاکستان ہوگا۔ اس لیے پاکستان پر بحث کرتے وقت ہر صوبہ کے جداگانہ اعداد و شمار اور ان کی اکثریت و اقلیت کی بحث بیکار ہے۔ اب یہ سمجھئے کہ صحیح تحقیق کے موافق پاکستانی صوبوں میں مجموعی تعداد مسلمانوں کی سات کروڑ بیس لاکھ ہے۔ ہم تنزلاً سات کروڑ ہی فرض کیے لیتے ہیں اور غیر مسلم آبادی پاکستان میں ڈھائی اور تین کروڑ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درمیان ہے۔ اس کو بڑھا کر پورے تین کروڑ مان لیجیے، پس مجموعی حیثیت سے مسلم اور غیر مسلم میں سات اور تین کی نسبت ہوئی۔ گویا ستر فیصدی مسلمان اور تیس فیصدی غیر مسلم۔ اگر اس قسم کے حسن ظن سے کام لیا جائے جو جمعیتی فارمولا کی تقدیر پر آپ نے استعمال کیا ہے تو کیا بعید ہے کہ عیسائی بوجہ اہل کتاب ہونے اور سکھ بوجہ موحد ہونے کے اور اچھوت ہندو دھرم کے مقابلہ میں اسلامی مساوات و رواداری نیز پاکستان میں مسلم غلبہ کو دیکھ کر ہماری طرف آ جائیں، ادھر باسی قوم کے کروڑوں افراد اسلام سے قریب تر اور پاکستان کے حامی ہونے کی بناء پر مشرقی حصہ پاکستان میں شامل ہو جائیں، پھر تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ بہرحال میں سیاسی معاملات میں اس قسم کی خیال آرائیوں کو چھوڑ کر تمام غیر مسلم قوموں کا الکفر مِلّۃٌ واحدۃ کے مطابق ایک ہی پلان فرض کیے لیتا ہوں، تب بھی ستر مسلم اور تیس غیر مسلم فیصدی کا تناسب رہے گا درآں حالیکہ آپ کے بیان کردہ جمعیتی فارمولا کے مطابق سارے ہندوستان کی مرکزی حکومت میں ۴۵ مسلم اور ۵۵ غیر مسلم رہتے ہیں۔

یہ چیز عجائب دہر میں سے ہے کہ ہم ستر فیصدی رہتے ہوئے تو خسارہ میں رہتے ہیں۔ جب ۴۵ فیصدی ہو جائیں تو فلاح و کامرانی کے خزانوں کی گویا سب کنجیاں ہمارے ہاتھ میں آ جاتی ہیں۔ نیز ہماری صوبہ جاتی قلیل اکثریت جو آپ کے نزدیک غیر موثر اور ناقابل اعتداد ہے، متحدہ حکومت کی صورت میں کس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح موثر بن جائے گی جب کہ اوپر مرکز میں بھی ہم اقلیت میں ہوں گے اور مسلم صوبہ جات میں وہ اقلیت بے اثر ہی رہی تو صوبوں کی آزادی کا مطلب جمعیتی فارمولا کی بناء پر کیا ہوا۔ کیا کوئی عاقل اسے باور کر سکتا ہے کہ ہماری صوبہ جاتی تھوڑی سی اکثریت اس وقت تو کارآمد نہیں جب کہ اس کے مرکز حکومت میں ہم ستر فیصدی ہوں لیکن جب وہ اکثریت ایک ایسے مرکز کے ماتحت آ جائے جہاں ہم ۴۵ فیصدی رہ جاتے ہیں تو وہ نہایت محفوظ اور کارآمد ہو جاتی ہے۔ پھر اس پینتالیس فیصدی کو بھی اس خطرہ سے مامون نہ سمجھیے کہ بہت سے مسلمان اس وقت بھی ایسے نکل سکتے ہیں جو محض اپنے ذاتی اغراض و مفاد کی خاطر ہندوؤں کی دولت، تنظیم اور اکثریتی حاکمانہ تفوق سے مرعوب و متاثر ہو کر ادھر چلے جائیں، جب کہ بحال راہنہ ہندو حکومت کے فقدان کے باوجود ایسا مشاہدہ کیا جا رہا ہے۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی حیثیت

رہا یہ سوال کہ قیام پاکستان کی صورت میں ان دو ڈھائی کروڑ مسلمانوں کا کیا بنے گا جو ہندو اکثریت کے ماتحت رہیں گے، تو کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہم کو اپنی اس اقلیت کی فکر ہے، ہندوؤں کو تین کروڑ ہندو اقلیت کے تحفظ کا کوئی احساس نہ ہوگا جو پاکستان میں آباد ہوگی۔ اصل یہ ہے کہ تحفظ اقلیت کے اس دوطرفہ احساس اور پورے ملک کے مشترک دفاعی مسائل کی فکر ہی قدرتی طور پر وہ بنیاد ثابت ہوگی جس پر مضبوط معاہداتی سسٹم کے تحت دونوں قوموں کے عملی اتحاد و اشتراک کی عمارت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قائم کی جائے گی اور باہمی تعاون سے مشترک فوائد حاصل کرنے اور مشترک مضار کو دور کرنے کے راستے نکلتے چلے آئیں گے۔ پاکستان میں ہم غیر مسلم اقلیتوں کو جس قسم کی مراعات کھلے دل سے دیں گے۔ ہم توقع رکھیں گے کہ اس قسم کی مراعات ہندوستان میں ہمارے مسلم بھائیوں کو ملیں۔ ہم پاکستان کا تحفظ اس لیے کر رہے ہیں کہ ملت اسلامیہ کا ہیئت مجموعی اس میں فائدہ ہے۔ پاکستان پر ہندوستانی مسلمانوں کا اتنا ہی حق ہے جتنا ہمارا ہے کیونکہ وہ ہماری ملی جائے پناہ اور ان کا اخلاقی سہارا ہوگا۔

پاکستانی اور ہندوستانی مسلمانوں کا راستہ

ہمارا ہندوستان سے کٹ جانا ہندی مسلمانوں سے کٹ جانے کے مترادف نہیں سمجھنا چاہیے۔ مسلمانوں کے باہمی تعلقات کے راستے میں جغرافیائی حدود بندی کوئی شے نہیں۔ جنوبی افریقہ کا مسلمان اور بحر منجمد شمالی کا مسلمان ملت اسلامیہ کے محکم و استوار رشتہ میں منسلک ہونے کی وجہ سے ایک ہی جسم کے دو حصے ہیں۔ اس لیے ہم میں اور ہندی مسلمانوں میں کوئی بعد نہیں ہوگا۔ کوئی چیز ہمارے راستہ میں حائل نہیں ہوگی۔ ہم اپنے ہندو معترضین کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے عزائم غاصبانہ نہیں۔ پاکستان کے مسلم اور غیر مسلم اپنے ملک کی خوشحالی اور مصیبت میں برابر کے شریک اور حصہ دار ہوں گے۔ مسلمان جو اکثریت میں ہوں گے اِن شاء اللہ اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں گے کہ طاقت اور قوت ان کے دماغ میں نخوت اور غرور نہیں بلکہ خدمت خلق کا جذبہ پیدا کر دیتی ہے۔ وہ انڈین نیشنل کانگریس نہیں کہ اقلیتوں کے جذبات سے اغماض کریں اور ان کے حقوق پامال کر ڈالیں۔ وہ اپنے حقوق کی طرح برادران وطن کے حقوق کی محافظت کریں گے، اس لیے کہ ان کا مذہب انہیں اس امر کی تعلیم دیتا ہے اور ان کی گزشتہ تاریخ ان کی اس قومی خصوصیت کی تفسیر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اچھا اسے چھوڑیئے، اکھنڈ ہندوستان کی صورت میں ملک کی ۱/۴ مسلم اقلیت کا تحفظ کس طرح ہوتا ہے اور کس طرح آئندہ ہوگا۔ اقلیت بہرحال اقلیت ہے۔ مرکز حکومت ایک ہو یا دو، ملکی حکومت ہو یا اجنبی، اقلیت کو اکثریت کے برابر کر دینا تو کسی کی قدرت میں نہیں۔ اب اگر دس کروڑ میں سے سات کروڑ مسلمان ہی رام راج کی تیاری کرنے والے ہندوؤں کی گرفت سے آزاد اور محفوظ ہو جائیں تو کیا یہ کوئی فائدہ کی چیز نہیں۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی قربانی

آپ کو معلوم ہوگا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو مکہ کے معاہد کو اپنے ساتھ اٹھا کر نہیں لے گئے اور بے کس و بے بس مستضعفین کو بھی وہیں چھوڑنا پڑا۔ جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے:

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا. وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا.

[النساء۴: ۷۵]

اور ان کے واسطے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں: اے رب ہمارے! نکال ہم کو اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے مددگار۔

کفار مکہ ان ہی بعض مستضعفین کو بجبر و اکراہ میدانِ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ پر بھی کھینچ لائے تھے تو کیا ان تصورات و امکانات کی موجودگی میں حضورؐ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے مدینہ کو پاکستان بنانے کا خیال ترک فرما دیا تھا۔ وہاں ہوا تو یہ ہوا کہ قرآن کریم میں حق تعالیٰ نے تمام غیر مہاجر مسلمانوں کے متعلق صاف اعلان کر دیا کہ:

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَالَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ. [الانفال ۸:۷۲]

اور جو ایمان لائے اور گھر نہیں چھوڑا، تم کو ان کی رفاقت سے کچھ کام نہیں جب تک وہ گھر نہ چھوڑ آئیں، اور اگر وہ تم سے مدد چاہیں دین میں تو تم کو لازم ہے مدد کرنی مگر مقابلہ میں ان لوگوں کے کہ ان میں اور تم میں عہد ہو۔

دارالحرب سے ہجرت

آخر یہ مسئلہ تو اب بھی فقہاء کے نزدیک مسلّم ہے کہ اگر دارالحرب میں کفار ارکانِ دین کے ادا کرنے سے روک دیں اور چارہ کار باقی نہ رہے تو ایسے ملک سے ہجرت کر جانا واجب ہے۔ فرض کیجیے ایسی صورت آج کسی ملک میں پیش آ جائے تو ہجرت کرنے والے مسلمان کیا اپنے معابد و معاہد کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے جائیں گے یا غیر مستطیع مستضعفین کی وجہ سے ہجرت ترک کرنا ضروری سمجھیں گے۔ میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ ایسی صورت حالات میں علماء اُمت نے وجوب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے آخر ان مسائل کا حل کیا سوچا۔ کیا یہ ہی کہ ان سب کو اللہ کے سپرد کر کے چلے جائیں یا کچھ اور۔

پھر یہاں نہ تو سرِ دست ہجرت کا سوال ہے، نہ کئی کروڑ مسلمانوں کا عدد ایسا ہے کہ بالکلیہ بے دست و پا ہو کر بیٹھ رہے خصوصاً اس حالت میں جب کہ ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پڑوس میں مسلمانوں کا طاقتور پاکستان بھی موجود ہو اور اس کو ان کی مادی امداد و تحفظ کا پورا خیال بھی ہو اور پاکستانی خطہ دوسرے آزاد اسلامی ممالک سے متصل بھی واقع ہو۔ خدا جانے لوگ ہندو قوم سے اس قدر خائف کیوں ہیں کہ کسی نے اس کی اکثریت کی غلامی سے نکلنے کا نام لیا اور وہ سمجھے کہ بس ہمارا خاتمہ ہوا۔

ایک مرتبہ کم از کم پاکستانی نظریہ کا تجربہ کر کے تو دیکھ لیں۔ اگر ناکام رہے گا تو بھی یہ موقع تو ہر وقت حاصل ہے کہ پھر اپنے کو ہندو اکثریت کی غلامی کے سپرد کر دیں۔

اصل یہ ہے کہ ابھی تک آزاد اور طاقتور پاکستان کا تصور ہی ان کے ذہن میں نہیں ورنہ اس طرح کے رکیک شبہات دق نہ کرتے۔

رہی پاکستان کی مادی و اقتصادی وسائل کی بحث اور اس میں معدنیات وغیرہ کی قلت کا سوال، اس کا مختصر جواب خود مسٹر جناح ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ کے نمائندہ کو اپنے ایک بیان میں دے چکے ہیں۔ سرسپرو کمیٹی کے دو ارکان سرہومی مودی اور ڈاکٹر جان مٹھائی نے جو یادداشت پیش کی تھی اس میں بھی پاکستان کے اقتصادی پہلو کا کچھ حل بتایا گیا ہے۔

پاکستان کی اقتصادیات

بعض مسلمان ماہرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت جو رقوم پاکستان اپنے مصارف کے لیے مرکزی حکومت سے وصول کرتا ہے، ان سے کہیں زیادہ وہ مرکزی خزانہ میں داخل کرتا ہے تو گویا مجموعی حیثیت سے ہم خسارہ میں رہتے ہیں۔ جب پاکستان علیحدہ ہوگا تو دولت کی وہ نہر جو اب گنگا جمنا کے میدانوں کو سیراب کرتی ہے پاکستان کے میدانوں کو گلزار بنانے میں صرف ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ اور بلوچستان کے صوبہ جات میں مٹی کے تیل کے چشمے برآمد ہوئے ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہاں سے اتنا تیل دستیاب ہو سکے گا جو کل ہندوستان اور پاکستان کی کفایت کرے گا۔ علاوہ ازیں پاکستان کی زمین ہندوستان کی زمین سے زیادہ زرخیز ہے اور اس میں ہر قسم کی پیداوار ہو سکتی ہے۔ بلوچستان کا ساحل (مکران کا علاقہ) مچھلیوں کے لیے مشہور ہے۔ اس صنعت کو بھی فروغ دیا جا سکتا ہے۔ جنگلات اور ان سے متعلق صنعتوں کو بھی ترقی دی جا سکتی ہے۔ ذرائع آمدنی گو سرِدست ہمارے لیے بالکل بیکار ہیں لیکن ذرا سے اقتصادی شعور اور تدبیر سے ریگزار کو باغ عدن بنایا جا سکتا ہے۔ گراں بار طرزِ حکومت اور ملازمین کے گراں قدر مشاہروں میں تخفیف کی جا سکتی ہے۔ ہمارے معدنی ذرائع بھی اُمید افزا ہیں۔ شمال مغربی علاقہ میں کوئلہ کی کمی ہے لیکن جہاں تک اس کمی کا تعلق ہے ہمارے دریاؤں نے ہمیں اس سے بے نیاز کر دیا ہے۔ دریا تمام کے تمام برفانی پہاڑوں سے نکلتے ہیں اور اپنے راستے میں جا بجا آبشاریں بناتے ہیں جن سے بجلی کی بے پناہ قوت حاصل کی جا سکتی ہے جو آج کل ہائیڈرو الیکٹرک کے نام سے مشہور ہے۔ اس قسم کے دوسرے پاور ہاؤس قائم ہو جانے سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ بجلی کتنی وافر مقدار میں پیدا کی جا سکتی ہے اور ہم کس حد تک کوئلہ سے بے نیاز ہو سکتے ہیں۔ کوئلے سے بے نیاز کرنے کے لیے مٹی کا تیل اور پٹرول بھی ہمارا معاون ہوگا اور ان سب اشیاء کے استعمال سے معدنی، صنعتی اور زرعی پیداوار کو آسانی اور کامیابی کے ساتھ بڑھایا جا سکتا ہے۔ اب اگر ایسا نہیں ہو رہا تو اس کی وجہ محض یہ ہے کہ جن ہاتھوں میں پاکستان کی قسمت ہے وہ مخلص اور دیانتدار نہیں اور وہ دل سے پاکستان کو اپنا دست نگر اور محتاج بنانے کے خواہاں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستانی صوبوں کی زرخیزی

ہم معترضین کی چشم بصیرت وا کرنے کے لیے پنجاب کے سابق فنانشل کمشنر مسٹر ایچ کیلورٹ کی مشہور تصنیف ''پنجاب کی دولت و فراغت'' سے مندرجہ ذیل اقتباس پیش کرتے ہیں:

''آل انڈیا فیڈریشن کا جزو بننے سے پنجاب پر اقتصادی موت طاری ہو جائے گی اور اس کی تمام تر ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوگی جو غیر پنجابی ہوں گے مگر جو مرکز میں براجمان ہو کر مرکز کے مفاد کے لحاظ سے پنجاب کا خون شیر مادر کی طرح پی جائیں گے۔ وفاقی دستور کے ماتحت تقسیم دولت کے جملہ وسائل اغیار کے ہاتھوں میں ہوں گے۔ ریلوے، ڈاک اور تار، بری اور بحری ذرائع رسل و رسائل تمام کے تمام صوبائی خود مختاری کے حلقہ اختیار سے باہر ہوں گے حتیٰ کہ پنجاب کی پیداوار کے لیے منڈیاں تلاش کرنا اور ان کو مناسب قیمتوں پر فروخت کرنا اور اس قسم کے دوسرے اہم کام ان کے سپرد ہوں گے جنہیں پنجاب سے کوئی ہمدردی نہیں ہوگی۔ نرخوں کا تعین خارجی اثرات سے انجام پذیر ہوگا اور درآمد و برآمد کے سلسلے میں پالیسی سراسر مرکزی حکومت کی ہوگی۔ پنجاب کے لیے سب سے زیادہ خطرناک چیز بمبئی کے کارخانہ داروں کا وہ مہلک اثر ہے جس کے باعث وہ مرکزی حکومت کو محصولات کا لالچ دے کر تحفظ صنعت پر آمادہ کر لیتے ہیں۔ اس کے بہادر اور تنومند باشندے بمبئی کے فریب کار اور خود غرض تاجروں کے سامنے مجبور محض ہوں گے جن کی ہوس رانیوں نے پہلے ہی ہندوستان بھر کے مفاد کو خطرہ میں ڈال رکھا ہے۔ پنجاب فیڈریشن میں اقلیت کی حیثیت سے شامل ہوگا اور فیڈریشن کے ناخداؤں کو اس کی ترقی اور تنزل سے کوئی سروکار نہیں ہوگا اور اگر پنجاب اپنی گزشتہ روایات کا تحفظ اور اقتصادی آبرو کی بقا چاہتا ہے تو اسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرور اکثریت پیدا کرنی چاہیے اور وہ اکثریت دوسرے ہمسایہ زرعی صوبوں کو اپنے ساتھ ملانے سے ہوسکتی ہے۔

مرکزی حکومت جب اپنے ذرائع آمدنی بڑھانے کے لیے اور بمبئی کے تاجروں کی صنعت کو فروغ دینے کی خاطر بیرونی اشیاء کی درآمد پر بھاری محصولات لگائے گی تو غیر ممالک بھی ہندوستان کی برآمد پر جواباً اس قسم کی پابندی عائد کریں گے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستان کی برآمد میں نمایاں کمی ہو جائے گی اور چوں کہ ہندوستان کی برآمد کا بیشتر حصہ خام اشیاء پر مشتمل ہے جو زیادہ تر پنجاب، سندھ وغیرہ جیسے زرعی صوبے مہیا کرتے ہیں اس لیے بائیکاٹ کی زد سیدھی ان صوبوں کی ۸۰ فیصدی آبادی پر پڑے گی جن کا روزگار ان خام اشیاء کی پیداوار پر منحصر ہے اور اغلب ہے کہ ان صوبوں کے جفاکش کسان تنگدستی اور فلاکت کے مرض میں مبتلا ہو کر راہی ملک بقا ہوں اور ان کی سرسبز و لہلہاتی کھیتیاں ہمیشہ کے لیے خزاں کی نذر ہو جائیں۔

برما نے علیحدہ ہو کر اپنا مستقبل محفوظ کر لیا ہے۔ اب زرعی صوبہ جات کے لیے اپنی یقینی بربادی سے بچنے کی واحد صورت یہی ہے کہ وہ صنعتی صوبہ جات سے علیحدہ ہو کر اپنی جداگانہ فیڈریشن قائم کریں۔

اگر پنجاب، سندھ، بلوچستان، سرحد اور وہ ریاستیں جو این ڈبلیو آر (شمال مغربی ریلوے) سے ملحق ہیں، اپنی علیحدہ فیڈریشن قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو وہ ان خطرناک نتائج سے بچ سکتے ہیں جو لازمی طور پر انہیں مرکزی حکومت کی تجارتی حکمت عملی کے طفیل بھگتنے پڑیں گے"۔

ہمارے صوبوں کی معدنیات، صنعت اور تجارت

ابھی چند روز ہوئے ایک مضمون "پاکستان کی اقتصادی و سیاسی پوزیشن" کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عنوان سے جناب بابو رام شرما نے شائع کرایا ہے جو معلومات سے لبریز ہے، اس کا اقتباس بھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

کسی ملک کی اقتصادی حالت کا جائزہ لینے کے لیے بنیادی طور پر تین چیزیں سامنے ہوتی ہیں۔ اوّل اس ملک کی آبادی، دوسرے معدنیات اور تیسرے زرعی پیداوار۔ آبادی کے لحاظ سے شمال مغربی پاکستان کی آبادی تقریباً ساڑھے تین کروڑ اور شمال مشرقی پاکستان کی ساڑھے تین کروڑ کے لگ بھگ ہے جو یورپ کے سب سے بڑے ملک روس کو چھوڑ کر یورپ کے تمام ممالک سے زیادہ ہے، یعنی سات کروڑ کی آبادی یورپ کے کسی ملک کی بھی نہیں ہے اور غالباً یورپی اشیاء کی بھی اتنی ہی ہے۔ اس لیے آبادی کے لحاظ سے پاکستان ایک بہت بڑا طاقتور ملک ہے اور اس کے باشندے نہایت خوبصورت، لانبے، مضبوط اور سڈول جسم کے ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی موجودہ فوج میں ساٹھ فی صدی بھرتی اس خطہ پاکستان سے لی جاتی ہے۔ اس کی آبادی قدرتی طور پر سپاہی ہے اور اس سات کروڑ آبادی میں سے تقریباً دو کروڑ فوج تیار ہوسکتی ہے۔ معدنیات کے لحاظ سے ہمالیہ پہاڑ کا بیشتر حصہ پاکستان میں سے گزرتا ہے جو ریسرچ کرنے پر معدنیات سے بھرپور ہے۔ نمک (کھیوڑہ) اور مٹی کا تیل (اٹک) پنجاب میں کافی مقدار میں موجود ہے اور سیمنٹ کے لیے بھی یہاں بہت بڑا وسیع میدان ہے۔ کوئلہ کی کمی مشرقی بنگال سے پوری کی جا سکتی ہے، جہاں ہائیڈرو الیکٹرک پاورز دنیا کی بہت بڑی الیکٹرک پاورز میں سے ایک ہے جس سے نیشنل لائن پر بہت بڑا کام لیا جا سکتا ہے جو پاکستانی باشندوں کے لیے بہت بڑی خوشحالی کا باعث بن سکتی ہے۔ عمارتی لکڑی پنجاب میں ضرورت سے بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ اس لیے معدنیات کے اعتبار سے پاکستان کا علاقہ کچھ کم زرخیز نہیں ہے۔ زرعی اعتبار سے پاکستان دنیا کا بہترین خطہ ہے۔ پاکستان آج بھی دنیا کا بہت بڑا گندم پیدا کرنے والا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملک ہے، حالاں کہ ابھی سائنٹیفک طور اور نیشنل طریقہ پر گندم کی کاشت کا کوئی انتظام نہیں۔ اگر سائنٹیفک اور نیشنل طریقہ پر گندم کی کاشت کا انتظام کر لیا جائے اور اس کے خشک علاقوں میں آب پاشی کا انتظام ہو جائے تو یقیناً پاکستان دنیا میں سب سے زیادہ گندم پیدا کرنے والا ملک ہو سکتا ہے۔

کشمیر اور بلوچستان کے خشک اور تر میوہ جات پاکستان کی آبای کی صحت اور خوشحالی میں بہت معاون ہو سکتے ہیں نیز کشمیر کی جڑی بوٹیوں سے بہت زیادہ مالی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ کشمیر کی اون پشم کی دستکاری کو اگر آرگنائز کر لیا جائے تو بھوکے کشمیر کو مالا مال کیا جا سکتا ہے۔ دودھ، گھی اور مکھن کے لیے مویشی انسانی زندگی کی جان ہیں اور یہ بات ہر شخص پر عیاں ہے کہ پنجاب کے پاکستانی علاقہ میں بہترین مویشی پالے جاتے ہیں۔ اس علاقے کی گائے، بھینس اور بکری بہت زیادہ دودھ دیتی ہیں۔ اُونٹ اور بیل زرعی کاموں میں بہت کارآمد ہیں اور سچ پوچھئے تو گھوڑا جو سواری کے لیے بہترین جانور ہے، ملتان اور سندھ کے سوائے ہندوستان میں اور کہیں ہوتا ہی نہیں۔ کسی ملک کا محل وقوع بھی اس کی ترقی میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی ملک وحشی ممالک کا ہمسایہ ہے تو اس کے لیے ترقی کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔ اگر سمندر نہ لگتا ہو اور اندرونی نقل و حرکت کے ذرائع موجود نہ ہوں تو وہ ملک تجارتی لحاظ سے ترقی یافتہ نہیں ہو سکتا۔ آیئے شمال مغربی پاکستان کا محل وقوع دیکھئے، ایک طرف افغانستان اور روس دوسری جانب ایران اور ایک طرف بحیرہ عرب واقع ہے۔ افغانستان کے ساتھ اناج کے تبادلہ میں پھل اور میوہ لیے جا سکتے ہیں اور مشرقی مقبوضات بھی اپنی ضروریات کے مطابق پورا اناج پیدا کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ اس لیے روس سے اناج کے مقابلے میں مشینری لی جا سکتی ہے۔ روس کا افغانستان ایران اور افریقہ سے براہ راست تعلق ہے۔ کراچی جو کمرشل اور فوجی نقطہ نگاہ سے ہندوستان کی واحد بندرگاہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تصور کی جاتی ہے، پاکستان میں واقع ہے۔ جس سے گندم اور کپاس کی برآمد ہوتی ہے۔ سو دیشی نقطہ نگاہ سے بمبئی کی بندرگاہ جو بدیشی مال درآمد کر کے ملک کو اقتصادی لوٹ کا شکار بناتی ہے، بالکل ناکارہ ہے۔ اندرونی نقل و حرکت کے لیے پاکستان میں ریل کا جال بچھا ہوا ہے۔ نیز دریاؤں سے کامیاب طور پر تجارتی نقل و حرکت کی جا سکتی ہے۔ پاکستانی خطہ میں نہ صرف بڑے بڑے دریا بہتے ہیں، بلکہ ہندوستان کو سیراب کرنے والے دریا گنگا اور جمنا پاکستان کی سرزمین سے نکلتے ہیں، اگر ان کے منبع پر سائنٹیفک طریق سے کام لے کر گنگا اور جمنا کا پانی ستلج اور بیاس میں منتقل کر دیا جائے تو پاکستان کا کونہ کونہ سیراب ہو سکتا ہے۔ دریاؤں کے رخ بدلنے کا کامیاب تجربہ امریکہ میں ہو چکا ہے۔ پانامہ نہر کے بناتے وقت ایک دریا کا پانی کئی سالوں تک دوسرے راستہ سے خارج کیا گیا تھا۔ اب شمال مشرقی پاکستان کو لیجیے اس میں کوئلہ بافراط ملتا ہے بلکہ ہندوستان کی آج تمام ضروریات بنگال کے کوئلے سے پوری ہو رہی ہیں۔ بنگال اپنی ضروریات سے کہیں زیادہ چاول پیدا کرتا ہے اور پٹ سن اس کی خاص انڈسٹری ہے، اگر اسے نیشنل لائن پر چلایا جائے تو تمام مشرقی پاکستان محض پٹ سن کے علاقہ سے مالا مال ہو سکتا ہے۔ اس سرزمین کو بھی بڑے دریا سیراب کرتے ہیں جو تجارتی نقل و حرکت کے لیے بھی بہت مفید ہے۔

کلکتہ ہندوستان کی سب سے اہم بندرگاہ ہے اور اس کی کھاڑی بنگال کے جہازوں کے لیے محفوظ ترین بندرگاہ ہے، جو پاکستان کی ایک بہت بڑی بحری قوت بننے میں مدد دے سکتی ہے اور اس سے پٹ سن کے مصنوعات اور چاول وغیرہ کی برآمد آسٹریلیا، ملایا اور سنگاپور کو کی جا سکتی ہے اور ادھر سے سماٹرا جاوا کے مصالحہ جات براستہ کلکتہ درآمد کر کے ہندوستان میں برآمد کیے جا سکتے ہیں اور مچھلی بھی اندرونی ہند میں برآمد کی جا سکتی ہے۔ سب سے معرکہ کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کی دو طرفہ سرحد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے چین، روس، تبت اور افغانستان کو براہِ راست پاکستان سے معاہدات کرنے ہوں گے اور ان عہد ناموں کی موجودگی پاکستان کو بین الاقوامی طور پر ایک بہت اہم ملک بنا دیتی ہے''۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں، میں اپنے بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ یہ چند موٹی موٹی باتیں ہیں جو بیان کی گئی ہیں، اگر ان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ایک غیر جانبدار آدمی یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوتا ہے کہ پاکستان اقتصادی، معدنی اور زرعی طور پر ہندوستان سے کہیں زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوگا اور شاید ہندوؤں کے دل میں یہی جذبہ کام کر رہا ہے کہ پاکستان کی علیحدگی سے ان کی اپنی اقتصادی پوزیشن کو بہت نقصان پہنچے گا اور اس جذبہ کے اظہار کو وہ پاکستان کی مالی اقتصادی اور سیاسی نقصان سے تعبیر کرتے ہیں۔

برادران وطن کی گھبراہٹ

ابھی حال ہی میں ایک مسلمان اخبار نے پاکستان کے متعلق ہندو کے اقتصادی نقطہ نظر کی توضیح ان الفاظ میں کی ہے:

ہندو سوچتا ہے کہ بھارت ورش کے ساتھ ملایا، جاوا، برما، چین، جاپان اور آسٹریلیا کی تمام تجارت کلکتہ کی بندرگاہ سے ہوتی ہے۔ بنگال میں پاکستان بن گیا تو یہ سب تجارت گئی۔ عرب، ایران اور عراق کی تجارت کا ذریعہ کراچی ہے۔ ایران اور موصل کا تیل کراچی کے قریب ہے اور برما کا تیل کلکتہ کے قریب ہے۔ اگر بنگال و سندھ میں پاکستان بن گیا تو یہ سب تجارتیں بھی گئیں۔ عراق، ایران اور برما کے تیل کی کمپنیاں پاکستانیوں کے ہاتھ آ سکتی ہیں۔ اس صورت میں ہندو کا کیا بنے گا۔

ہندو سوچتا ہے کہ کشمیر کے میوے گئے۔ کابل کے سردے، چمن کے انگور اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

افغانستان کے خشک میووں کی تجارت گئی۔ بنگال کا چاول اور جوٹ گیا۔ پنجاب کی اجناس گئیں۔ برما عراق اور ایران اپنے تیل کے لیے اپنی ہمسایہ پاکستانی بندرگاہوں (کراچی-کلکتہ) کو ترجیح دیں گے، تیل بھی ہوگا۔ ہندوستان میں کسی بھی دوسری جگہ تیل نہیں ہے۔ ان دردناک حالات میں ہندوؤں کا کیا بنے گا۔

اچھا ان سب باتوں کو رہنے دیجئے، پھر کیا کوئی قوم اپنے موجودہ اقتصادی وسائل کی قلت پر نظر کر کے غلامی کی ذلت کو آزادی کی زندگی پر ترجیح دے گی۔ آپ سرحدی آزاد قبائل کا حال نہیں دیکھتے کہ وہ اتنی بڑی قاہر سلطنت کے مقابلہ میں باوجود انتہائی بے سروسامانی کے کب سے اپنی آزادی کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

انگریز کی غلامی

اگر آپ کی سب حجتیں صحیح مان لی جائیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہندوستان کے مسلمان کو کبھی اور کسی جگہ ایسا ارادہ اور نیت ہی نہ کرنی چاہیے کہ وہ ہندو اکثریت کے زیرِ نگیں رہنے اور ان سے شوق و تحفظات کی بھیک مانگنے سے انکار کرے۔ آپ نے یہ بھی خوب کہی کہ پاکستان بننے کی صورت میں انگریز کی دائمی غلامی سب پر مسلط رہے گی۔ کیا آپ نے پڑھا نہیں کہ بار بار قائدین لیگ اعلان کر رہے ہیں کہ آج کانگریس مسلمانوں کا یہ منصفانہ اور صحیح مطالبہ تسلیم کر لے تو کل صبح کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے دونوں قومیں کامل تعاون اور وحدت عمل کے ساتھ آزادی کی جنگ دوش بدوش ہو کر لڑیں گی بلکہ مسلمان اس میں پیش پیش رہیں گے۔ اب اگر ہندو کا یہ دلی منشا ہی نہ ہو کہ ملک کو اجنبی غلامی سے آزاد کرائے بلکہ یہ ہی مقصد ہو کہ مسلمانوں کو دائماً اپنی اکثریت کا محکوم رکھے تو وہ ہی آزادیٔ ملک کے راستے میں سنگ راہ بنے گا اور مسلمان آزادی حاصل کرنے کے لیے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گے۔ مطالبہ پاکستان کا انکار کر کے انگریز کو یہ موقع تو خود ہندو دے رہا ہے کہ وہ ہم کو باہم ٹکراتا اور لڑاتا رہے۔ دونوں قوموں کی بیک وقت آزادی تسلیم کر لینے سے تو آپس کے سب جھگڑے مٹ جائیں گے اور دونوں ایک دوسرے کے احساسات کی قدر کرنا سیکھیں گے۔

بے شک انگریزی حکومت باختیار خود اپنے مفاد کو ترک نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر حکومت ہندوستانیوں کو اُلّو بناتی ہے تو وہ خود الو کیوں بنتے ہیں۔ ان کو لازم ہے کہ بے جا تعصبات اور تنگ نظریوں سے بالاتر ہو کر فراخ دلی کے ساتھ معاملہ کرنا سیکھیں اور ایک دوسرے کے صحیح اور جائز احساسات کی رعایت اور قدر کریں اور انہیں خود سوچنا ہوگا کہ وہ کیوں غیر ملکی حکومت کے جال میں پھنسیں۔

پاکستان کا قانون

یہ کہنا حیرت انگیز ہے کہ پاکستان کی حکومت ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آئے گی جو دین و مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے اور اپنی حکومت میں سول میرج جیسے قوانین بنائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ لوگ پاکستانی حکومت ایسے ہاتھوں میں جانے ہی کیوں دیتے ہیں۔ یہ تصور تو آپ کا ہے۔ آج اگر تمام علماء و زعماء مل کر لیگ میں آ جائیں اور لاکھوں صحیح الخیال و صحیح العقیدہ مسلمانوں کو اس کا ممبر بنائیں پھر اکثریت آپ کی ہوگی۔ آپ ہر طرح کی اصلاح جمہور کی طاقت کو ساتھ لے کر کر سکیں گے اور ناقابل اصلاح ہونے کی تقدیر پر فاسد عنصر کو نکال باہر کریں گے۔ بہرحال ان مشکلات کا واحد حل یہی ہے، ورنہ کیا ہندو اکثریت کی حکومت سے آپ یہ اُمید کر سکتے ہیں کہ وہ ہمارے دین و مذہب کے تحفظ کی ضامن و کفیل ہوگی۔ اگر کلمہ پڑھنے والوں سے آپ اپنی مذہبی بات نہیں منوا سکتے تو کھلے ہوئے کافروں سے کس طرح تسلیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرائیں گے۔

کانگریس وزارتوں کے زمانے میں جو دردناک مظالم ہوئے، انہیں چھوڑ کر کیا واردھا اسکیم ہی آپ کانگریس سے منسوخ کرانے میں کامیاب ہوگئے، جس کی پرزور مذمت تمام مسلم جماعتوں نے متفقہ طور سے کی۔

جمعیۃ العلماء ہند کا فارمولا

کیا جمعیۃ العلماء کا موجودہ فارمولا ہی کانگریس اور دوسری اقوام متعلقہ سے منظور کرا لیا ہے یا محض ہوا پر قلعہ تعمیر کیا جا رہا ہے۔ پہلے جمعیۃ العلما ہند اپنا فارمولا کانگریس وغیرہ سے تسلیم کرائے تب دوسری مسلمان جماعتوں سے دریافت کیجیے کہ تم اسے تسلیم کرتے ہو یا نہیں۔ عجیب بات ہے کہ کانگریس میں دوسری اقوام غالبہ کی شرکت کے لیے تو ہم کو معاہدہ کی ضرورت نہیں مگر مسلم لیگ میں شریک ہونے یا اس کی تائید کرنے کے لیے جس کا دروازہ تمام مسلمانوں کے لیے کھلا ہوا ہے، پہلے معاہدہ کی ضرورت ہے۔ گویا مشرکین کی بات پر تو ہم اعتماد کر سکتے ہیں لیکن مسلمانوں کے ساتھ کسی درجہ میں بھی حسن ظن باقی نہیں رکھ سکتے۔ مسلم لیگ کے شائع شدہ دستور میں یہ دفعہ موجود ہے کہ مسلمانوں کے تمام شرعی معاملات میں سنیوں کے علماء اور شیعوں کے مجتہدین کی آراء کو معتبر رکھا جائے گا۔ پھر سب وعدے اور اعلانات کی پابندی کرانا کسی طاقت ہی سے ممکن ہے۔ مسلم لیگ میں جمہور اہلِ اسلام کی طاقت کو ساتھ لے کر وعدے وفا کرانے کا ہر وقت موقع ہے۔ کانگریس میں کبھی یہ امکان ہی نہیں بجز اس کے کہ اکثریت اپنے لطف و کرم سے ہم کو بھی زندہ رہنے کا حق عطا فرما دے۔ کیا اس قدر واضح اور کھلے ہوئے حقائق کی موجودگی میں کوئی مسلمان بشرط سلامت ہوش و حواس یہ گمان کر سکتا ہے کہ چند منفرد و منتشر مسلمانوں کا کانگریس میں شریک ہو کر مسلم لیگ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف محاذ بنانا صحیح ہوگا۔ بار بار سوچئے اور فہم و دیانت سے کام لیجیے۔ کیا بعید ہے کہ حق تعالیٰ صحیح حقیقت سب کے دلوں پر منکشف فرما دے اور جو موقع حسنِ اتفاق سے کلمہ گویوں کی تنظیم کا کفار کے مقابلہ پر اس وقت اللہ کی رحمت سے ہاتھ آ گیا ہے، وہ ضائع نہ ہو جائے۔ سب مسلمان یک دل و یک زبان ہو کر اپنا متفقہ مطالبہ حکومت اور کانگریس دونوں کے سامنے رکھیں تو کس کی مجال ہے کہ دس کروڑ فرزندانِ توحید کی پُرقوت و پُر ہیبت آواز کو یوں ہی بے اعتنائی سے ٹھکرا دے اور اگر ایسا ہو بھی تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسے ٹھکرانے کے بعد وہ دنیا میں چین سے بیٹھ کر حکومت کرتے رہیں گے۔

جمہور مسلمانوں کا مطالبہ

یاد رکھئے! مسلمان اب بیدار ہو چکا ہے، اس نے اپنی منزل مقصود معلوم کر لی ہے اور اپنا نصب العین خوب سمجھ لیا ہے۔ وہ اس رستہ میں جان و مال نثار کرنے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ خوش قسمتی سے بہت سے علماء اُمت اور کثر مشائخ طریقت نے مذہبی نقطۂ نظر سے پاکستان کی حمایت و تائید کا بیڑہ اٹھایا ہے اور وہ اپنے پیروؤں کو برابر یہ تلقین کر رہے ہیں کہ پاکستان اور مسلم لیگ کو کامیاب بنانے کی انتہائی سعی کریں اور کسی رکاوٹ کو خاطر میں نہ لائیں کیونکہ اس وقت یہ مسلمانانِ ہند کی موت و حیات کا مسئلہ ہے۔ اب ہم مضمون پاکستان کو چوہدری رحمت الٰہی کے الفاظ پر ختم کرتے ہیں جو ترکی کی شہرہ آفاق خاتون خالدہ ادیب خانم کی کتاب ''دروان ہند'' سے ماخوذ ہیں۔ انہوں نے اسلامی ہند کی سیاست پر تبصرہ کرتے ہوئے پاکستان نیشنل تحریک پر ایک باب باندھا ہے اور اس سلسلے میں چوہدری صاحب سے پیرس اور لندن میں دو دفعہ ملاقات کی ہے اور پاکستان کا باب انہیں ملاقاتوں کا نتیجہ ہے۔ اس باب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہم چند سطور ذیل میں درج کرتے ہیں:

''ہماری تجویز ایک آزاد اور علیحدہ پاکستان کا تصور ہے جو شمال کے پانچ صوبوں پر مشتمل ہے اور جس کا سیاسی درجہ دیگر مہذب اقوام کے برابر ہوگا۔ ہمارا یقین ہے کہ یہ حل دونوں قوموں (پاکستان کے مسلمان اور ہندوستان کے ہندو) کے لیے آبرو مندانہ زندگی کا تحفظ کرے گا اور دونوں کو برطانوی شہنشاہیت کا آلہ کار بننے سے بچائے گا۔ ہم مسلمانوں کا ہندو اکثریت میں مدغم ہو جانا سیاسی موت کے مترادف ہوگا''۔

ملّی خودکشی کے معنی

کیا تاریخ عالم میں ایسی ایک بھی مثال ملتی ہے کہ ایک قوم نے ہمسایہ قوم کے اتحاد کے لیے خودکشی کی ہو۔ شکست ایک بری چیز ہے لیکن بغیر مقابلہ کے ہتھیار ڈال دینا گناہ عظیم ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ برطانوی راج اور ہندو وطن پرستی اپنی مخصوص مصالح کی خاطر ہم سے متحدہ ہندوستان کے نام پر قومی خودکشی کی توقع رکھتی ہے لیکن ایسا ہونا قبیل محالات سے ہے۔ ہندوستان کو متحد کرنا الگ بات ہے لیکن پاکستان کو غصب کرنا اور بات۔ یہ ہم کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہم کشمکش حیات میں چند در چند مصائب میں مبتلا ہیں لیکن یہ درخشاں حقیقت ہم فراموش نہیں کر سکتے کہ ہمارے آباؤ و اجداد نے اس سرزمین میں ان سے کہیں زیادہ عظیم الشان مصائب کا نہایت جوانمردی اور کامیابی سے مقابلہ کیا تھا۔ ہمارا مستقبل پاکستان سے وابستہ ہے اور ہم اسے زندگی اور موت کا سوال سمجھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ تقدیر نے ہمیں پاکستان کے تحفظ کے لیے انتخاب کیا ہے اور یہ چیز آئندہ نسلوں کو ورثہ میں ملے گی۔ امروز شاید ہمارا مذاق اڑائے لیکن ہماری آنکھیں صبح فردا کے اس دلفریب خندہ کا ❶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نظارہ کر رہی ہیں جس کے پردہ سے ہماری کامرانیوں کا مہرِ منیر طلوع ہو گا۔ اس صبح کی نمود تک ہم نومیدیوں کی شبِ تار کو اپنی قربانیوں کے نور سے روشن رکھیں گے اور اسلام کے سچے فرزندوں کی طرح ہر مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے۔ دیگر اقوامِ عالم کی طرح ہمارے سامنے بھی خدمت خلق کا معین مقصد ہے اور وہ اس صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ ہم پاکستانی روح کو منزہ اور ملحوظ رکھیں۔ اندریں حالات اگر ہم قومیت متحدہ ہندیہ کے برخود غلط اور خطرناک نظریہ کے لیے اپنے ہی قتل نامہ پر دستخط ثبت کر دیں تو یہ آئندہ نسلوں سے غداری، اپنی تاریخ سے صریح ظلم اور انسانیت کے خلاف گناہ عظیم ہوگا۔

پاکستان کا نظامِ حکومت

اب آپ نے سمجھ لیا کہ پاکستان کیا ہے۔ اگر یہ پاکستان بن گیا تو وہاں نظامِ حکومت کس قسم کا ہوگا۔ اس کے متعلق سردست بدون تفصیلات میں جائے انہی اعلانات پر اکتفا کرتے ہیں جو آل انڈیا مسلم لیگ کے قائداعظم محمد علی جناح، اس کے جنرل سیکرٹری نواب زادہ لیاقت علی خان اور اس کے مجلس عمل کے صدر نواب محمد اسماعیل خان صاحب وقتاً فوقتاً کرتے رہے ہیں کہ سرزمین پاکستان میں قرآن کریم کے سیاسی اصول کی بنیادوں پر اسلام کی حکومت عادلہ قائم ہوگی جس میں تمام اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ بلکہ فیاضانہ برتاؤ کیا جائے گا۔ ذمہ دارانِ لیگ کے اعلانات پر اعتبار کرتے ہوئے مجھے اس قدر وضاحت کرنے کی اجازت دی جائے کہ یہ اعلیٰ اور پاک نصب العین ممکن ہے بتدریج حاصل ہو۔ تاہم ہر دوسرا قدم جو اٹھایا جائے گا ان شاء اللہ پہلے قدم سے زیادہ مسلم قوم کو اس محبوب نصب العین سے قریب تر کرے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہاں اس موقع پر میں یہ کہنے کی جرأت ضرور کروں گا کہ پاکستان بنانے والوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ پہلے خود پاک بنیں۔ بلاشبہ پاکی کے درجات ہیں اور اس کا کوئی نہ کوئی درجہ ادنیٰ ترین مسلمان کو بھی حاصل ہے کیوں کہ کفر و شرک کی نجاست سے وہ بہرحال پاک ہوتا ہے۔ مگر بانیانِ پاکستان کے لیے بہت ہی ادنیٰ درجہ کی پاکی کفایت نہیں کر سکتی۔ لازم ہے کہ پاکستان قائم ہونے سے پہلے وہ زیادہ سے زیادہ پاکیزگی اپنے اخلاق، اعمال، خیالات اور جذبات میں پیدا کریں۔ میں نے میرٹھ کانفرنس کے خطبہ صدارت میں اس پر ذرا تفصیل کے ساتھ متوجہ کیا ہے اور آج پھر کہتا ہوں کہ حقیقی معنی میں پاکستان بنانے والی قوم کے لیے ضرورت ہے کہ وہ خود پاکیزہ اخلاق و اطوار کا نمونہ بنے اور اس کے ساتھ تحصیل پاکستان کے ذرائع و وسائل مہیا کرنے میں ان تھک جدوجہد سے کام لے۔ وہ ذرائع و وسائل کیا ہیں، اس کی تفصیلات تو حالات کے اقتضاء سے وقتاً فوقتاً سامنے آتی رہیں گی۔ فی الحال تو ہماری تمام تر مساعی اس نقطہ پر مرکوز ہونی چاہیے کہ ایک طرف حکومت اور دوسری جانب ہندوستان میں بسنے والی قوموں پر یہ ثابت کر دیں کہ یہاں کے جمہور مسلمانوں نے آخری طور پر فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم پاکستان لے کر رہیں گے جس کا ثبوت پیش کرنا صرف مسلمان ووٹروں کے قومی احساس اور فرض شناسی پر منحصر ہے۔

مسلم لیگ کی درخشاں کامیابی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَالْمِنَّۃ کہ سنٹرل اسمبلی کے انتخابات میں انہوں نے بہت ہی صاف طور پر اس کا ثبوت پیش کر دیا۔ اب دوسرا مرحلہ شروع ہے اور محض تائید ربانی سے آثار ایسے پیدا ہیں۔ اس مرحلہ پر بھی ہمارا یہ دعویٰ جھوٹا ثابت نہ ہوگا۔ ضرورت ہے کہ اس ایک دو ماہ میں مسلمان چین سے نہ بیٹھیں اور ہر فرد مسلم اپنی اپنی جگہ مطالبہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کو حق بجانب ظاہر کرنے کے لیے ہر امکانی کوشش کو کام میں لائے۔ کاش جو مسلمان اس مطالبہ سے علیحدہ ہیں وہ بھی اس وقت متفق ہوتے یا کم از کم برسرِ پیکار نہ ہوتے تو با سہولت اور بلا ادنیٰ مقابلہ کے ہمارا یہ قومی نصب العین انگریز اور ہندو دونوں سے تسلیم کرایا جا سکتا۔ خصوصیت کے ساتھ ہمارے احراری بھائی پہلے مسلم لیگ کے ساتھ ہو کر ہندوستان میں کوئی مناسب زمین حاصل کر لیتے پھر وہاں حکومت الٰہیہ کی مضبوط عمارت بنوانے کی خدمت پوری قوت کے ساتھ انجام دیتے۔ افسوس کہ ایسا نہ ہوا !!

تجری الریاح بما لاتشتهی السفن واللّٰه غالب علی امره ولکن اکثر الناس لا یعلمون.

بہرصورت اس وقت مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس معرکہ انتخاب میں حصولِ پاکستان کے پیش نظر مسلم لیگ کی آواز کو زیادہ سے زیادہ کامیاب اور موثر بنانے کی کوشش کریں میں اس سے بے خبر نہیں کہ محض الیکشن کی کامیابی ہم کو پاکستان نہیں دلوا سکتی۔ الیکشن ختم ہونے کے بعد دیکھنا ہے کہ بین الاقوامی سیاست اور ہندوستان کی سخت اضطرابی کیفیات کا اثر حکومت برطانیہ کے دماغ و قلب پر کیا پڑتا ہے اور ہماری ہمسایہ اقوام کہاں تک ٹھنڈے دماغ سے جمہور مسلمین کے منصفانہ مطالبہ پر غور کرتے اور اس پورے ملک کی بہتری اور امن و خوشحالی کا کس حد تک پاس و لحاظ رکھتے ہیں۔ اگر امن پسندانہ آزادی، صلح و آشتی، نیک خواہی اور خیر سگالی کے جذبات یہاں کی اقوام میں کارفرما ہوئے تو مسلمان آگے بڑھ کر جوش کے ساتھ اس کا خیرمقدم کریں گے، ورنہ جو غیر خوشگوار حالات پیش آئیں گے ان کے لیے ہم کو بہرحال سینہ سپر ہونا پڑے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمارا قومی نعرہ

اس موقعہ پر ہمارا قومی نعرہ وہی ہوگا جو روہیل کھنڈ کے آخری ہیرو حافظ رحمت خان نے اپنے تاریخی خط میں شجاع الدولہ کو لکھا تھا کہ ''اگر صلاح دولت کیشاں بصلح ہمرنگ است بارک اللہ وگر بستیز و جنگ است بسم اللہ''

جواں مرداں نتا بند از کسے روئے
ہمیں میدان ہمیں چوگان ہمیں گوئے

حالات کا آخری نتیجہ کچھ بھی ہو اور اس منزل کے قطع کرنے میں کچھ بھی مصائب کسی طرف سے پیش آئیں مگر ہندی مسلمان اب جاگنے کے بعد پھر سونے کا اور اٹھنے کے بعد بیٹھ جانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

سینے میں دل آگاہ ہو کچھ غم نہ کر ناشاد سہی
مشغول تو ہے بیدار تو ہے نغمہ نہ سہی فریاد سہی
ہر چند بگولا مضطر ہے اک جوش تو ہے اس کے اندر
اک وجد تو ہے اک رقص تو ہے بچپن نہ سہی برباد سہی

اب رخصت ہونے سے پہلے مجھے دو لفظ اور کہنے دیجئے جو یہاں کی برسر حکومت پارٹی سے متعلق ہیں۔ میں ابھی تک یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یونینسٹ پارٹی کے مسلم ارکان باوجود پاکستان کے حامی ہونے کے کس نوعیت کا اختلاف مسلم لیگ سے رکھتے ہیں۔ میں ایک غیر سیاسی آدمی ہوں، ایسے دقیق سیاسی اختلافات کا سمجھنا شاید میری دسترس سے باہر ہے۔ اخبارات و جرائد سے جو کچھ مجھے اندازہ ہوا، وہ یہ ہے کہ اصولاً اختلاف زیادہ شدید قسم کا معلوم نہیں ہوتا مگر اس نے عملاً ایک سخت نوعیت اختیار کر لی ہے۔ کیا پنجاب میں کوئی سمجھ دار اور بااثر ایسا نہیں جو اختلاف کی اس گتھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو سلجھا سکے۔ اوس و خزرج کی ایک سو بیس سالہ جنگ کے اثرات کو اسلام کی ربانی تاثیر نے ایک آن میں ختم کر دیا تھا۔ کیا آج ہمارا مشترک جذبہ اسلامیت اور اعلیٰ قومی مفاد کا تصور ایسے حقیر نزاعات کو ایسے نازک موقع پر ختم نہیں کر سکتا۔ ضرور کر سکتا ہے، مگر وہ ختم کرنا اس خداوند قدوس کے نام پر ممکن ہوگا جس کا واسطہ دینا الیکشن کے زمانے میں جرم قرار دے دیا گیا۔ اکبر مرحوم نے شاید اسی دن کے لیے کہا تھا:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اب فرمایئے کہ اگر گلینسی ہمارا خضر راہ بن جائے اور خضر راہ ہی راستہ سے ہٹانے لگے تو صحیح راہنمائی کی توقع کس طرح کی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مسلمانوں نے یہ سیاسی مہم سر کرنے کے لیے اپنا راہنما چن لیا ہے، جس نے عظیم ترین قومی تنظیم کو ہر قیمت پر محفوظ رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ خطبہ بلا ارادہ طویل ہوتا جا رہا ہے اور جمعیۃ علما اسلام کے دوسرے مقاصد جو اس کے مفصل نظام نامہ کے پڑھنے سے آپ پر واضح ہوں گے اور جن کا تعلق محض ہنگامی صورت حال سے نہیں، میں اس پر کوئی بحث نہیں کر سکا۔ اپنی اس تقصیر کا مجھے اعتراف ہے لیکن وقتی مسئلہ نے بہت وقت لے لیا۔ اِدھر طویل علالت کے اثرات سے میں اس قابل نہیں کہ مزید محنت برداشت کر سکوں۔ میں تھک چکا ہوں اور میرے خیال میں آپ بھی سنتے سنتے اکتا چکے ہوں گے۔ اس لیے آخر میں آپ کی قدر افزائی اور مہمان نوازی کے شکریہ کے ساتھ اس دعا پر ختم کرتا ہوں:

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علیه وسلم ولا تجعلنا منهم سبحان ربک رب العزة عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للّٰه رب العلمین.

آخر میں میں مجلس استقبالیہ اور اس کے سرگرم عہدہ داران بالخصوص مولانا غلام مرشد صاحب صدر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب، خان صاحب، چوہدری عبدالکریم صاحب جنرل سیکرٹری مجلس استقبالیہ جمعیۃ علما اسلام پنجاب اور ملک لال خان صاحب آرگنائزنگ سیکرٹری مجلس استقبالیہ جمعیۃ علما اسلام اور عزیز مولوی محمد متین خطیب دیوبند نائب ناظم کل ہند جمعیۃ علمائے اسلام کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جن کی انتھک کوششوں اور قربانیوں سے یہ کانفرنس انعقاد پذیر ہوسکی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان حضرات کے دلوں میں خدمت اسلام کا ایک بے پناہ جذبہ پیدا فرما دیا جس کا اثر یہ ہے کہ آج ہم اس قدر عظیم الشان اجتماع اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اگر یہ حضرات اپنے وقت عزیز کو اس قدر سرگرمی سے مفاد ملت کے لیے وقف نہ فرماتے تو شاید ہم اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کامیاب نہ ہو سکتے۔ میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از بیش خدمت دین و ملت کی توفیق اور ہمت عطا فرمائے۔ آمین!

شبیر احمد عثمانی

۲۶ جنوری ۱۹۴۶ء / ۲۱ صفر ۱۳۶۵ھ

☆☆☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵

پاکستان کے پہلے وزیراعظم

نوابزادہ لیاقت علی خانؒ کی تقریر

مارچ ۱۹۴۹ء میں جب دستور ساز اسمبلی میں مسودہ
قرارداد مقاصد پیش کیا گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاکستان کے پہلے وزیرِاعظم نوابزادہ لیاقت علی خان کی تقریر

صدرِ محترم!

میں ذیل میں قرار دادِ مقاصد OBJECTIVE RESOLUTION پیش کرتا ہوں۔ یہ قرار دادِ مقاصد ان اصولوں پر مبنی ہے جن پر پاکستان کا دستور اساسی مبنی ہو گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کل کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور اسی نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقررہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے نیابت عطا فرمایا ہے اور چوں کہ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے، لہذا جمہور پاکستان کی نمائندہ مجلس دستور ساز فیصلہ کرتی ہے کہ آزاد خود مختار مملکت پاکستان کے لیے ایک دستور مرتب کیا جائے۔

جس کی رو سے مملکت جملہ حقوق و اختیارات حکمرانی جمہور کے منتخب نمائندوں کے ذریعہ سے استعمال کرے جس میں اصول جمہوریت و حریت، مساوات و رواداری اور عدل عمرانی کو جس طرح اسلام نے ان کی تشریح کی ہے پورے طور پر ملحوظ رکھا جائے۔

جس کی رُو سے اس امر کا قرار واقعی انتظام کیا جائے کہ اقلیتیں آزادی کے ساتھ اپنے مذہبوں پر عقیدہ رکھ سکیں اور ان پر عمل کر سکیں اور اپنی ثقافت کو ترقی دے سکیں۔

جس کی رو سے وہ علاقے جو اب تک پاکستان میں داخل یا شامل ہو گئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ایسے دیگر علاقے جو آئندہ پاکستان میں داخل یا شامل ہو جائیں، ایک وفاقیہ بنائیں جس کے ارکان مقرر کردہ حدود اربعہ و متعینہ اختیارات کے ماتحت خود مختار ہوں۔

جس کی رُو سے بنیادی حقوق کی ضمانت لی جائے اور ان حقوق میں قانون اور اخلاق عامہ کے ماتحت مساوات حیثیت و مواقع، قانون کی نظر میں برابری، عمرانی، اقتصادی اور سیاسی عدل، خیال، اظہار، عقیدہ و دین و عبادات اور ارتباط کی آزادی شامل ہوں۔

جس کی رُو سے اقلیتوں اور پسماندہ و پست طبقوں کے جائز حقوق کے تحفظ کا قرار واقعی انتظام کیا جائے۔

جس کی رُو سے نظامِ عدل کی آزادی کامل طور پر محفوظ ہو۔

جس کی رُو سے وفاقیہ علاقوں کی صیانت، اس کی آزادی اور اس کے جملہ حقوق کا جن میں اس کی بر و بحر اور فضا پر سیادت کے حقوق شامل ہیں، تحفظ کیا جائے۔ تاکہ اہلِ پاکستان فلاح و خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں، اقوام عالم کی صف میں اپنا جائز اور ممتاز مقام حاصل کر سکیں اور امن عالم کے قیام اور بنی نوع انسان کی ترقی و بہبود میں کماحقہ اضافہ کر سکیں۔

جناب والا! میں اس موقع کو ملک کی زندگی میں بہت اہم سمجھتا ہوں۔ باعتبار اہمیت صرف حصولِ آزادی ہی اس سے بلند تر ہے کیوں کہ حصولِ آزادی سے ہمیں اس بات کا موقع ملا کہ ہم ایک مملکت کی تعمیر اور اس کے نظامِ سیاست کی تشکیل اپنے نصب العین کے مطابق کر سکیں۔

میں ایوان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ بابائے ملت قائداعظمؒ نے اس مسئلہ کے متعلق اپنے جذبات کا متعدد موقعوں پر اظہار کیا تھا اور قوم نے ان کے خیالات کی تائید غیر مبہم الفاظ میں کی تھی۔ پاکستان اس لیے قائم کیا گیا کہ اس برصغیر کے مسلمان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنی زندگی کی تعمیر اسلامی تعلیمات و روایات کے مطابق کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے کہ وہ دنیا پر عملاً واضح کر دینا چاہتے تھے کہ آج حیاتِ انسانی کو جو طرح طرح کی بیماریاں لگ گئی ہیں ان سب کے لیے اسلام اکسیراعظم کا حکم رکھتا ہے۔ ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ ان برائیوں کا اصل سبب یہ ہے کہ انسان اپنی مادی ترقی کے ساتھ قدم نہ بڑھا سکا اور انسانی دماغ نے سائنسی ایجادات کی شکل میں جو جن اپنے اُوپر مستولی کر لیا ہے، اب اس سے نہ صرف انسانی معاشرہ کے سارے نظام اور اس کے مادی ماحول کی تباہی کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے بلکہ اس مسکن خاکی کے بھی تباہ ہو جانے کا اندیشہ ہے جس پر انسان آباد ہے۔

یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے کہ اگر انسان نے زندگی کی روحانی قدروں کو نظر انداز نہ کیا ہوتا اور اگر خدا کی نسبت اس کا اعتقاد کمزور نہ ہو گیا ہوتا تو اس سائنسی ترقی سے خود اس کی ہستی ہرگز خطرہ میں نہ پڑتی۔ محض وجود باری کا احساس انسانیت کو اس تباہی سے بچا سکتا ہے، جس کا منشاء یہ ہے کہ انسان کو جو قوتیں حاصل ہیں ان سب کو ایسے اخلاقی معیاروں کے مطابق استعمال کرنا لازمی ہے جو وحی سے فیضیاب ہونے والے ان معلموں نے معین کر دیئے ہیں جنہیں ہم مختلف مذاہب کے جلیل القدر پیغمبر سمجھتے ہیں۔

مقتدر اعلیٰ اللہ تعالیٰ

ہم پاکستانی ہوتے ہوئے اس بات پر شرمندہ نہیں ہیں کہ ہماری غالب اکثریت مسلمان ہے اور ہمارا اعتقاد ہے کہ ہم اپنے ایمان اور نصب العین پر قائم رہ کر ہی دنیا کی فوز و فلاح میں حقیقی اضافہ کر سکتے ہیں۔ لہذا جناب والا آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس قرارداد کی تمہید میں صاف اور صریح الفاظ میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختیار و اقتدار کا ذاتِ الٰہی کے تابع ہونا لازمی ہے۔ یہ بالکل درست ہے کہ مغربی تصور مملکت یہ ہے کہ اس کے نظام حکومت میں روحانی اور اخلاقی قدروں کو مطلق دخل نہیں ہونا چاہئے اس لیے شاید اس بات کا خیال بھی رواج کے کسی قدر خلاف ہی سمجھا جاتا ہے کہ مملکت کو خیر کا آلہ ہونا چاہئے نہ کہ شر کا، لیکن ہم پاکستانیوں میں اتنی جرأت ایمانی ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تمام اقتدار اسلام کے قائم کردہ معیاروں کے مطابق استعمال کیا جائے گا کہ اس کا غلط استعمال نہ ہو سکے۔ اقتدار تمام تر ایک مقدس امانت ہے جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اس لیے تفویض ہوا ہے کہ ہم اسے نوع انسانی کی خدمت کے لیے استعمال کریں اور یہ امانت ظلم و تشدد اور خود غرضی کا آلہ نہ بن جائے۔

جمہوریت

بہرصورت میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہونی چاہیے کہ ہم حکمرانوں اور بادشاہوں کے ظلِ الٰہی ہونے کے فرسودہ نظریہ کو پھر سے زندہ کریں، کیوں کہ جذبہ اسلامی کے تحت تمہید قرارداد میں اس حقیقت کو کلی طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ خدا نے اختیارات سوائے جمہور کے کسی اور کو تفویض نہیں کیے اور اس کا فیصلہ خود جمہور ہی کو کرنا ہوگا کہ یہ اقتدار کن لوگوں کے ذریعہ استعمال کیا جائے گا۔ اس لیے قرارداد میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ مملکت تمام حقوق و اختیارات کو عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعہ کام میں لائے گی۔ یہی جمہوریت کا نچوڑ ہے، کیوں کہ جمہور ہی کو اختیارات کی امانت کا حامل تسلیم کیا گیا ہے۔ پھر جمہور ہی کو ان اختیارات کے استعمال کا مجاز ٹھہرایا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھیوکریسی کی نفی

جناب والا! میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ اختیارات کے حقیقی حامل جمہور ہیں۔ چناں چہ قدرتی طور پر ''تھیوکریسی'' کے لغوی معنی ''خدا کی حکومت'' ہیں اور اس اعتبار سے توکل کائنات ہی ''تھیوکریسی'' ہوئی کیوں کہ کائنات کا کون سا گوشہ ایسا ہے جہاں اسے قدرت حاصل نہیں۔ لیکن اصطلاح میں ''تھیوکریسی'' کلیسائی حکومت کو کہتے ہیں، یعنی برگزیدہ پادریوں کی حکومت جو محض اس بناء پر اختیار رکھتے ہوں کہ وہ ایسے اہل تقدس کی طرف سے خاص طور پر مقرر کیے گئے ہیں جو اپنے مقام تقدس کے اعتبار سے ان حقوق کے دعویدار ہیں اور میں اس امر پر جتنا بھی زور دوں کم ہوگا کہ یہ تصور اسلام سے قطعاً بعید ہے۔ اسلام ملائیت یا کسی حکومت مشائخ کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس لیے اسلام میں ''تھیوکریسی'' کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اگر کوئی شخص اب بھی پاکستان کے نظامِ حکومت کے ضمن میں ''تھیوکریسی'' کا ذکر کرتا ہے تو وہ یا تو کسی شدید غلط فہمی کا شکار ہے یا شرارت سے ہمیں بدنام کرنا چاہتا ہے۔

مساوات و عدلِ عمرانی

جناب والا! اب میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ قرارداد مقاصد میں جمہوریت، حریت، مساوات، رواداری اور عدلِ عمرانی کے اصولوں پر زور دیا گیا ہے اور اس کی مزید صراحت یہ کر دی گئی ہے کہ دستورِ مملکت میں ان اصولوں کو اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے جو ان الفاظ کی اسلام نے کی ہے۔ ان الفاظ کی صراحت کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ یہ بالعموم مبہم طور پر استعمال کیے جاتے ہیں، مثلاً مغربی حکومتیں اور اشتراکی روس دونوں اس امر کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے نظامِ حکومت جمہوریت پر مبنی ہیں لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ وہ کس قدر مختلف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اس لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ ان الفاظ کے مفہوم کا تعین کر دیا جائے کہ ہر شخص کے ذہن میں ان کا مفہوم آ جائے۔ جس وقت ہم جمہوریت کا لفظ اس کے اسلامی مفہوم میں استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جمہوریت ہماری زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے اس کا اطلاق جتنا ہمارے نظام حکومت پر ہے اتنا ہی ہمارے معاشرے پر بھی ہے کیوں کہ اسلام نے دنیا کو عظیم الشان صفتوں سے مالا مال کیا ہے۔ ان میں سے ایک عام انسانوں کی مساوات ہے۔ اسلام نسل، رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا۔ انحطاط کے دور میں بھی اسلامی معاشرہ ان تعصبات سے نمایاں طور پر پاک رہا جنھوں نے دنیا کے دوسرے انسانوں کے باہمی تعلقات کو زہر آلود کر دیا تھا۔

اسی طرح ہماری رواداری کی روایات بھی عظیم الشان ہیں۔ قرونِ وسطیٰ میں اقلیتوں کو کسی نظامِ حکومت کے تحت وہ مراعات حاصل نہیں ہوئیں جو مسلمان ملکوں میں ان کو حاصل تھیں۔ جس زمانے میں کلیسا سے اختلافات رکھنے والے عیسائیوں اور مسلمانوں کو اذیتیں دی جاتی تھیں اور انہیں گھروں سے نکالا جاتا تھا، اسلام ان سب کا مامن و ملجا ثابت ہوا جنہیں مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا اور جو تنگ آ کر بھاگ نکلنے پر مجبور ہوئے تھے۔ زندہ جلانے کا تصور بھی اسلام میں کبھی نہیں آیا۔ تاریخ کا یہ مشہور واقعہ ہے کہ جب سامیوں سے نفرت کے تحت بہت سے یہودیوں کو یورپ کے ممالک سے نکال دیا گیا تو سلطنت عثمانیہ نے انہیں اپنے یہاں پناہ دی۔ مسلمانوں کی رواداری کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ دنیا میں کوئی اسلامی ملک ایسا نہیں ہے جہاں اقلیتیں کافی تعداد میں موجود نہ ہوں اور جہاں وہ اپنے مذہب اور ثقافت کو برقرار نہ رکھ سکی ہوں۔ ہندوستان کے اس برصغیر میں جہاں کبھی مسلمانوں کو لامحدود اختیارات حاصل تھے، غیر مسلموں کا پاس و لحاظ رکھا گیا اور ان کا ہمیشہ تحفظ کیا گیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جناب والا! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مسلمانوں ہی کی سرپرستی میں ہندوستان کی بہت سی زبانوں کو فروغ حاصل ہوا۔ میرے بنگال سے آنے والے دوستوں کو یاد ہوگا کہ یہ صرف مسلمان حکمرانوں کی حوصلہ افزائی ہی کا نتیجہ تھا کہ سب سے پہلے ہندوؤں کی مقدس کتابوں کا ترجمہ سنسکرت سے بنگال میں کیا گیا۔ یہی وہ رواداری ہے جس کا تصور ہمیشہ اسلام نے پیش کیا ہے۔ جس میں اقلیتیں ذلت و رسوائی کی حالت میں نہیں رہتیں بلکہ باعزت طریقہ پر زندگی بسر کرتی ہیں اور انہیں اپنے نظریات اور اپنی ثقافت کو فروغ دینے کے مواقع دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ پوری قوم کی عظمت میں اضافہ کر سکیں۔

جناب والا! جہاں تک عدل عمرانی کا تعلق ہے، میں کہوں گا کہ اسلام اس میں امتیازی اضافہ کرتا ہے۔ اسلام ایک ایسے معاشرے کے قیام کا حامی ہے جس میں عدل عمرانی کا تصور نہ خیرات پر مبنی ہے نہ تشدد پر۔ اسلام جو عمرانی عدل قائم کرنا چاہتا ہے وہ ان بنیادی ضابطوں اور تصورات پر مبنی ہے جو انسان کی زندگی کو احتیاط سے پاک رکھنے کے ضامن ہیں اور جو دولت آزادی سے مالامال کر دینے والے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور عدل عمرانی کی ایسی تعریف کی گئی ہے جس کی وجہ سے ہمارے خیال کے مطابق ان الفاظ کے عام معانی کی بہ نسبت زیادہ گہرے اور وسیع معانی پیدا ہو گئے ہیں۔

اسلامی زندگی کے لیے تیاری

قرارداد کی اس دفعہ کے بعد یہ دفعہ درج ہے کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں متعین ہیں، ترتیب دے سکیں۔ یہ امر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالکل ظاہر ہے کہ اگر مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق بنا لیں تو اس پر کسی غیر مسلم کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

جناب والا! حکومت ایک غیر جانبدار تماشائی کی حیثیت سے اس امر پر اکتفا نہیں کرے گی کہ مسلمانوں کو اس مملکت میں صرف اپنے مذہب کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی آزادی حاصل ہو، کیوں کہ حکومت کے اس طریق عمل کا مطلب یہ ہوگا کہ جو مقاصد پاکستان کے مطالبہ کے محرک تھے، انہی کی خلاف ورزی ہو حالاں کہ یہ مقاصد اس مملکت کا سنگ بنیاد ہونے چاہئیں جسے ہم تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ یہ مملکت ایک ایسا ماحول پیدا کرے گی جو ایک حقیقی اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں مدد و معاون ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مملکت کو اپنی مساعی میں مثبت پہلو اختیار کرنا ہوگا۔

جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ قائداعظم اور مسلم لیگ کے دوسرے رہنماؤں نے ہمیشہ یہ واضح اور غیر مبہم اعلانات کیے کہ پاکستان کے قیام کے لیے مسلمانوں کے ہاں اپنا طریق زندگی اور ضابطہ اخلاق موجود ہے۔ انہوں نے بار بار اس امر پر بھی زور دیا کہ اسلام کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ خدا اور بندہ کے درمیان ایک ایسا تعلق قائم ہو جسے مملکت کے کاروبار میں کسی قسم کا دخل نہ ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں عمرانی اخلاق کے متعلق مخصوص ہدایات ہیں اور اسلام روز مرہ پیش آنے والے مسائل کے متعلق معاشرہ کے طرزِ عمل کی راہنمائی کرتا ہے۔ اسلام صرف ذاتی عقائد اور اخلاق کا نام نہیں ہے بلکہ اپنے پیروؤں سے توقع کرتا ہے کہ وہ ایک ایسے معاشرے کی تعمیر کریں جس کا مقصد حیات صالح ہو۔ یونانیوں کے برخلاف اسلام نے صالح زندگی کا جو تصور پیش کیا ہے اس کی اساس لازماً روحانی اقدار پر قائم ہے۔ ان اقدار کو اہمیت دینے اور انہیں نافذ کرنے کے لیے مملکت پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی سرگرمیوں کی اس طریقہ پر ہم نوائی کریں کہ ایک ایسا نیا عمرانی نظام قائم ہو جائے جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے بنیادی اصولوں پر مبنی ہو، جن میں جمہوریت، حریت، رواداری اور عمرانی عدل شامل ہیں۔ ان کا ذکر تو میں نے تمثیلاً کیا ہے کیوں کہ وہ اسلامی تعلیمات جو قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل ہیں محض اس پر ختم نہیں ہو جاتیں۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جس کا اس پر ایمان نہ ہو کہ کلام اللہ اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے روحانی فیضان کے بنیادی سرچشمے ہیں۔ ان کے متعلق مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف رائے نہیں ہے اور اسلام کا کوئی فرقہ نہیں ہے جو ان کے وجود کو تسلیم نہ کرتا ہو۔

فرقہ پرستی نہیں

لہذا کسی ایسے فرقے کو جو پاکستان میں اقلیت میں ہو، اس مملکت کی نیت کی طرف سے اپنے دل میں غلط فہمی نہیں رکھنا چاہئے۔ یہ مملکت ایک ایسا اسلامی معاشرہ پیدا کرنے کی سعی کرے گی جو باہمی تنازعات سے مبرا ہو۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اعتقادات کے معاملہ میں وہ مسلمانوں کے کسی طبقے کی آزادی سلب کر لے گا۔ کسی فقہ کو خواہ وہ اقلیت میں ہو یا اکثریت میں، یہ اجازت نہیں ہوگی کہ وہ دوسروں کو اپنا تحکم قبول کرنے پر مجبور کرے۔ اپنے اندرونی معاملات اور فرقہ وارانہ اعتقادات میں تمام فرقوں کو کامل آزادی اور وسعت خیال و مشرب حاصل ہوگی۔ درحقیقت ہمیں یہ اُمید ہے کہ مختلف فرقے اس منشا کے مطابق عمل کریں گے جو اس حدیث میں مذکور ہے کہ میری اُمت کے لوگوں میں اختلاف رائے ایک نعمت ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اپنے اختلافات کو اسلام اور پاکستان کے لیے باعثِ استحکام بنائیں اور چھوٹے موٹے مفادات کے لیے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں کیوں کہ اس طرح پاکستان اور اسلام دونوں کمزور ہو جائیں گے۔ بسا اوقات اختلافات رائے ہم آہنگی اور ترقی کا ذریعہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں لیکن یہ صرف اسی طرح ہو سکتا ہے کہ رائے کے اختلافات میں اس امر کی اجازت نہ دی جائے کہ وہ ہمارے حقیقی نصب العین کو جو اسلام کی خدمت اور اس کے مقاصد کو ترقی دینا ہے، نظروں سے اوجھل کر دیں۔ بس ظاہر ہے کہ اس دفعہ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو ایک ایسا نظامِ سیاست قائم کرنے کی سہولت حاصل ہو جائے جس کے ذریعے دنیا پر واضح ہو سکے کہ اسلام دنیا میں نہ صرف ایک ترقی پسند طاقت ہے بلکہ وہ ان گوناگوں خرابیوں کا علاج بھی مہیا کرتا ہے جن میں بنی نوع انسان مبتلا ہے کیوں کہ مسلمانوں کو اپنی پستی اور محکومی کے طویل دور میں ہمیشہ اس قسم کے موقع کی تلاش رہی ہے۔

غیر مسلموں کے حقوق محفوظ

ایک ایسا اسلامی معاشرہ تعمیر کرنے کے مقصد میں ہم نے غیر مسلموں کے حقوق کو نظر انداز نہیں کیا۔ اگر ہم اقلیتوں کی آزادی میں مداخلت کرنے کی کوشش کرتے تو یہ ایک غیر اسلامی فعل ہوتا اور ہم یقیناً اپنے مذہبی احکام کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے۔ اقلیتوں کو اپنے مذہب پر چلنے، اس کی حفاظت کرنے یا اپنی ثقافت کو فروغ دینے سے کسی طرح بھی روکا نہیں جائے گا۔ اسلامی ثقافت کی نشوونما کی تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمان حکومتوں اور سلطنتوں کے تحت زندگی بسر کرنے والی اقلیتوں کی ثقافتیں میراث کی اس دولت میں اضافہ کرنے کا موجب ہوئیں جو مسلمانوں نے اپنے لیے مہیا کی تھی۔ میں اقلیتوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں اس امر کا پورا پورا احساس ہے کہ اگر اقلیتیں انسانی علم و فکر کی دولت میں اضافہ کر سکیں تو یہ امر پاکستان کی نیک نامی میں اضافہ کا موجب ہوگا اور ہماری قومی زندگی کو چار چاند لگا دے گا۔ اس لیے اقلیتوں کو نہ صرف کامل آزادی کی توقع کرنی چاہئے بلکہ یہ اُمید بھی رکھنی چاہئے کہ اکثریت ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ قدردانی اور احترام کا وہی برتاؤ کرے گی جو تاریخ میں ہمیشہ مسلمانوں کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

وفاقی حکومت

جناب والا! قرارداد میں وفاقی طرزِحکومت کا ذکر کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جغرافیائی حالات اس طرزِ حکومت ہی کے مقتضی ہیں۔ اس صورت میں جب کہ ہمارے ملک کے دو حصوں کے درمیان ایک ہزار میل سے بھی زیادہ فاصلہ ہے، وحدانی مرکزی حکومت کے قیام کا خیال بیکار ہے۔ لیکن میں اُمید کرتا ہوں کہ مجلس دستور ساز ان واحدوں کو ایک دوسرے سے قریب تر لانے اور ایسے رابطے پیدا کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے گی جن سے ہماری قوم خوب منظّم ہو جائے۔ میں نے ہمیشہ صوبہ پرستی کے جذبات کو دبانے کی حمایت کی ہے مگر میں اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ کسی ایسی بات کی اجازت نہ دینی چاہئے جو کسی طرح قومی اتحاد کو کمزور کرنے کا موجب بنے۔ نیز آبادی کے مختلف فرقوں کے موجودہ باہمی تعلقات کو بہتر بنانے کا بندوبست کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے مجلس دستور ساز کو اس مسئلہ پر از سرِنو غور کرنا پڑے گا کہ کون سے امور مرکز کے تحت ہونے چاہئیں اور کون سے واحدوں کے پاس رہیں گے اور یہ کہ ہمارے نظام میں واحدوں کا تعین کس طرح کیا جائے۔

بنیادی حقوق

صاحبِ صدر! بعض بنیادی حقوق کے تحفظ کا یقین دلانا بھی ایک رسم سی ہو گئی ہے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم ایک ہاتھ سے حقوق دیں اور دوسرے سے واپس لے لیں۔ میں اس بات کے ثبوت میں بہت کہہ چکا ہوں کہ ہم ایک حقیقی وسیع الخیال حکومت بنانا چاہتے ہیں جس کے تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ارکان کو زیادہ سے زیادہ آزادی حاصل ہوگی۔ قانون کی نظر میں سب برابر ہوں گے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کے پرسنل لاء کا تحفظ نہیں کیا جائے گا۔ عدل کے معاملہ میں مساوات ہمارا عقیدہ ہے۔

یہ ہمارا پختہ یقین ہے اور ہم نے اکثر جگہ اس کا اعلان کیا ہے کہ پاکستان مفاد پرستوں اور مالدار طبقوں کے لیے نہیں بنا ہے۔ ہمارا مقصد اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصولوں پر تعمیر کرنا ہے کیوں کہ یہ دولت کی بہتر تقسیم میں اور ناداری کو رفع کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ اپنے عروج پر پہنچنے میں جو وجوہ انسان کے لیے مانع رہیں، وہ افلاس اور پسماندگی ہیں اور پاکستان سے ہم ان کو مٹا کر چھوڑیں گے۔ ہمارے عوام اس وقت غریب اور جاہل ہیں لیکن ہمیں ان کا معیارِ زندگی ضرور بلند کرنا اور انہیں افلاس اور جہالت کی زنجیروں سے آزاد کرانا چاہئے۔ جہاں تک سیاسی حقوق کا تعلق ہے، حکومت کے پیشِ نظر حکمت عملی کے تعین اور حکومت چلانے کے لیے ان ارکان کو انتخاب کرنے میں ہر شخص کو دخل حاصل ہوگا تاکہ وہ اپنا کام عوام کے مفاد کا خیال رکھ کر کریں۔ چوں کہ ہمیں یہ یقین ہے کہ خیالات پر کوئی پابندی نہیں عائد کی جا سکتی اس لیے ہم نہیں چاہتے کہ کسی شخص کو اس کے خیالات کے اعتبار سے باز رکھیں اور نہ ہم کسی کو جائز اور اخلاقی مقاصد کے پیش نظر ربط و انتساب سے روکنا چاہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ہم اپنے نظام حکومت کی بنیاد آزادی، ترقی اور عدل عمرانی پر رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم سماجی تفاریق کو اس طریقہ سے ختم کرنا چاہتے ہیں کہ کسی کو نقصان نہ پہنچے اور انسانی خیالات اور جائز رجحانات پر بھی پابندیاں عائد نہ ہوں۔

اقلیتوں کا تحفظ

جناب والا! اقلیتوں کے بہت سے مفاد ایسے ہیں جن کا وہ بجا طور پر تحفظ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہتی ہیں۔ یہ قرارداد اس تحفظ کی ضامن ہے۔ ہماری خاص ذمہ داری پست اور پسماندہ لوگوں کی نسبت ہے۔ ہم ان کی اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ ہیں کہ وہ اپنی موجودہ حالت میں بغیر کسی قصور کے مبتلا ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم ان کے حالات اس حالت تک پہنچنے کے کسی طرح بھی ذمہ دار نہیں ہیں۔ لیکن اب چوں کہ وہ ہمارے شہری ہیں اس لیے ہماری خاص کوشش یہ ہوگی کہ ہم انہیں دیگر شہروں کے دوش بدوش لے آئیں تاکہ وہ ان ذمہ داریوں کو سنبھال سکیں جو ایک آزاد اور ترقی پسند مملکت کے شہری ہونے کی حیثیت سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ جب تک ہمارے عوام میں پسماندہ طبقے موجود ہیں، ہمارے معاشرہ کی ترقی کی رفتار سست رہے گی۔ لہٰذا مملکت کی تعمیر کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم ان طبقوں کے مفادات کو ملحوظ رکھیں۔

روشن مستقبل

آخر میں صاحب صدر! یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمیں پختہ یقین ہے کہ ہم پاکستان کو ان اصولوں پر ڈھال کے جن کی توضیح کر دی گئی ہے، اس مملکت کو ترقی کی راہ پر ڈال دیں گے۔ وہ دن دور نہیں جب پاکستان ایک ایسا ملک بن جائے گا جس کے باشندے بلا تمیز عقائد و حیثیت اس پر فخر کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارے عوام بڑی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ انہوں نے بے بہا قربانیوں اور اس قابل تعریف ضبط و نظم کی بدولت جس کا مظاہرہ انہوں نے ایک ابتدائی اور نازک دور میں کیا، تمام دنیا سے خراج تحسین حاصل کر لیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسی قوم نہ صرف زندہ رہنے کی مستحق ہے بلکہ وہ انسانیت کی فلاح و ترقی میں بھی لازمی طور پر اضافہ کرے گی۔ یہ ضروری ہے کہ ہماری قوم جذبہ و قربانی کو زندہ رکھے اور اپنے اعلیٰ نصب العین پر قائم رہے۔ پھر قدرت اسے امور عالم میں ایک عظیم الشان مرتبہ عطا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے گی اور اسے انسانیت کی تاریخ میں زندہ جاوید بنا دے گی۔

جناب والا! یہ قوم زبردست کامیابیوں کی روایات رکھتی ہے۔ اس کی تاریخ کارناموں سے بھرپور ہے۔ اس نے زندگی کے ہر شعبہ میں کامیابی کے ساتھ پورا پورا حصہ لیا ہے۔ ہماری قوم کی بہادری کے کارنامے قومی تاریخ کی زینت ہیں۔ یہ وہ قوم ہے جس کے ارباب نظم ونسق نے ایسی روایات قائم کی ہیں جو زمانہ کی دستبرد سے اب تک محفوظ ہیں۔ اس کے تخلیقی فنون میں شعر و شاعری، فنِ تعمیر اور جمالیاتی ذوق کے لیے اسے خراج تحسین ادا کیا گیا ہے۔ روحانی عظمت کے لحاظ سے یہ قوم عدیم المثال ہے۔ اب پھر یہی قوم راہِ عمل پر گامزن ہے اور اگر اسے ضروری مواقع میسر آ جائیں تو وہ اپنی شاندار کامیابیوں کی سابقہ عظیم الشان روایات کو پھاند کر ان سے بہتر کام کر دکھائے گی۔ یہ قرارداد مقاصد اس ماحول کے پیدا کرنے کی طرف پہلا قدم ہے جس میں قوم کی روح پھر بیدار ہو جائے گی۔ ہم لوگوں کو قدرت نے قوم کی اس نشاۃ ثانیہ کے زبردست ہنگامہ میں حصہ لینے کے لیے خواہ وہ حصہ کتنا ہی حقیر اور غیر اہم ہو، منتخب کیا ہے اور ہم ان زبردست گوناگوں مواقع سے جو ہمیں حاصل ہیں، محو حیرت ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان مواقع سے خردمندی اور دوراندیشی کے ساتھ فائدہ اٹھائیں اور مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ اس اللہ کے فضل و کرم سے جس کی رحمت سے پاکستان قائم ہوا ہے، ہماری یہ کوشش ہماری بڑی سے بڑی توقعات سے بڑھ کر بارآور ہو گی۔ بڑی قوموں میں اپنی میراث روز روز نہیں ملتی، قوم کی نشاۃ ثانیہ کا باب ہر روز نہیں کھلتا اور ہر روز قدرت مظلوموں اور محکوموں کو نہیں ابھارتی اور انہیں شاندار مستقبل کی طرف بڑھنے کی بار بار دعوت نہیں دیتی۔ روشنی کی کرنیں افق پر تحریر ہو کر طلوع ہونے والے روزِ روشن کا پیش خیمہ بن رہی ہیں اور ہم اس تحریر کا اس قرارداد کی شکل میں خیرمقدم کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

٦

مجلس دستور ساز میں

شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانیؒ کی تقریر

بسلسلہ تائید قرارداد مقاصد، مارچ ۱۹۴۹ء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجلس دستور ساز میں شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی کی تقریر

قرار داد مقاصد کی تائید میں مولانا شبیر احمد عثمانی نے ۹/ مارچ ۱۹۴۹ء کو مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:

جناب صدر محترم! قرار داد مقاصد کے اعتبار سے جو مقدس اور محتاط تجویز آنریبل مسٹر لیاقت علی خان صاحب نے ایوان ہذا کے سامنے پیش کی ہے، میں نہ صرف اس کی تائید کرتا ہوں بلکہ آج اس بیسویں صدی میں (جب کہ ملحدانہ نظریات حیات کی شدید کشمکش اپنے انتہائی عروج پر پہنچ چکی ہے) ایسی چیز کے پیش کرنے پر موصوف کے عزم و ہمت اور جرأت ایمانی پر مبارک باد دیتا ہوں۔

اگر غور کیا جائے تو یہ مبارک باد فی الحقیقت میری ذات کی طرف سے نہیں بلکہ اس پسی ہوئی اور کچلی ہوئی روحِ انسانیت کی جانب سے ہے جو خالص مادہ پرست طاقتوں کی حریفانہ حرص و آزار و رقیبانہ ہوس ناکیوں کے میدانِ کارزار میں مدتوں سے پڑی کراہ رہی ہے۔ اس کے کراہنے کی آوازیں اس قدر درد انگیز ہیں کہ بعض اوقات اس کے سنگدل قاتل بھی گھبرا اُٹھتے ہیں اور اپنی جارحانہ حرکات پر نادم ہو کر تھوڑی دیر کے لیے مداوا تلاش کرنے لگتے ہیں۔ مگر پھر علاج و دوا کی جستجو میں وہ اس لیے ناکام رہتے ہیں کہ جو مرض کا اصل سبب ہے اسی کو دوا اور اکسیر سے سوا سمجھ لیا جاتا ہے۔

یاد رکھیے! دنیا اپنے خود ساختہ اصولوں کے جس جال میں پھنس چکی ہے اس سے نکلنے کے لیے جس قدر پھڑ پھڑائے گی اسی قدر جال کے حلقوں کی گرفت اور زیادہ سخت ہوتی جائے گی۔ وہ صحیح راستہ گم کر چکی ہے۔ جو راستہ اب اختیار کر رکھا ہے اس پر جتنے زور سے بھاگے گی وہ حقیقی فوز و فلاح کی منزل سے دُور ہی ہوتی چلی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔

ہمیں اپنے نظامِ حیات کو درست اور کامیاب بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہمارا انجن جس لائن پر اندھا دھند چلا جا رہا ہے اسے تبدیل کریں اور جس طرح بعض دفعہ لائن تبدیل کرتے وقت گاڑی کو کچھ پیچھے ہٹانا پڑتا ہے ایسے ہی صحیح لائن پر آگے بڑھنے کی غرض سے ہمیں کچھ پیچھے ہٹنا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر ایک شخص کسی راستہ پر بے تحاشہ دوڑ رہا ہے اور ہم دیکھیں کہ چند قدم آگے بڑھنے پر وہ کسی ہلاکت کے غار میں جا پڑے گا تو ہم خاموش نہیں رہ سکتے۔ اسے ادھر سے پیچھے ہٹا کر صاف اور سیدھی شاہراہ پر ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ یہ ہی حال آج دنیا کا ہے۔ اگر ہماری اس نئی اور بے چین دنیا کو اپنے تباہ کن مصائب سے چھٹکارا حاصل کرنا ہے تو اسے حالات کا بالکل جڑ اور بنیاد سے از سرِ نو جائزہ لینا ہوگا۔ کسی درخت کی شاخوں اور پتوں پر پانی چھڑکتے رہنا بیکار ہے۔ اگر اس کی جڑ جو سینکڑوں من مٹی کے نیچے دبی ہوئی ہے مضبوط نہ ہو۔ آج کے بہت سے بکھرے ہوئے مسائل خواہ ان سے آپ کو کتنی ہی دلچسپی اور شغف کیوں نہ ہو کبھی ٹھیک طور پر سنور اور سلجھ نہیں سکتے جب تک ان کے اصول بلکہ اصل الاصول درست نہ ہو جائے۔ قدامت پرستی اور رجعت پسندی کے طبقوں سے نہ گھبرایئے بلکہ کشادہ دل و دماغ کے ساتھ ایک متجسس حق کی طرح الجھی ہوئی ڈور کا سرا پکڑنے کی کوشش کیجئے۔ جو باتیں طاقتور اور ذی اقتدار قوموں کے زبردست پروپیگنڈا یا غیر شعوری طور پر ان کے حاکمانہ اقتدار اور مسحور کن مادی ترقیات کے زور اثر سے بطور مسلمات عامہ، اصول موضوعہ اور مفروغ منہا صداقتوں کے تسلیم کر لی گئی ہیں، ان ہی پر تجدید فکر و نظر کی ضرورت ہے۔ اس پکے ارادے کے ساتھ کہ جس چیز پر ہم صدیوں کی کوششوں کے نتیجہ میں اعتقاد جمائے بیٹھے تھے، وضوح حق کے بعد ایک لمحہ کے لیے اس پر قائم رہنا ہم جرم عظیم سمجھیں گے۔ اگر دنیا کو انسانیت کی حقیقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلاح کے لیے کسی نتیجہ پر پہنچنا ہے تو اسے ان قدیم اور اٹل نظریات پر ضرور غور کرنا ہوگا جنہیں مادی و معاشی مسابقت کی بے تحاشا دوڑ میں بہت سی قومیں پیچھے چھوڑ آئی ہیں۔ اسے یوں خیال کیجئے کہ کتنی صدیوں تک ارض کے متعلق بطلیموس کا نظریہ دنیا پر مستولی رہا۔ فیثا غورث کی آواز پر کسی نے توجہ نہ کی۔ پھر ایک وقت آیا کہ ہزاروں من مٹی کے نیچے چھپا ہوا بیج جو فیثا غورث دبا گیا تھا، زمین کے سینے کو چاک کر کے باہر نکلا اور برگ و بار لا کر رہا۔ سچائی کا پرستار کبھی اس کی پروا نہیں کرتا کہ کسی زمانہ میں یا طویل عرصہ تک لوگ اس کے ماننے سے آنکھیں چرائیں گے یا ناک بھوں چڑھائیں گے۔ حق اکیلا رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے۔ اسے یقین ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا کہ جب اس کے جھٹلانے والے زمانہ کے دھکے کھا کر اسی کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہوں گے۔ آج وہ دن قریب آ رہا ہے اور جیسا کہ آنریبل جناب لیاقت علی خان نے فرمایا، روشنی کی تحریر اُفق پر ظاہر ہو کر طلوع ہونے والے روزِ روشن کا پیش خیمہ بن رہی ہے۔

ضرورت ہے کہ ہم اپنے کو خفاش صفت ثابت نہ کریں جو دن کی روشنی کو دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتی۔ پاکستان مادیت کے بھنور میں پھنسی ہوئی اور دہریت و الحاد کے اندھیروں میں بھٹکی ہوئی دنیا کو روشنی کا ایک مینار دکھانا چاہتا ہے۔ یہ دنیا کے لیے کوئی چیلنج نہیں بلکہ انسانیت کے لیے پُرامن پیغام حیات و نجات اور اطمینان اور خوش حالی کی راہ تلاش کرنے والوں کے لیے سہولت مہیا کرتا ہے۔ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ ہے کہ دنیا کے لیے عموماً اور پاکستان کے لیے خصوصاً کسی قسم کا نظام تجویز کرنے سے پہلے پوری قطعیت کے ساتھ یہ جان لینا ضروری ہے کہ اس تمام کائنات کا جس میں ہم سب اور ہمارا یہ مملکت بھی شامل ہے، مالک اصلی اور حاکم حقیقی کون ہے اور ہے یا نہیں۔ اب اگر ہم اس کا مالک کسی خالق الکل اور مقتدر اعلیٰ ہستی کو مانتے ہیں (جیسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ میں خیال کرتا ہوں کہ اس ایوان کے تمام ارکان و اعضاء کا یہ عقیدہ ہوگا) تو ہمارے لیے یہ تسلیم کرنا ناگزیر ہوگا کہ کسی مالک کی خصوصاً اس مالک علی الاطلاق کی مِلک میں ہم اسی حد تک تصرف کرنے کے مجاز ہیں جہاں تک کہ وہ اپنی مرضی سے ہمیں اجازت دے دے۔ مِلکِ غیر میں کوئی غاصبانہ تصرف ہمارے لیے جائز نہیں ہوسکتا۔ پھر ظاہر ہے کہ کسی مالک کی اجازت و مرضی کا علم اس کے بتلانے ہی سے ہو سکتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسی لیے بھیجے اور وحی ربانی کا سلسلہ اسی لیے قائم کیا کہ انسانوں کو اس کی مرضی اور اجازت کے صحیح حدود معلوم کرا دیئے جائیں۔ اسی نقطہ و خیال کے پیش نظر ریزولیوشن میں ''اسی کے مقرر کردہ حدود کے اندر'' کے الفاظ رکھے گئے ہیں اور یہ ہی وہ بنیادی نقطہ ہے جہاں سے دینی اور خالص مادی حکومتوں کی لائنیں ایک دوسرے سے الگ ہو جاتی ہیں۔

یہ نظریہ کہ دین و مذہب کا تعلق انسان اور اس کے مالک سے ہے، بندوں کے باہمی معاملات سے اسے کچھ سروکار نہیں نہ سیاست میں اس کا کوئی دخل ہے، اسلام نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ ممکن ہے دوسرے مذاہب جو آج کل دنیا میں موجود ہیں، ان کے نزدیک یہ نظریہ درست ہو اور وہ خود کسی جامع و حاوی نظامِ حیات سے تہی دامن ہوں۔ مگر جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، ایسے تصور کی اس میں کوئی گنجائش نہیں بلکہ اس کی تمام تر تعلیمات اس باطل تصور کی دشمن ہیں۔

قائداعظم مرحوم نے اگست ۱۹۴۴ء میں گاندھی جی کے نام جو خط لکھا تھا اس میں لکھتے ہیں:

''قرآن مسلمانوں کا ضابطہ حیات ہے۔ اس میں مذہبی اور مجلسی، دیوانی اور فوجداری، عسکری اور تعزیری، معاشی اور معاشرتی غرض کہ سب شعبوں کے احکام موجود ہیں۔ مذہبی رسوم سے لے کر روزانہ کے امور حیات تک، روح کی نجات سے لے کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جسم کی صحت تک، جماعت کے حقوق سے لے کر فرد کے حقوق و فرائض تک دنیوی زندگی میں جزا و سزا سے لے کر عقبیٰ کی جزا و سزا تک، ہر فعل، قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا جب میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ایک قوم ہے تو حیات و مابعد حیات کے ہر معیار اور ہر مقدار کے مطابق کہتا ہوں''۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات و اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ قرآن کریم مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانون حیات ہے۔ یعنی مذہبی، معاشرتی، تجارتی، تمدنی، عسکری، عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کو یہ حکم ہے کہ ہر مسلمان کے پاس اللہ کے کلامِ پاک کا ایک نسخہ ضرور ہو اور وہ اس کو بغور و خوض مطالعہ کرے تاکہ یہ اس کی انفرادی و اجتماعی ہدایات کا باعث ہو۔

قائداعظم نے ان خیالات و عزائم کا بار بار اظہار کیا ہے۔ کیا ایسی واضح اور مکرر تصریحات کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ سیاست و حکومت، مذہب سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی یا یہ کہ اگر آج قائداعظم زندہ ہوتے تو یہ تجویز مقاصد پیش نہیں ہو سکتی تھی۔

قرآن حکیم میں صاف صاف ارشاد ہے:

فَلَا وَرَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَایَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. [النساء۴:۶۵]

پروردگار کی قسم! یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں آپ کو منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپ کریں اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اس کو خوشی سے مان لیں، تب تک مومن نہیں ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ. [المائدۃ ۵:۴۴] وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. [المائدۃ ۵:۴۵] وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. [المائدۃ ۵:۴۷]

اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں--- اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں--- اور جو اللہ کے نازل فرمائے ہوئے احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔

اس موقع پر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں دینی حکومت کے معنی پاپائیت یا ''کلیسیائی حکومت'' کے نہیں۔ بھلا جس بت کو قرآن نے اتخذوا احبارھم اربابا من دون اللہ کہہ کر توڑا ہے کیا وہ اسی کی پرستش کو جائز رکھ سکتا ہے؟

اسلامی حکومت سے مراد وہ حکومت ہے جو اسلام کے بتائے ہوئے اعلیٰ اور پاکیزہ اصول پر چلائی جائے۔ اس لحاظ سے وہ ایک خاص قسم کی اصولی حکومت ہوگی۔ ظاہر ہے کہ کسی اصولی حکومت کو چلانا خواہ مذہبی ہو یا غیر مذہبی (جیسے روس کی اشتراکی حکومت) دراصل ان ہی لوگوں کا کام ہو سکتا ہے جو ان اصولوں کو مانتے ہوں۔ جو لوگ ان اصولوں کو نہیں مانتے ایسی حکومت انتظام مملکت میں ان کی خدمات تو ضرور حاصل کر سکتی ہے مگر مملکت کی جنرل پالیسی یا کلیدی انتظام کی باگ ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑی جا سکتی۔

اسلامی حکومت اصل میں انسانی حکومت نہیں بلکہ نیابتی حکومت ہے۔ اصل حاکم خدا ہے، انسان زمین پر اس کا خلیفہ (نائب) ہے جو حکومت در حکومت کے اصول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر دوسرے مذہبی فرائض کی طرح نیابت کی ذمہ داریوں کو بھی خدا کی مقرر کردہ حدود کے اندر پورا کرتا ہے۔

مکمل اسلامی حکومت، حکومت راشدہ ہوتی ہے۔ لفظ ''رشد'' حکومت کے انتہائی اعلیٰ معیار حسن و خوبی کو ظاہر کرتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت، حکومت کے کارکن اور مملکت کے عوام کو نیکوکار ہونا چاہیے۔ قرآن نے حکومت اسلامی کی یہ ہی غرض و غایت قرار دی ہے کہ وہ انسانوں کو اپنے دائرہ اقتدار میں نیکیوں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے۔ اسلام آج کل کی سرمایہ پرستی کے خلاف ہے۔ اسلامی حکومت اپنے خاص طریقوں سے جو اشتراکی طریقوں سے الگ ہیں، جمع شدہ سرمایہ کی مناسب تقسیم کا حکم دیتی ہے۔ اس کو دائرہ و سائرہ رکھنا چاہتی ہے۔ مگر اس کام کو اخلاقی و نیز قانونی طریقہ پر عام خوشدلی، عدل اور اعتدال کے ساتھ کرتے ہوئے اسلامی حکومت شخصی ملکیت کی نفی نہیں کرتی۔ مناسب حد تک راس المال رکھنے کی اجازت دیتی ہے، زائد سرمایہ کے لیے ملی بیت المال قائم کرتی ہے جس میں سب کے حقوق مشترک ہیں اور اس سرمایہ کی تقسیم سے سرمایہ اور افلاس کے درمیان توازن اور اعتدال کو بحال رکھتی ہے۔

شوریٰ اسلامی حکومت کی اصل ہے۔ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ. [الشوریٰ ۳۸:۴۲] (اور وہ اپنے کام آپس کے مشورے سے کرتے ہیں)۔ اسلامی حکومت دنیا میں پہلا ادارہ ہے جس نے شہنشاہیت کو ختم کر کے استصواب رائے عامہ کا اصول جاری کیا اور بادشاہ کی جگہ عوام کے انتخاب کردہ امام (قائد حکومت) کو حکومت عطا کی۔ شخصی جبر و استبداد کے راستوں سے بادشاہ بن بیٹھنا اسلام کے منشاء کے سراسر خلاف ہے۔ وہ جمہور کی مرضی اور ان ہی کے ہاتھوں سے اسٹیٹ کو اختیار دلاتا ہے۔ ہاں نہیں یہ حق نہیں دیتا کہ وہ امارت کی کوئی تنظیم نہ کریں اور اقتدار اپنے ہی پاس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

روک کر انتشار، ابتری اور طوائف الملوکی پھیلا دیں۔ یہ اوّلیت کا ایسا شرف ہے جو اسلامی حکومت کو دنیا کی تمام جمہوریتوں پر حاصل ہے۔

اسلامی سلطنت کا بلند ترین منتہائے خیال یہ ہے کہ سلطنت کی بناء جغرافیائی، نسلی، قومی، حرفتی اور طبقاتی قیود سے بالاتر ہوکر انسانیت اور ان اعلیٰ اصولوں پر ہو جن کی تشدید و ترویج کے لیے وہ قائم کی جاتی ہے۔

اسلامی حکومت پہلی حکومت ہے جس نے اس منتہائے خیال کو پورا کرنے کے لیے اپنی خلافت راشدہ کی بنیاد انسانیت پر رکھی۔ یہ حکومت اپنے کاموں میں رائے عامہ، مساوات حقوق، آزادی ضمیر اور سادگی کا امکانی حد تک خیال رکھتی ہے۔

اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اپنے قلمرو میں بسنے والے تمام غیر مسلموں سے جو شرائط طے ہوئے ہوں، جان، مال، آبرو، مذہبی آزادی اور عام شہری حقوق کی پوری حفاظت کرے۔ اگر کوئی طاقت ان کے جان و مال وغیرہ پر دست اندازی کرے تو حکومت اس سے جنگ کرے اور ان پر کوئی ایسا بار نہ ڈالے جو ان کے لیے ناقابل تحمل ہو۔ جو ملک صلحاً حاصل ہوا ہو وہاں کے غیر مسلموں سے جو شرائط طے ہوں ان کی پوری پوری پابندی کی جائے۔ پھر غیر مسلموں کے یہ حقوق محض اکثریت کے رحم و کرم پر نہیں بلکہ خدا کا عائد کیا ہوا ایک فرض ہے جس سے کسی وقت انحراف جائز نہیں۔

اس کے بعد دینی حکومت کی مرعومہ خرابیوں کا جہاں تک تعلق ہے۔ جواب میں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ علم و تحقیق کی روشنی میں موجودہ ترقی یافتہ حکومتوں کے طور طریقوں کو خلفائے اربعہ کے بے داغ عہدِ حکومت کے مقابلہ میں رکھ کر مفادِ عامہ کے لحاظ سے وزن کر لیا جائے۔ آج ظلم و جبر، عہد شکنی، مالی دست برد، کشت و خون، بربادی و ہلاکت، انسانی جماعتوں کی باہمی دشمنی، افراد کی عدم مساوات اور جمہور کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقوق کی پامالی کی جو مثالیں دوربین سے دیکھے بغیر نظر آ رہی ہیں، خلفاء کے ترقی یافتہ عہد میں اس کا خفیف سا نشان بھی نہ ملے گا۔ غرضیکہ بیان کردہ خرابیاں مذہبی طرزِ حکومت کی خرابیاں نہیں ہیں بلکہ ان انسانی گمراہیوں سے اخذ کی گئی ہیں جنہوں نے خالص مادی طرزِ حکومت کی داغ بیل ڈالی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گاندھی جی نے اسی نکتہ کی طرف اشارہ کیا تھا جب ۱۹۳۷ء میں آپ نے کانگریسی وزراء کو یہ ہدایات دیں کہ تم ابوبکرؓ اور عمرؓ کی سی حکومت قائم کرو۔ نیز قائداعظم مرحوم نے دستور کی اسی اساس کی طرف اشارہ کیا تھا جب ۴۳ء میں بمقام جالندھر آل انڈیا سٹوڈنٹس فیڈریشن کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ ''میرے خیال میں مسلمانوں کا طرزِ حکومت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن حکیم نے فیصل کر دیا تھا''۔ انہوں نے نومبر ۴۵ء میں پیر صاحب مانکی شریف کے نام جو خط لکھا اس میں صاف صاف لکھ دیا تھا کہ ''اس بات کے کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ قانون بنانے والی جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہوگی، پاکستان کے لیے ایسے قانون بنا سکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہو اور نہ ہی پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے''۔ اس قسم کے اعلانات قیام پاکستان سے پہلے قائداعظم اور دوسرے زعماء لیگ کی طرف سے برابر ہوتے رہے جن کا بخوف طوالت ہم استیعاب نہیں کر سکتے۔ بہرحال ان بیانات کے پڑھنے کے بعد کسی مسلم یا غیر مسلم کو ہمارے مقصد اور مطمح نظر کو سمجھنے میں کوئی ابہام و اشباط نہیں رہ سکتا اور جس قدر باتیں آئین و نظامِ اسلامی کے متعلق بطور اعتراض آج کہی جا رہی ہیں ان سب کے سوچنے کا وقت وہ تھا جب پوری صراحت کے ساتھ یہ اعلانات کیے جا رہے تھے۔ جب یہ سب کچھ جان کر اور سمجھ کر دوسری قوم نے تقسیم ہند کے فیصلہ پر دستخط کیے اور پاکستان کی اقلیت نے ان مقاصد کو مانتے ہوئے ہمارے ساتھ اشتراک عمل کیا۔ اب پاکستان قائم ہونے کے بعد اس نقطہ نظر سے انحراف کی کوئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجہ جواز ان کے پاس موجود نہیں۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ انڈین یونین کا قیام تو ہندو اور نیشلسٹ مسلمانوں کی مخلوط مساعی سے عمل میں آیا ہے لیکن پاکستان کا حصول خالص مسلم قوم کی مساعی اور قربانیوں کا مرہون منت ہے اور ان کی قومی خصائص و ممیزات کے تحفظ کا داعیہ اس کا محرک ہوا ہے۔ اب اگر ایسی سیدھی اور صاف بات کو بھی بھلا دیا جائے تو اس کا کچھ علاج ہمارے پاس نہیں۔

اس موقع پر یہ بات بھی فراموش نہ کیجئے کہ آج دنیا میں معاشی اختلال اور اقتصادی عدم توازن کی وجہ سے ملحدانہ اشتراکیت (کمیونزم) کا سیلاب ہر طرف سے بڑھتا چلا آ رہا ہے اس کا صحیح اور اصولی مقابلہ اگر دنیا میں کوئی نظام کر سکتا ہے تو وہ صرف اسلام کا اقتصادی نظام ہے۔ اگر ہم پاکستان یا عالم اسلامی کو اس بھیانک خطرہ سے بچانا چاہتے ہیں تو اس کی واحد صورت یہ ہی ہے کہ پاکستان میں صحیح اسلامی نظام کا اعلان و آغاز کریں اور تمام اسلامی ممالک کو اسلام کے نام پر اسی کی دعوت دیں۔ اگر اس طرح تمام اسلامی ممالک آئینی طور پر متحد ہوگئے تو قدرتی طور پر وہ وحدت اسلامی قائم ہو جائے گی جس کی ہم سب مدت سے آرزو رکھتے ہیں اور جو اشتراکیت اور سرمایہ پرستی دونوں کی روک تھام کے لیے مضبوط آہنی دیوار کا کام دے گی۔

بہت سے لوگوں کو یہ خیال گزرتا ہے کہ ابھی تک ہمارا کاروبار جس ڈگر پر چل رہا ہے اسلامی نظام اور اسلامی آئین کا اعلان کر کے ہم اسے ایک دم کیسے بدل سکتے ہیں۔ یہ تو ہمارے اجتماعی حالات میں ایسا انقلاب عظیم ہوگا جو ہماری قومی زندگی کی کایا پلٹ کر رکھ دے گا اور جس کے لیے ہمیں جدید کانسٹی ٹیوشن کے چلانے کے لیے کثیر تعداد میں مناسب رجال کار تیار کرنے پڑیں گے اور بہت طویل عرصہ درکار ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ ان حضرات کا یہ خیال ایک حد تک صحیح ہے۔ لیکن اسلامی نظام کا مطالبہ کرنے والے بھی اسے بخوبی محسوس کرتے ہیں۔ اسلامی آئین و نظام کے اعلان سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غرض یہ ہے کہ مملکت کا اصلی نصب العین اور اس کی انتہائی منزل مقصود واضح اور متحضر ہو جائے تاکہ اس کی روشنی میں ہمارا جو قدم اٹھے وہ ہم کو آخری منزل سے قریب تر کرنے والا ہو۔ یہ کام ظاہر ہے کہ بتدریج ہوگا اور بتدریج ہی ہو سکتا ہے۔ جو کام فی الحال کیے جا سکتے ہیں وہ فوراً کرنے ہوں گے اور جن کاموں کے لیے سرِ دست حالات سازگار نہیں وہ فوراً نفاذ پذیر نہ ہوں گے بلکہ حکیمانہ اسلوب پر حالات کو سازگار بنانے کی ہر امکانی کوشش عمل میں لائی جائے گی۔ بہرحال انسان اسی چیز کا مکلّف ہے جس کی وہ استطاعت رکھتا ہے۔ یہ ہی وہ بات ہے جو میں تقسیم سے قبل اپنے مختلف بیانات و خطبات میں کھل کر کہہ چکا ہوں۔ چناں چہ خطبہ لاہور میں، میں نے عرض کیا تھا کہ یہ اعلیٰ اور پاک نصب العین سے قریب تر کرے گا۔ جس طرح رات کی تاریکی آہستہ آہستہ کم ہوتی اور دن کی روشنی بتدریج پھیلتی ہے یا جس طرح ایک پرانا مریض دھیرے دھیرے صحت کی طرف قدم اٹھاتا ہے دفعتاً و بغتتہ بیماری سے چنگا نہیں ہو جاتا، اسی طرح پاکستان ہماری قومی صحت اور ہماری مکمل ترین آزادی کے نصف النہار کی طرف تدریجی قدم اٹھائے گا۔

جناب صدر محترم! آخر میں ایوان ہذا کے معزز ممبران کی خدمت میں، میں عرض کروں گا کہ اس ڈھیلے ڈھالے ریزولیوشن سے گھبرانے اور وحشت کھانے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسلامی فرقوں کے اختلافات تحریکِ پاکستان کی برکت سے بہت کم ہو چکے ہیں اور اگر کچھ باقی ہیں تو اِن شاء اللہ برادرانہ مفاہمت سے صاف ہو جائیں گے کیوں کہ تمام اسلامی فرقے اور ملک آج اسلامی نظام کی ضرورت کو بہت شدت کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے غیر مسلم دوست بھی اگر ایک مرتبہ تھوڑا سا تجربہ کر کے دیکھ لیں گے تو اگلی اور پچھلی سب تلخیاں بھول جائیں گے اور بہت مطمئن رہیں گے بلکہ فخر کریں گے کہ ہم سب پاکستانیوں نے مل کر عام ہیجان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اضطراب کے زمانہ میں انسانیت عامہ کی اس قدر عظیم الشان خدمت انجام دی۔ وَمَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ. [ابراہیم ۱۴:۲۰] (اور یہ اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی مشکل نہیں)۔

اب بڑا اہم کام ہمارے سامنے یہ ہے کہ دستور سازی کی مہم ایسے قابل، فہیم، مضبوط اور محتاط ہاتھوں کے سپرد ہو جو اس ریزولیوشن کے خاص خاص نکتوں کی حفاظت کر سکیں، اس کے فحوا کو بخوبی سمجھ سکیں اور جو دستور تیار کیا جائے وہ صحیح لائن سے ہٹنے نہ پائے۔ یہ بہت کٹھن مرحلہ ہے جو اللہ ہی کی توفیق سے آسان ہوگا۔ بہرحال ہم آئندہ کام کرنے میں ہر قدم پر اس چیز کے منتظر رہیں گے۔

وباللہ التوفیق

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۷

چوہدری رحمت علیؒ کا کتابچہ

NOW OR NEVER

ARE WE TO LIVE OR
PERISH FOR EVER?

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوہدری رحمت علیؒ کا کتابچہ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَومٍ حَتّٰی یُغَیِّرُ وَا مَا بِاَنفُسِھِم

NOW OR NEVER

ARE WE TO LIVE OR PERISH FOR EVER?

At this solemn hour in the history of India, when British and Indian delegates are laying the foundations of a Federal Constitution for that Sub-continent, we address this appeal to you, in the name of our common heritage, and on behalf of our thirty million Muslim brethren who live in pakstan--by which we mean the five Northern units of India, viz: Punjab, North-West Frontier Province (Afghan Province), Kashmir, Sind and Baluchistan. And we ask for your sympathy and support in our grim and fateful struggle against political crucifixion and national annihilation.

Our brave but voiceless nation is being sacrificed on the altar of Hindu Nationalism not only by the non-Muslims, but also, to their lasting shame, by our own so-called leaders with a reckless disregard of our protests and in utter

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

contempt of the warnings of history.

The Muslim Delegates at the Round-Table Conference have committed an inexcusable blunder and an incredible betrayal. They have agreed, in the name of Hindu Nationalism, to the perpetual subjection of the ill-starred Muslim Millat in India. They have accepted, without any protest or demur and without any reservation or qualification, a constitution based on the principle of an All-India Federation. This acceptance amounts to nothing less than signing the death-warrant of Islam and of Muslims in India.

To justify their action they have taken shelter behind the so-called Mandate from the Millat. But they forgot that suicidal Mandate was framed and formulated by their own hands. It was not the Mandate of the Muslims of India. Nations never give Mandates to their representatives to barter away their very souls; and men of conscience never accept such self-annihilating Mandates, even if given--much less execute them. At such a time and in a crisis of this magnitude the foremost duty of saving statesmanship is to give a fair, firm, and fearless lead--a lead which has

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

persistently been denied to our eighty million co-religionists in India by our leaders during the last seventy-five years. In fact, for us, these have been the years of false issues, of lost opportunities, and of utter blindness to the most essential and urgent needs of the Muslim interests. This because the leaders' policy has throughout been defeatist in spirit, nerveless in action, and subservient in attitude. They have all along been paralysed with dishonesty, fear and doubt, and have, time and again, sacrificed their own political principles and our national patrimony for the sake of sheer opportunism and sordid careerism. To do so even at this fateful juncture is a policy of betrayal. It will be fatal for us not to look this tragic truth in the face; for the tighter we shut our eyes, the harder that truth will hit us.

At this critical moment, when this tragedy is being enacted, we earnestly appeal to you for your practical sympathy and active support for the demand of a separate Muslim Federation--a demand which is a matter of life and death for all Muslims of India, and which is outlined and explained below.

India, consituted as it is at the present moment, is not

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

the name of one single country; nor the home of one single nation. It is, in fact, the designation of a state created by the British for the first time in history. It includes peoples who have never previously formed part of the Indian nation at any period of its history, but who have, on the contrary, from the dawn of history till the advent of the British, possessed and retained distinct nationalities of their own.

One of such peoples is our own nation.

In the five Northern provinces of India, out of a total population of about forty millions, we, the Muslims, constitute about thirty millions. Our religion and culture, our history and tradition, our social code and economic system, our laws of inheritance, succession and marriage are fundamentally different from those of most peoples living in the rest of India. The ideals which move our people to make the highest sacrifices are essentially different from those which inspire the Hindus to do the same. These differences are not confined to broad, basic principles. Far from it. They extend to the minutest details of our lives. We do not inter-dine; we do not inter-marry. Our national customs and calendars, even our diet and dress are different.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

It is preposterous to compare, as some superficial observers do, the differences between Muslims and Hindus with those between Catholics and Protestants. While both the Catholics and the Protestants are part and parcel of one religious system--Christianity, the Muslims and the Hindus are the followers of two essentially different religious systems. Moreover, religion in the case of Muslims and Hindus is not a matter of private opinion as it may be in the case of Christians; but on the contrary it is a Civic Church, which lays down a most comprehensive code of conduct to be observed by its adherents from birth to death.

If we, the Muslims of pakstan, with our distinct marks of nationality, are deluded into the proposed Indian Federation by friends or foes, we are reduced to a minority of one in ten. This reduction sounds the death-knell of our nation in pakstan. To help you to realise the full magnitude of this impending catastrophe, let us remind you that we thirty millions constitute about one-tenth of the whole Muslim world. The total area of our five units, comprising pakstan, is four times that of Italy, three times that of Germany and twice that of France; and their population

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

seven times that of the Commonwealth of Australia, four times that of the Dominion of Canada, twice that of Spain, and equal to France and Italy considered individually.

These are facts--hard facts and historic realities--which we challenge anybody to contradict. It is on the basis of such facts and realities that we assert without fear of contradiction that we, the Muslims of pakstan, do possess a distinct nationality from that of the Hindus of India, who constitute the Hindu nation and live-- and have every right to live--in most of India; and that we deserve--and demand--the recognition of our national status by the grant to pakstan of a Federal Constitution, separate from that of the rest of India.

In addressing this appeal to you and all other Muslims of India, we are addressing it also to the two other major parties--British and Hindu--involved in the settlement of India's future. They must understand that, in this settlement, our body and soul are at stake. Our very being and well-being depend upon it. Not only ours, but also those of every other people in India. Therefore, to be acceptable to all, the settlement must be fair to all. They can make it so, if they will.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

This is especially true when, to the selfish settlement proposed by them, there is a just and reasonable alternative which would lay the foundations of a peaceful future for the whole Sub-continent; and which would allow the highest development of all, including each of the two peoples--the Hindu and the Muslim--without either being subject to the other. This alternative is a separate Muslim Federation of at least our five predominantly Muslim units--Punjab, North-west Frontier Province (Afghan Province), Kashmir, Sind and Baluchistan. This Muslim Federation of North-West India would provide the bulwark of a buffer state against invasion of India either of ideas or of arms from any quarter. And the creation of such a Federation would not materially disturb the ratio or the rights of the Muslim and Hindu populations in the rest of India. It is, therefore, clearly in the interest of British and Hindu statesmanship to concede our demand for this Federation, and to have as an ally our free, powerful and contented Muslim nation, possessing a constitution similar to, but separate from, that which is being enacted for India. For, nothing but a separate Federation of our homelands will satisfy our people.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

This demand is basically different from the suggestion put forward by Doctor Sir Muhammad Iqbal in his Presidential address to the All-India Muslim League in 1930. While he proposed the amalgation of four out of the five above-named Provinces into a single state forming a unit of the All-India Federation, we propose that all those five Provinces should have a separate Federation of their own outside India. We are convinced there can be no peace and progress in India if we, the Muslims, are duped into a Hindu-dominated Federation in which we cannot be the masters of our own destiny and captains of our own souls.

Let us refer here to the safeguards. Do the safeguards proposed at the Conference give us any scope to work out our salvation along our own lines? Not a bit. Safeguard is the magic word which holds our leaders spellbound, and has dulled their consciences. In the ecstacy of their hallucinations they think that the pills of safeguards can cure nation-annihilating earthquakes. The safeguards asked for by them and agreed to by the makers of the Constitution can never be a substitute for the loss of our separate nationality. Indeed, to believe otherwise is suicidal insanity. For, what

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

safeguards can be devised to prevent our minority of one in ten in an All-India Federation from being sacrificed on every vital issue to the aims and interests of the majority race, which differs from us in every essential of individual and corporate life. What safeguards can prevent the catastrophe of our Muslim nation smarting and suffering eternally at the frustration of its every social and religious ideal? What safeguards can compensate our nation awakened to its national consciousness for the destruction of its distinct national status? None. Because, however effective and extensive the safeguards may be, the vital organs and essential departments of our national life, such as defence forces and foreign relations, trade and commerce, communications, posts and telegraphs, finance, taxation and customs, will not be under our control, but will be in the hands of a Federal Government, which is bound to be overwhelmingly Hindu. With all this, how can we, the Muslims, achieve any of our ideals, if those ideals conflict--as conflict they must--with the ideals of the Hindus?

In this respect, the history of the last century is full of clear warnings for us. Even one who runs may read them.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

To mention just one. Despite all the safeguards and guarantees we have had in the past, the very name of our national language--Urdu--even now the *lingua franca* of the Indian Sub-continent, has been wiped out of the list of Indian languages. We have only to open the latest census report to verify it. This by itself is a tragic fall. But even that is a trifle in comparison with the tremendous issues involving our whole future as a nation and as a power not only in India, but also in the whole of Asia.

In the face of these incontrovertible facts, we are entitled to ask our delegates for what purpose we are being pressed to sacrifice our nationality and to submit ourselves and our posterity to non-Muslim domination. What good is likely to accrue to Islam and Muslims by our going into the Indian Federation? This is a thing which passes our understanding. Are we to be crucified just to save their faces, or to bolster up the preposterous falsehood that India can be a single nation? Is it to achieve compromise at all costs, or is it to support the fatal illusion that Hindu nationalism can work in the interests of Muslims as well as Hindus? The whole business shows a mental muddle of such

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

a nature and on such a scale as has never been known in history. We have suffered in the past without a murmur and faced dangers without demur; but the one thing we would never suffer is our self-strangulation. We would never crucify ourselves upon the cross of Hindu nationalism in order to make a Hindu-holiday.

May we ask also all those people--Muslim, British, and Hindu--who are supporting the Federal Constitution, if it is really desirable to make us sacrifice our nationhood in order to make India one nation? Does humanity really stand to gain by this stupendous sacrifice? We dare to say that in our nation the ancient fire of Islam still glows and promises much for the future of mankind, if only they would let it live. Can they not realize that, while in Europe, excluding Russia, in about the same area as that of India and with about the same population, there live and prosper no fewer than twenty-six nations, with one and the same religion, civilisation and economic system, surely it is not only possible but highly desirable for two fundamentally different and distinct nations, i.e., Muslim and Hindu, to live as friendly neighbours in the Indian sub-continent. It is a pity

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

that even our leaders have not the courage to take their stand upon that truth and to insist upon its application to India and thereby secure the minimum for our national salvation.

In any case, we are now face to face with a first-rate crisis, the like of which has not been seen even in the long and eventful history of Islam. It is not the question of a sect or of a community going down; it is the crisis of the whole future of our eighty million Muslims, who till only yesterday, were the custodians of the glory of Islam in India and the defenders of the frontiers of India.

Such is the nature of this crisis. Dangerous as it is, there is no need to despair. We can survive it, and have a still greater future, if only we all answer this appeal like Muslims, oppose the Indian Federation, and support the pakstan Federation-- and do that at once.

Let us make no mistake about it. The issue is now or never. Either we live or perish for ever. The future is Ours, if we live up to our faith. It does not lie in the lap of the gods; it rests in our own hands. We alone can make or mar it. The history of the last century is full of open warnings to us, and they are as plain as were ever given to any nation.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Shall it be said of us that we ignored all those warnings, betrayed our ancient nationhood into the Indian Federation, and let our Islamic heritage perish throughout the sub-continent of India?

Rehmat Ali (Choudhary)

MOHD. Aslam Khan (Khattak)

Sheikh MOHD. Sadiq (Sahibzada)

Inayat Ullah Khan (of Charsaddah)

☆☆☆☆☆

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

SHARI'AH ACADEMY
INTERNATIONAL ISLAMIC UNIVERSITY
ISLAMABAD
PAKISTAN